المشاہیر

...ن ہو ومعروف مشائخ طریقت علماء شریعت امراء شعراء حکما کے
حالات زندگی نہایت دلچسپ طریقے سے موجودہ وآیندہ
نسلون کی آگہی و بصیرت کے
واسطے لکھے گئے
ہین

مرتبہ و مولفہ

...سار فیض احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ مقیم میرٹھ

نامی پریس شہر میرٹھ میں طبع ہوئی

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب برنگین بکن ریاض مارا | در بسط بدل کن انقباض مارا
دلہا ز بہار جمیش بخشاید | رنگے ز قبول دہ بیاض مارا

صاحبو دیباچہ کتاب کی آرایش حمد و نعت ہے۔ اور عنوان صحیفہ کی زیبایش خدا و رسول کی ثنا و صفات۔ پر کوئی بتا تو دے جب سے لوح و قلم کا ظہور ہوا حرف و صوت کا شور ہوا منطوق ۵۱ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ۞ آسمانوں کا سائبان بنا۔ و بمصداق ۵۲ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۞ زمین کا فرش بچھا یہ مضمون ۵۳ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا ملائکہ کی سواری آئی ۵۴ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کا ڈنکا بجا آدم کی باری آئی زبانیں سوکھ گئیں قلم گھس گئے۔ ہاتھ تھک گئے۔ حمد باری کا حق کون ادا کر سکا ۵

آدم کہ خلیفۂ معلیٰ ست | سرگشتۂ ربنا ظلمنا ست
احمد کہ خلاصۂ وجود ست | لا احصی گوئے در سجود ست

۵۱ ترجمہ اور اسمان کو بنایا ہمنے ہاتھ کے بل سے اور ہمکو سب مقدور ہے ۱۲ پارہ ۲۷ سورہ ذاریات رکوع ۳۔
۵۲ ترجمہ اور زمین کو بچھایا ہمنے سو کیا اچھا بچھاتا ہے ۱۲ پارہ ۲۷ ۵۳ ترجمہ بنایا فرشتوں کو پیغام لانیوالا ۱۲ پارہ ۲۲ شروع سورہ فاطر۔ ۵۴ ترجمہ مجکو بنانا ہے زمین مین ایک نائب ۱۲ پارہ اول رکوع ۴۔

باقی رہی سرور انبیا تاج الاصفیا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نعت اوس کا خیال اپنے عجز کا اعتراف وقصور کا اقبال ہے ؎

احمدؐ کہ شہ سریر لولاک آمد
یک حرف ز مجموعۂ عز و شرفش

جائیست کز آلایش تن پاک آمد
لولاک لما خلقت الافلاک آمد

مرزا مظہر جان جانان سچ کہہ گئے ہین۔ مثنوی

خدا در انتظار حمد ما نیست
مناجاتے اگر باید بیان کرد

محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست
بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد
دگر لب وا مکن مظہر فضولیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمدؐ از تو میخواہم خدا را
سخن از حاجت افزون تر فضولیست

محمدؐ حامد حمد خدا بس
الٰہی از تو عشق مصطفیٰ را

بس اس مضمون مین معترف بعجز ہوکر خاموش ہو جانا ہی گویائی ہے۔ اور اس معرکہ مین سکوت ہی سبیل عہدہ برآئی ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

معہذا مجکو جو کہنا ہے عرض کرتا ہون بہائیو ! علم تاریخ کی خوبیان سب جانتے ہین اہل خرد تاریخ و سیر کو فن لطیف مانتے ہین۔ یہی فن ہے جس کے ذریعہ سے ہمنے قدر سلف جانی۔ خبر اور اثر ہی سے آنیوالی نسلون نے بزرگان پیشین کی حقیقت پہچانی۔ ایک زمانہ تہا کہ مسلمان اس فن کی تدوین مین درجۂ کمال کو پہنچ گئے تہے تفتیش حالات وتحقیق مقالات مین مسلمانون کی موشگافیان و دقت نظر کو دنیا کی دانشور قومین حیرت کی نگاہون سے دیکہتی تہین۔ اہل عرب قدیم سے علم الانساب کے شیفتہ تہے اپنی اپنی قوم وقبیلون کے حالات اور سلاسل نسب یاد رکہنے کی اون کو جان ودل سے زیادہ حفاظت تہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی ماورائے دیگر بے نظیر قابلیتون کے اس فن مین نہایت مشہور تہے۔ عربون مین علم انساب کا ایسا چرچا اور فخر تہا کہ اخوت اسلامی بہی اوس پر متصرف نہو سکی جسطرح چند قسم کے دانون کو ایک کہیت مین بو کر یا ایک ڈبیہ مین رکہ کر وقت ضرورت علیحدہ کر سکتے ہین اسی طرح عرب اپنی قومیت علیحدہ دکہانے

کو ہمہ وقت مستعد رہتے تھے زمانہ کو ایسا موقع نہ دیتے تھے کہ مختلف دانون کو یکجا پیس کر آٹا کر دے اور پھر تفریق قومی نہو سکی۔ غرض حفاظت نسب مین کوئی اُن کا نظیر نتھا۔ اسلام نے بھی بحکم[۵] تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ الخ اپنے اپنے نسب سے آگاہ رہنے کی تاکید کی ہے مگر رفتہ رفتہ زوال دولت ضعفِ قوت وانحطاط سرمایہ علمی نے سارے مذاق خاک مین ملا دیئے۔ مسلمانون کی انمول کتابین بے بہا کتب خانے ایسے معدوم ہوگئے کہ گویا کبھی اون کا وجود ہی نتھا۔ اُن گنجینہ ہائے دیرینہ نے مثل تقویم پارینہ حکم هَبَاءً مَّنْثُوْرًا (خاک اوڑتی ہوئی ۱۲) پیدا کر لیا۔ تجاہل وتغافل نے ایسا نکما و بے خبر بنا دیا کہ اور تو اور اپنے باپ دادون کے نام تک حرف غلط کی طرح صفحات خاطر سے مٹا دیئے۔ شعر

چو من مناسب خلف نبودم نرروی دانش همین سلف را ۔۔۔ ز دست من شد کتب پریشان ز جهل من شد وفا ترا هم

مسلمانون کے قدیمی خاندانون اور مشاہیر نام آورون کے حالات زمانہ کی دستبرد سے روز بروز ناپدید ہوگئے۔ ہزارون نامی گرامی علما۔ حکما۔ شعرا۔ مشایخ۔ سیاح۔ بہادر۔ سپاہی اور مدبرانِ ارکین سلطنت جنپر دنیا کو ایک وقت ناز تھا آج انکا کوئی نام بھی نہین جانتا۔ نظم

جن کے نقشِ پا کو۔ کھتی تھی زمین سرپر فخر ۔۔۔ تربتون مین خاک آلودہ ہین وہ عالی گہر
نام انکا کوئی لب بھولے سے بھی لیتا نہین ۔۔۔ جنکے دروازہ پہ ڈنکا بجتا تھا شام وسحر
تھا مگس کا بیٹھنا بھی تن پہ جن کو ناگوار ۔۔۔ فرق پر جن کے ہلایا کرتے تھے خادم چنور
خاک مین مر کر ملے افسوس وہ عالی دماغ ۔۔۔ اب نشانِ قبر بھی اُن کے نہین آتے نظر

اُن کی نسلین موجود ہین پر افسوس اُنھین ذرا خبر نہین کہ ہم کس گل کے ورق رنگ پر بدہ کس ہرے بھرے گلزار کے بہار خزان رسیدہ اور کون سے پر برگ و بار شجر کے شاخ بریدہ ہین

[۵] یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے پورے الفاظ یہ ہین تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال منسأة فی الاثر ترجمہ سیکھو تم اپنے نسبون کو تاکہ ملاؤ تم سبب اسکے اپنے رشتے تحقیق صلہ رحم یعنے سلوک رکھنا اپنے اقربا سے محبت پیدا کرتا ہے کنبہ مین اور اُس کی زیادتی ہوتی ہے مال مین اور درازی ہوتی ہے عمر مین ۱۲

وہ مُطلق احساس نہین کرتے مصرعہ کہ ہم کون تھے اور کیا ہوگئے - اون کے بعینہ اوس شیر بچہ کیسی حالت ہے جس نے بھیڑون مین پرورش پائی تھی اور ہرگز نہ سمجھہ سکتا تھا کہ مین بچہ شیر ہون میرا باپ چُست وچالاک تہا مین بھی فطرتًا دلیر ہون۔ جب شیر آیا اور لب دریا کھڑا کر کے عکس دکھایا تب وہ بھیڑ سے شیر بنا۔

بھائیو یہہ نقلین محض بے اصل اور بنائی ہوئی باتین نہین انسان پر ایسی مثالین بہت ہو گذری ہین ارباب خبرو اصحاب نظر کو یاد ہوگا کہ شاہزادہ محمد اکبر جب اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی سے باغی ہو کر ایران چلا گیا عالمگیر نے اُس کے بیٹے (نیکو سیر) کو قلعہ (آگرہ) مین قید رکھنے کا حکم دیا۔ یہہ شاہزادہ ابھی چوتھے سال مین تہا۔ باغ دُنیا کی کوئی بہار نہ دیکھہ پائی تھی مصرعہ اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوگئے - چالیس برس کامل اُسی بندی خانہ کے اندر عورتون مین پرورش پائی نام کے لئے بھی مرد کی صورت دیکھنے مین نہ آئی (فرخ سیر) کے زمانہ مین اوباشون کی ایک جماعت متفق ہو کر قلعہ پر غالب آگئے (نیکو سیر) کو باہر نکالا اور بادشاہ قرار دیا۔ شاہزادہ نے اتنی مدت محبس کی چار دیواری سے قدم باہر نہ نکالا تہا۔ اب نئی دنیا مین آیا اور نئی نئی چیزین دیکھین گھوڑے گائے وغیرہ معمولی جانورون اور معمولی درختون کو دیکھکر حیران ہوتا اور تعجب سے پوچھتا کہ یہہ ہے کیا چیز۔ جب امیر الامرا حسین علیخان نے قلعہ پر فتح پائی اور قلعہ کے اندر گیا شاہزادہ نے امیر الامرا کو سلام کیا - امیر نے اُس کا ہاتہہ پکڑ لیا اور سلام سے منع کیا۔ شاہزادہ اُسی منطق نسوانی مین جو اُس کا محاورہ لسانی تہا معذرت کرنے لگا - امیر نے تبسم کیا اور پہر اُسی زنانہ محلسرا مین بھیجدیا[1]

آپ ذرا غور کیجئے کہ اُس شیر بچہ اور اس شاہزادہ مین کیا فرق تہا۔ اس مین تیموریہ خاندان کی رستمانہ شجاعت۔ بہادری۔ مُلک گیری۔ جہانداری کا کونسا اثر باقی رہا تہا (عالمگیر) اسی کا تو شیر دل دادا تہا جس نے شباب سے پہلے فیل مست کا مقابلہ کیا ؎

بہ تکلیف فطرت دلیری نمود | بہ سختی کہ تکلیف بردی نبود

[1] منتخب اللباب صفحہ ۴۷۴ — ۱۲

اور ایام طفلی مین بتیزرفی سے اُس کے بچے کو جبکہ وہ دودہ پلا رہی تھی چھین لایا تھا -

برخلاف اس کے اب اہل یورپ جو ہر قسم کے علوم و فنون مین آسمان کمال کو صعود کر گئے ہین اپنے بزرگون کے حالات زندگی ہزارون لاکھون روپیہ صرف کر کے بہم پہونچا لیتے اور عزت و افتخار کے ساتھ حرز جان بنا کر بطور یادگار رکھتے ہین - نہ صرف اپنی بلکہ ہمارے بزرگون کی یادگارون کی بھی قدر کرتے ہین -

ڈاکٹر جی - ڈبلیو لیٹنر صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور مولف کتاب سنین الاسلام مطبوعہ ۱۸۷۱ء کا یہ فقرہ (جو اونہون نے بعد بیان علمی عظمت مسلمانون کی دلسوزی اور افسوس سے لکھا ہے) کیسا دردانگیز و عبرت خیز ہے - مسلمان تو بہت ہین مگر وہ کیا جانتے ہین اگر آج عربی کا ایک عمدہ دیوان چھپا ہو یا کوئی نادر تاریخ درکار ہو تو یورپ سے لینی پڑیگی - ابن خلدون - ابو راشد - حاجی خلیفہ - ابن بطوطہ - ابن العاثر - مخریطی وغیرہ جو اسلامی دنیا مین آسمان علم کے آفتاب تھے یہان انہین کوئی جانتا بھی نہین تابط شرا امراء القیس عنترہ حاتم بحتری ابو تمام کا دیوان کے آدمیون نے پڑھا ہے انگلینڈ - جرمن - فرانس مین صدہا آدمی پڑھتے ہین - ایک جرمنی عالم نے شعراء عرب کا تذکرہ نہایت جامع لکھا ہے - معلم پطرس نے محیط المحیط لغت مین ایسی جامع لکھی ہے کہ عقل حیران ہے - لین صاحب انگلشی اپنے کنبے سمیت تیس برس بنظر تکمیل و تحقیق زبان عرب مین رہے اور ایک نہایت مبسوط کتاب لغت مین لکھی مگر افسوس کہ چھاپہ خانہ مین آگ لگجانے سے اس کے سارے مسودات جل گئے اور اوس کی تیس سالہ محنت خاک مین ملگئی - غرض یورپ مین صدہا مصنف عربی ہین کہ اپنے ذوق دلی سے اس کام مین لگے ہوئے ہین - یہان مدار تحقیق صرف قاموس پر ہے جو پانچسو برس کی تصنیف ہے ہزارون لغت جو اوس کے بعد داخل زبان ہو گئے - اب اونہین کہان دیکھین) -

سرگور - اوسلی صاحب جبکہ ۱۸۱۱ء مین جارج سیوم بادشاہ انگلستان کی طرف سے بطریق سفارت

فتح علیشاہ قاچار بادشاہ ایران کے پاس گئے تھے کئی مہینے شیراز مین مقیم رہے وہ لکھتے ہین۔ شیخ سعدی کی قبر بوسیدہ ہوگئی ہے مقبرہ کی عمارت گرتی جاتی ہے میری حسن عقیدت نے جو سعدی اور اون کے کلام کے ساتھ ہی مجھے آمادہ کیا کہ اپنے روپیہ سے مقبرہ کی مرمت کرا دون مگر حسین علی مرزا گورنر فارس نے جو شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہے مجکو روکا اور سرگرمی سے کہا کہ مین بخوشی اسلوبی اس کی مرمت کرا دون گا لیکن افسوس ہے کہ شہزادہ نے اپنا وعدہ پورا نکیا اور سرگور اوسلی کو بھی اوس کے ارادہ سے باز رکھا۔

یورپ کی قدرشناسی اس درجہ بڑہی ہوئی ہے کہ جن چیزون کو ہم نہایت ناچیز وحقیر سمجھتے ہین وہ اُس کی نہایت حفاظت وتوقیر کرتے ہین (فریبا) جو اٹلی کے شمالی حصہ مین ایک بستی ہے وہان کے مشہور مصنف (ایریسٹو) کے آٹھہ آٹھہ جگہہ کاٹے ہوئے مسودے ابتک موجود ہین (لارڈ مکالی) جو انگلستان کا نہایت مشہور ومقبول مصنف ہے اُس کے دس دس جگہہ کاٹ وچھانٹ وحک واصلاح کئے ہوئے مسودات لندن میوزیم (عجائب خانہ) مین رکھے ہوئے ہین اور قوم اوس کو قدر ومنزلت کی نگاہون سے دیکھتی ہے جب سیل جہل بڑہتے بڑہتے طوفان کی صورت مین نظر آنے لگا اور سر سے پانی گذرنے کے قریب ہوگیا مدبران قوم متنبہ ہوئے اونھون نے ترقی وتنزل قوم کے اسباب دریافت کرنے اور قوم کے سنبھلنے کی تدابیر سوچنے کے لئے انجمن قایم کی لکچر دیئے اسپیچ کیے پرزور مضامین لکھے سنہ ۱۸۸۶ء مین ایجوکیشنل کانفرنس مقرر ہوئی منجملہ اوس کے دیگر مقاصد واغراض کے یہ بھی قرار دیا گیا کہ نامور مسلمانون کے حالات زندگی وسوانح عمریان لکھی جائین تاکہ موجودہ وآیندہ نسلون کو اون کے واقعات وکارنامجات کے پڑہنے کر بصیرت ہو اور اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالین۔ چنانچہ بعض ہمدردان قوم نے خاص خاص مشہور ومعروف اشخاص کے حالات عربی کتابون سے انتخاب کرکے المامون سیرۃ النعمان الفاروق سوانح عمری ابوریحان بیرونی وغیرہ چند عمدہ اور مفید کتابین قلمبند کرکے ملک اور قوم کے سامنے پیش کین مسدس حالی بھی اسی بنیاد پر لکھا گیا۔

پہر آنریبل سید محمود نے مسلمانان ہندوستان کے اُن تمام خاندانون کے حالات مین ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جن کے اسلاف عرب سے آکر ہند مین آباد ہوے اور اون کی نسلین ہنوز یہان موجود ہین۔ ایک اور اولوالعزم بہی خواہ قوم (آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان رئیس دتاؤلی ضلع علیگڈہ) نے کل ہندوستان کے قابل و مشہور اشخاص کے حالات قلمبند کرنے پر کمر ہمت باندہی اخبارات مین اشتہارات شایع کئے قوم کو بالعموم توجہ دلائی ہر شخص سے حالات بہیجنے کی درخواست کی۔ پر یہ مجموعہ ابہی مرتب نہین ہوئی اور ہے بہی مشکل۔ ہندوستان مین بجز سلاطین و ارباب دین یعنی مشایخ و اہل تصوف کے دیگر اصحاب کمال و ہنرمندون کے حالات لکہنے کا بہت کم اہتمام کیا گیا ہے۔

میرے خیال مین یہ بات گذری کہ تمام ہندوستان کے مشاہیر کا یکجائی تذکرہ لکہنا تہوڑا کام نہین یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اسکو مہلت دراز اور عمر طویل چاہیئے کاش قبیلہ قبیلہ اور گروہ گروہ کے لوگ اپنے اپنے خاص فرقون اور کنبون مین سے قابل قدر لوگون کو جنہین زمانے نے عزت و اعتبار کے نظرون سے دیکہا ہے اور جنکی رفتار و گفتار قابل تقلید ہے انتخاب کر کے اون کے واقعات حیات قلمبند کرلین تو آسانی ہوگی اور آیندہ کے لئے معلومات کا بڑا ذخیرہ و کافی سرمایہ قوم کے ہاتھ مین موجود ہو جائے گا۔ ماوراے اس کے ہر شخص کو اپنے اکابر و اجداد کے واقعات و واردات کے ساتھ فطرتاً دلچسپی ہوتی ہے اون کی سرگذشتون کے پڑہنے اور سُننے سے اون کی اخلاقی و تمدنی حالت پر ایک خاص طور کا اثر پیدا ہوگا جو بیوگرفی و سوانح عمری کی سیر و مطالعہ کی اصل غرض ہے اس کے ساتھ ہی مجھے یہ فکر ہوئی کہ کوئی خدا کا بندہ میرے قبیلہ مین سے اپنے گروہ خاص کے مشہور و معتبر اشخاص کا تذکرہ لکہے چنانچہ ایک عزیز خاص و مخلص باختصاص سے جسے قومی معاملات کے ساتھ ازلی اور دلچسپی ہے تذکرہ کیا اور چاہا کہ اس کام کو اپنے ذمہ لین تجویز تو پسند کی لیکن اوس کے انصرام و اہتمام کا کسی عنوان بیڑہ نہ اٹھایا کانون پر ہاتھ رکہے اور مجہی سے بامرار تمام اوس کے لکہنے کی خواہش کی

مین نے اپنی بے بضاعتی۔ کم استعدادی۔ تشتتِ خاطر۔ عدیم الفرصتی کے عذر سے اِبا چاہا اور سمجھایا

چو گلہائے سایہ چو مرغانِ دیبا — شگفتن نیارم پریدن ندانم
درین بحرِ پُرشور چون ماہ و ماہی — بجز کاستن یا تپیدن ندانم

اور سمجھایا اوس عزیز کے نقش دل کیا کہ ؎

مرغِ دلِ من نغمۂ داؤد نداند — آزادگی رش کہ نہ مرغِ قفس آئین

لیکن وہ ضدی ہٹ سے باز نہ آیا سر ہو گیا اور یہہ بیڑا میری ہی کندھے رکھا ؎

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

بمصداق [1] اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ط قبول تو کر لیا پر لکھنے مین جو دقتین پیش آئین دل ہی خوب جانتا ہے۔

معذرت! بہائیو! مین سچے دل سے اعتراف کرتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ یہہ کام میری قابلیت سے بہت زیادہ ہے اس کیواسطے علمی استعداد قلم مین زور خداداد روشن دماغی وسعتِ خیال۔ وضاحتِ بیان صحتِ صافی۔ یہہ سامان۔ اور سب سے بڑھکر وجاہتِ صوری و نباہتِ معنوی کی ضرورت ہے۔ یہان جس مد کو دیکھو بجائے رقم صفر نظر آئیگا۔ جس خرمن کو ٹٹولو دانہ کی جگہہ خس و خاشاک اور بہوس و خاک کا ڈھیر پایا جائیگا ؎

نہ شگوفۂ نہ برگے نہ درختِ سایہ دارم — ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

مجکو یہہ بھی اقرار ہے کہ میری محدود معلومات تمام بزرگانِ قوم کے حالات پر محیط نہو گی۔ بہت سے اکابر جنکا ذکر خیر قابلِ تذکرہ ہوگا میری لاعلمی سے انکا نام نامی و ذکر سامی زیبِ صحیفہ ہونیسے رہگیا ہی

ہیہات من از کجا و این کار کجا — در خوردِ منِ ضعیف این بار کجا
اوصافِ بزرگان ز شمار افزون است — در طاقتِ تقریرِ منِ زار کجا

اِلّا ماہرین کو معلوم اور واقفین کو مسلم ہے کہ کوئی فن کوئی علم۔ کوئی مضمون۔ ایک کتاب کے اندر

[1] ترجمہ یہہ ہے بڑا بے ترس نادان ۱۲

ایک مصنف۔ ایک مؤلف کے بیان مین محصور و منحصر نہین ہوا اور نہو سکتا ہے۔ جو صاحب میرے اس ناچیز ہدیہ کو پسند فرمائین براہ کرم دعاء خیر سے یاد فرمائین اور جن صاحب کے مذاق و مزاج کے موافق نہو اَلعُذرُ عِندَ کِرَامِ النَّاسِ مَقبُولٌ پر نظر فرماکر حسب[۱] اِذَا مَرُّوا بِاللَّغوِ مَرُّوا کِرَامًا درگذر کرین اور بہتر ہو کہ بجائے تلخکامی اعتراضات و جدال الاطائل و سب لیے سود کوئی شیرین تر چاشنی واسطے مذاق کام و دہن ارباب انجمن کے پیشکش کر کے قوم کو مرہون منت فرمائین

کہ یکصواب بہ بینند و صد خطا پوشند	غلام ہمت آن عارفان باکرمم

لَا[۲] اَسئَلُکُم عَلَیهِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی میرے دوستو مین اس مختصر مین اُن مشاہیر مسلمانون کا ذکر کرونگا جو بلا ریب شیخ قریشی الاصل اور حضرت عبداللہ و حضرت مصعب ابنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہین اور ممالک مغربی و شمالی و اودھ وغیرہ اقطاع ہند کے اکثر بڑے بڑے اور مشہور شہرون و قصبون مین مثل میرٹھ۔ بریلی۔ سنبھل۔ مرادآباد۔ امروہہ۔ مارہرہ۔ لکھنؤ۔ وغیرہم نام و نمود کے ساتھ اون کے خاندانون کا پتہ ملتا ہے اور دہلی آگرہ[۳] وغیرہ مین قدیما کے آثار قدیمہ کا بخوبی سراغ چلتا ہے اور یہان وہ کنبوہ کے لقب سے معروف و منسوب ہین۔

بھائیو اس اظہار و بیان سے مجھے تفاخر حسب و نسب مقصود نہین اسلام نے صاف بتا دیا ہے اور مین خوب سمجھتا ہون کہ بحکم[۴] اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم اصلی بزرگی عمل کو ہے نہ نسب کو نسب تو بالآخر ایک ہی آدم پر منتہی ہو جاتا ہے ؎

چون سگ باستخوان دل خود شاد می کنند	انانکہ فخر خویش باجداد می کنند

[۱] ترجمہ جب ہونکلین کھیل کی باتون پر نکل جائین بزرگی رکھکر ۱۲ [۲] ترجمہ مینے نہین مانگتا تم سے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے قرابت والون مین ۱۲ پارہ ۲۵ سورہ شوری رکوع ۳ ۔ [۳] آگرہ مین ہنوز ان کے نام کا ایک محلہ (کنبوہ ٹولہ) آباد ہے مگر اس قوم کا کوئی شخص اب وہان باقی نہین رہا۔ شاہجہان نے جب شاہجہان آباد آباد کیا تھا اُمراء و اکابر کے خاندان سب وہان جا بسے تھے غالبًا اوسی وقت اس قوم کے بزرگون نے بھی اکبرآباد چھوڑ دیا ہوگا ۱۲ [۴] ترجمہ مقرر بڑی عزت خدا کے ہان اوسیکو ہے جس کو ادب زیادہ ہے ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات۔

ظاہر ہے کہ پسر نوح ع را از ایزد شناسی پدر چہ سود۔ و ابراہیم خلیل را از بت پرستی اصل کدام زیان [۱] تِلْكَ

أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ نظم

چو نادانان نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش
چو دود از روشنی نبود نشانہ	چہ حاصل زانکہ آتش راست فرزند

لیکن اس مین شک نہین کہ شرافت مومن نظر آیا ہم بھی کوئی چیز ہے حسب و نسب کا شرف اعتبار سے مانا گیا ہے دونون باتین حاصل ہون تو نور علیٰ نور آنحضرت صلعم نے اپنی شرافت نسب مین فرمایا ہے [۲] إِنَّ اللهَ اصْطَفَى مِن وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمٰعِيلَ وَاصْطَفَى مِن وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِن بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِن قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِي مِن بَنِي هَاشِمٍ بالضرور مین سوتے ہوئے عزیزون کو جگا کر انہین کے بزرگون کی کہانیان اون کو سنانا چاہتا ہون تاکہ وہ ان کے واقعات کے مقابلہ مین اپنی ہستی و بود کو بنظر عبرت دیکھین اور غور کرین کہ صفوف سلف مین سے کس درجہ مین اونکی کہپت ہوسکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر رشتۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے تو لا محالہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ اس انجمن انجم نشان مین بجز صفِ نعال ہمارے واسطے کوئی جگہہ موضوع یا موزون نہین۔ شرق سے غرب تک دیکھ جاؤ قوم مین کوئی ایسا فرد کامل اہل دل نپاؤگے جو صدر نشینت پر قدوۂ اکابر آفاق مخدوم شیخ اسحاق رح اور امام العارفین مخدوم شیخ سمار الدین رض کے ہم پہلو بیٹھنے کی قابلیت رکھتا ہو تبحر علمی مین مفتی جمال خان وغیرہ کو سادات کا کس نے منصب حاصل کیا ہے۔ فنون شعر و سخن و کمالات وہبی و کسبی مین آج کوئی جمالی کا ہم جمال پایا جاتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین۔

ان قصّون کو جاننے دو بزرگان سلف کے واقعات مین وہ بات جو سب سے نرالی معلوم ہوتی ہے

---

[۱] ترجمہ وہ ایک جماعت تھی کہ گذر گئی ان کا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پرسش نہین اون کے کامون کی ۱۲ [۲] ترجمہ تحقیق اللہ نے چھانٹ لیا اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور چھانٹ لیا اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو اور چھانٹ لیا قریش کو بنی کنانہ سے اور چھانٹا قریش سے بنی ہاشم کو اور چھانٹا مجکو بنی ہاشم سے ۱۲

یہ ہے کہ دنیاوی جاہ و مناصب اور دولت کے اُس پایہ رفیع پر پہونچکر بہی وہ سیدھے سچّے اور پکّے مسلمان نظر آتے تھے دائرہ سُنت و اتباع شریعت سے اُن کا قدم باہر جہوتا تہا دولت و مکنت جو آجکل باعث پندار و نخوت و موجب صد ہزار عیوب و مذلت سمجہی جاتی ہے اُن مین بے اعتدالی پیدا نکرتی تہی اون کی عادتین ستہری اخلاق پاکیزہ تھے پہر اس کا کوئی سبب بہی۔ اس کا سبب تہا کتاب فضائل و ترک رذائل وہ علم و حکمت کے شایق تھے ہمّت۔ استقلال۔ عزم۔ ارادہ۔ صبر۔ تحمّل۔ حق شناسی۔ خودداری۔ اون کا فطری جوہر تہا پہلے علم ٹرہا دیانت۔ راستبازی۔ اخلاق حسن کتاب و سُنت کے موافق جبر و عمل ٹہرائی دولت و قبولیت اس جوہر کا عرض تہی وہ کیون نہ حاصل ہوتی اور اون کو کیا نقصان پہونچاتی۔ دولت پاکر اون کے اخلاق اور نکہر جاتے تھے دولت اون کی خوبیان چمکانے کے لئے ایسی تہی جیسے سونے کو سُہاگہ۔

ہم ان سب کو کہو بیٹھے ہماری سوسائٹیان۔ ہماری انجمنین۔ ہماری صحبتین خراب و متبذل ہوگئین ہماری قوم مین جو ایک خاص صفت تہی جس کو گاہ گاہ ہمارے دوسرے مذہبی اور ملکی بہائی اب بہی ناواقفیت سے ہماری طرف منسوب کرتے ہین یعنی (اتفاق و اتحاد باہمی) اُس کا ہم مین نام کو اثر باقی نہین رہا اور ہم اپنے اُن شفیق بہائیون سے اس نسبت منفی کو حیرت کے کانون سے سُنتے ہین ؎

تغیر آگیا نقش و نگار حسن مین یکسر
مٹی ساری ادائین اڑ گئے جوبن کے سب نقشے

نہ وہ رنگ حنا باقی نہ چشم سرمہ سا باقی
نہ انداز وفا باقی نہ ناز دلربا باقی

کبہی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب برکتین سلطنت اسلامی کے ساتھ تہین اُس کے نرہنے سے وہ بہی معدوم ہوگئین گویا سلطنت ہمارے عیوب کا ڈھکّن اور ہماری خوبیون کا لباس تہا اُس کے جاتے رہنے سے ہم برہنہ و بدنما ہوگئے لیکن باندک تامل یہ ہماری خام خیالی و کم ہمتی کا ثبوت ہے بقا ذات خدا کو ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا سلطنت اسلامیہ کا جاتا رہنا مسلّم مگر گورنمنٹ ہند نے کسی قوم کو فضیلت علمی حاصل کرنے سے کبہی نہین روکا۔ نہ اُس نے اعلیٰ درجہ کے عہدہ دینے مین

کوتاہی و تنگ دلی کی بشرطیکہ ہم مین قابلیت ہو جوہر ہو تجارت وصناعت کے ذرایع ایسے وسیع ہو گئے کہ کبھی نتھے اسی گورنمنٹ کے عہدِ مبارک مین تھوڑی مدت پیشتر جیسی قابل گذر چکی ہین قوم انکو بھولی نہوگی۔ قوم مین اطبا مسیحا نفس و پرشکانِ بقراط مثال کی ایک جماعت پائی جاتی تھی۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کی کمی نتھی۔ فصحائے نامی وشعراے گرامی جوق جوق نظر آتے تھے ہر جگہہ علمی واخلاقی انجمنین ہر موقع پر مذاقی جلسے موجود تھے اب جس بزم کو دیکھو چراغ گل جس انجمن مین جاؤ نہ ساقی نہ ساغر نہ ایاغ نہ گل جس چمن مین گذرو ہر پھول کملایا ہر پتہ مرجھایا اللہ اللہ شعر

کبھی یہ دل تماشاگاہ تھا عیش و مسرت کا تھی نکہتِ عیش سے یہہ دل کو فرحت کیا بادِ خزان چلی چمن مین کہ عطا	رباعی	اب اسمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین خندان خندان سدا تھی ہم گل کی صفت شبنم کی طرح سے اب ہے روتی صورت	

میرے عزیزو! قوم مین اب بھی شریف النفس۔ ہنرور۔ اخلاقمند۔ ذیجاہ واقبال اشخاص کے وجود باجود سے انکار بحت کرنا میرا مقصود نہین۔ ع بزم کو برہم ہوئے مدت نہین گذری بہت اٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے ابتک دہوان۔ ہان رونا یہ ہے کہ جب فیصدی پچانوے اوس قسم کے پائے جاتے تھے تو اب تلاش سے فیصدی پانچ مل سکین گے۔

خیر مین اس دکھڑے کو چھوڑتا ہون اور اشہب خامہ کی باگ دوسری طرف موڑتا ہون شعر

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ		دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھہ اثر کرین	

حضرات! اگرچہ زمانہ کے ترک وتاز نے قوم کو بیس ڈالا خاک مین ملا دیا اور انقلاب اوڈا دئے اُن کے نام ونشان مٹانے مین کوتاہی نہین کی۔ مگر ہزار خاک مین ملاؤ ٹھیکریون مین رلاؤ موتیون کے چمکدار ذرے چھپتے کب ہین بزرگانِ سلف کے مبارک نام اون کے جاہ واقبال اور حسنات کا پتہ ڈھونڈھنے سے صفحاتِ تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ملتا ہے اور کھوج لگانا چاہو تو اون کے نقشِ قدم قریش عرب کے گھرون تک جا پہونچتے ہین ع

کہنہ نخلِ تازہ از صرصرِ زپا افتادہ ام		خاکم ار کا دے ہنوز م ریشہ در گلزار ہست	

اُن کے پرانے کھنڈرون سے ؎

از نقش و نگارِ در و دیوارِ شکستہ | آثار پدید است صنا دیدِ عجم را

کی سُریلی آواز چلی آتی ہے اُن کے فرسودہ مقابر بزبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہے ہین ؎

گو مٹ گئے نقشِ در و دیوار ہمارے | باقی ہین زمانے مین ابھی نام تمہارے

اصحاب خبرت خوب جانتے ہین کہ کسی قوم و قبیلہ کے ہر فرد کا من اوّلہٖ آخرہٖ مسلسل و تفصیلوار حال نہین لکھا گیا بہت سے نامی گرامی اشخاص بسبیل گمنامی مین رہ گئے ہین ؎
بس نامور کہ زیرِ زمین دفن کردہ اند * کز ہستیش بروئے زمین یک نشان نماند۔ جن نامور بزرگون کے سنہرے نامون سے صفحات تاریخ روشن ہین جنپر موجودہ نسلون کو اون کی اولاد مین شمار ہونے کا فخر حاصل ہے اون کے اجداد مین بھی ہر فرد کا فرداً فرداً تفصیلی حال نہین بتایا گیا بجز اس کے کہ اسماء رجال سلسلۂ انساب کو ایک حد معین اور ایک معزز و معروف شخص تک محفوظ و یاد رکھنے کے لئے مکتوباً و ملفوظاً اہتمام کیا گیا ہے اور انکو سلسلہ بسلسلہ سینون سفینون مین جگہہ دی گئی ہے۔

علےٰ ہذا القیاس جس قبیلہ کے لوگون کا مین ذکر کرنا چاہتا ہون اُس کے اکابر باتقدم کا حال بہ حکم [1] هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا معرضِ خفا مین رہجانا کوئی اچنبھے کی بات نہین۔

میری قاصر نگاہ سے تفصیلاً یہ بات نہین گذری کہ اس نسل کے بزرگون مین سب سے پہلے سرزمین ہندوستان پر کس نے قدم رکھا اور اون کی حالتون مین کیا کیا انقلاب ہوا البتہ سات آٹھ سو برس کا زمانہ تھوڑا نہین ہوتا اُس وقت سے ابتک کے حالات جستہ جستہ ملتے ہین جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا اوپر کا سلسلہ نہ ہمارا بنایا ہوا بلکہ تاریخ کا بتایا ہوا اپنی اصل تک پہونچتا ہے دوسری معزز و خاندانی جماعتون مین بھی اس سے عمدہ نظیر نہین مل سکتی ذیل مین اُن کتابون کے نام درج کئے جاتے ہین جنسے اس مختصر کی ترتیب مین استنباط مطالب کیا گیا ہے۔

[1] ترجمہ بلاشبہ (نوع) انسان پر (اتنے وسیع) زمانے مین سے ایسا اکوقت (بھی) آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابلِ تذکرہ نہتا۔
پارہ ۲۹ شروع سورۂ دہر۔

فہرست کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف و مولف	سنہ تالیف
۱	روضۃ الصفا جلد سوم	محمد خاوندشاہ ہروی	سنہ ۹۵۳ھ ص ۹۲۳ بعہد میر علی شیر
۲	سیر العارفین	مولانا شیخ جمالی دہلوی	بعہد ہمایون بادشاہ
۳	اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	سنہ ۱۰۰۶ھ
۴	طبقات اکبری	مولانا نظام الدین احمد ہروی	سنہ ۱۰۰۱ھ
۵	منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی -	سنہ ۹۹۹ھ آغاز و سنہ ۱۰۰۴ھ انجام
۶	ترجمہ اردو منتخب التواریخ	مولوی احتشام الدین مرادآبادی	
۷	اکبرنامہ	علامہ ابو الفضل	بعہد اکبر بادشاہ
۸	آئین اکبری	ایضاً	"
۹	رقعات ابو الفضل	ایضاً	سنہ ۱۰۱۱ھ
۱۰	گلشن ابراہیمی معروف تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندوشاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ	سنہ ۱۰۱۵ھ
۱۱	اقبال نامہ جہانگیری	محمد معتمد خان بخشی	
۱۲	مآثر عالمگیری		
۱۳	مفاوضات عالمگیری	حضرت عالمگیر بادشاہ	
۱۴	جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ	نعمت خان عالی	
۱۵	اشرف الصحائف	محمد صالح کنبوہ	سنہ ۱۰۷۲ھ
۱۶	منتخب اللباب	محمد ہاشم خان مخاطب خافی خان نظام الملکی	سنہ ۱۱۳۰ھ

نمبر	کتاب	مصنف	سنہ
۱۷	خزانۂ عامرہ	علامۂ نامی میر غلام علی آزاد بلگرامی	سنہ ۱۱۷۶ھ
۱۸	ماثر الامراء	میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خان خوافی اورنگ آبادی	سنہ ۱۱۷۲ھ
۱۹	محبوب الابرار فی اسرار الاحرار	شاہ محبوب العالم جہجری	بعہد شاہ جہان بادشاہ
۲۰	تاریخ الخلفاء	مولوی مسیح الدین کاکوری	.
۲۱	سلسلۂ عالیہ	عنایت حسین طبیب مارہروی	.
۲۲	آثار احمدی	ایضاً	
۲۳	کاشف الاخبار	ایضاً	
۲۴	دیوان فارسی	بہادر شاہ مارہروی	
۲۵	ایضاً	عالم شاہ والا۔ مارہروی	
۲۶	ملفوظات مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	.	سنہ ۱۲۳۳ھ
۲۷	آثار الصنادید	سر سید احمد خان دہلوی بانی مدرسۃ العلوم	سنہ ۱۲۶۳ھ
۲۸	رسالۂ مبارک	نواب مبارک علیخان میرٹھی	یکم رجب سنہ ۱۲۶۵ھ
۲۹	انتخاب التواریخ	نواب احمد اللہ خان میرٹھی	
۳۰	تاریخ نو الملقب بہ مختصر سیر ہندوستان	حکیم محمد وحید اللہ بدایونی	سنہ ۱۲۷۶ھ
۳۱	خلاصۂ تواریخ مکہ معظمہ	حاجی فخر الدین حسین خان دہلوی	سنہ ۱۲۶۶ھ
۳۲	شمع انجمن	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	سنہ ۱۲۹۲ھ
۳۳	صولت افغانی	حاجی محمد زرداد خان رئیس کرنالی	جون سنہ ۱۸۷۶ء
۳۴	تذکرۃ الخواتین ترجمہ فارسی مشاہیر النسا	محمد ذہنی آفندی	
۳۵	تاریخ اصغری	سید اصغر حسین نقوی امروہوی	سنہ ۱۲۹۱ھ
۳۶	نخبۃ التواریخ	مولوی سید آل حسن امروہوی	سنہ ۱۲۹۶ھ

۳۷	خلاصہ شمس التواریخ	حکیم نواب علیخان امروہوی	مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم مرادآباد
۳۸	تلخیص التواریخ	شیخ سبط نبی امروہوی	
۳۹	دربار اکبری	شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد دہلوی	مطبوعہ سنہ ۱۸۹۸ع
۴۰	تذکرۂ افغانی	عادل محمد خان رئیس بھوپال	مطبوعہ سنہ ۱۳[illegible]ھ
۴۱	حیات سعدی	مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی	سنہ ۱۳۰۳ھ

ماورائے کتب مندرجہ فہرست شجرات انساب و نسب ناموں اور مختلف مضامین و متفرق صحائف و روایات ثقات و ذاتی واقفیت سے جہاں تک معلوم ہو سکا اپنی ناچیز سمجھ و محدود معلومات کے موافق صداقت و سچائی سے تحریر ہے اور نام اس مختصر کا **المشاہیر** ہے۔ ایک مقدمہ پانچ ذکر اور ایک خاتمہ پر کتاب مبنی ہو گی۔ پہلے مشایخ طریقت۔ پھر علمائے شریعت۔ پھر امراء۔ اسکے بعد شعراء۔ اس کے پیچھے اطباء کا ذکر کیا جاوے گا۔

حضرات اعرض مطالب و گذارش مقاصد مین بات بڑھ گئی۔ کلام طول ہو گیا اب دیباچہ کا اختصار ہے سرگذشت قوم کا اظہار ہے جس کا دیر سے انتظار ہے **نظم**

بادہ در جوش ست و رندان منتظر	ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر
در خرابات مغان بگذر کہ ہست	ہر صراحی چشمہ ہر ساقی خضر
بندۂ ساقی شوم کز یک قدح	منکران عشق را سازد بصر
اے رفیق از من مشو غافل کہ نیست	عشق در فرہاد و مجنون منحصر

العبد

الراجی الی رحمة الصمد عاصی فیض احمد ابن حکیم دلدار احمد
ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ کمشنری آگرہ ممالک مغربی و شمالی ہند
سنہ ۱۳۱۵ھ و سنہ ۱۸۹۷ع

مقدمہ لفظ کنبو کی تحقیق مین گردش روزگار و تقلیب لیل و نہار کے جاننے والے جانتے ہین کہ زمانہ کی الٹ پھیر سے انسانی کیفیتون مکانی حالتون اور ان کے نام و نشانات مین کیسا کچھ انقلاب و اختلاف پیدا ہو جاتا ہے دیکھو یہی (دہلی) جو ہندوستان کا قدیم تخت گاہ اور دنیا کے مشہور شہرون مین ہی اُس کے نامون نے کتنے قالب بدلے ہین اُسکی آبادی و بربادی نے کیسے کیسے پلٹے کھائے ہین اسی دہلی مین مابین شاہجہان آباد و قطب صاحب سلطان فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ایک عمدہ و عالیشان عمارت ہے جس کا نام (بدیع منزل) تھا شاید ۷۵۵ھ ہجری مین اُس کی تعمیر ہوئی ہے اہل ہند کے کثرت تلفظ کی آج اُس کو (بیجے منڈل) بولتے ہین ترکیبی صورت بدلنے سے کوئی انجان یہ بھی نہین جانسکتا کہ کسی مسلمان بادشاہ کی بنائی ہوئی یہ عمارت ہوگی الحمد اللہ ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

نظر بران لفظ کنبو کی تحقیق آسان نہین لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے وہ عرض کیا جاتا ہے سجلات قدیم و بزرگان پیشین و معتبر اشخاص کی کتابت و پرانی کتابون مین یہ لفظ (کنبو) و (کنبوہ) و (کنبوی) ان صورتون مین لکھا پایا جاتا ہے بعض کم استعداد شاذ و نادر کمبوہ لکھدیتے ہین اور اس کے اصل مین اقوال مختلف غیر مستند بیان کئے گئے ہین کسی نے (کم انبوہ) کہا ہے کوئی (کمگو) کہتا ہے کسی نے کیا بون مین جا ملایا ہے اوغیرہ (کے انبوہ) بتایا ہے مگر یہ سب طبعی باتین ہین حقیقتاً جمہور ثقات کا اتفاق اور مقرون بالصواب ہی یہ ہے کہ لقب مکانی ہے ذاتی صفاتی یا نسبی خطاب نہین مولانا شیخ زین العابدین[1] ع فاشیخ ادہن جد

---

[1] شیخ بڑے عابد زاہد ذاکر شاغل متقی پرہیزگار ثقہ دانشمند کامل عارف منکسر مودب باوقار بزرگ تھے جمال صوری و کمال معنوی پایا تھا اکثر صائم رہتے اور مشتبہ ہی لقمہ نکھاتے تھے خاصیہ کہ بڑے محتاط تھے سلطان ابراہیم بن سکندر لودی نے اپنی حیات مین منصب عہدہ دینا چاہا الا احتیاط و تقوی کے سبب ہرگز قبول نکیا مولانا شیخ سماء الدین کے مرید اور میان عبد اللہ طلنبی کے شاگرد تھے سنہ ۹۴۲ھ مین دار البقا کو رحلت فرمائی مزار پرانوار انکا دہلی مین جانب جنوب حوض شمسی قطب صاحب کے قریب ہے ۱۲ از اخبار الاخیار۔

بادی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین لکھا ہے کہ لفظ (کنبو) مین واؤ نسبت کا ہے جیسا کہ ہندو مین یعنی منسوب بکنب- اور (کنب) ایک شہر ہے قریب غزنین جس طرح سادات بنی فاطمہ وعلوی یا شیوخ اہل عرب اور جو لوگ باشندگان قدیم کشمیر مین سے مسلمان ہوگئے یا جو ابتک اپنے قدیم مذہب پر قایم ہین وہ سب بلحاظ سکونت کشمیر (کشمیری) کہلاتے ہین علی ہذا ساکنان کنب[۱]-

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی (دربار اکبری) مین بضمن حالات شیخ گدائی لکھتے ہین کہ اون کے والد شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد مین شعرا با کمال مین شمار ہوتے تھے اور شیخ جمالی (دہلوی) (کنبوہی[۲]) کہلاتے تھے-

ایک مورخ کا قول ہے کہ کنباہ[۳] ایک دریا ہے اُس کے کنارے کی آبادی کو بہی باسم محل (کنباہ) کہتے ہین (جس طرح ضلع جہلم دریاے جہلم کے نام سے مشہور ہے) قدما عرب وابداد سے وہان آکر آباد ہوئے پھر ہندوستان آے اور یہ لقب ساتھ لائے-

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مناسبت سے کسی افراد انسانی کا نام رکھدیا جاتا ہے کبھی اُس کو ایسی قبولیت و عام شہرت ہوجاتی ہے کہ تمام قبیلہ اور گروہ اُسی نام سے شہرت پذیر ہوکر ایک قوم بنجاتی ہے کوئی قوم اپنے بزرگ کے نام سے کوئی باسم محل اور کوئی باسم صفت موسوم ہوگئی ہے لہذا اس

[۱] خلاصۃ التواریخ صفحہ ۱۴ و تلخیص التواریخ صفحہ ۲۴ [۲] جس طرح سکناے دہلی- لکھنو کول- امروہہ کو دہلوی لکھنوی کولوی امروہوی کہتے ہین وقس علےٰ ہذا ۱۲

[۳] بعض اہل شکوک بوجہ ناواقفیت وجود کنباہ مین متردد ہوجاتے تھے بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو ایک سیاح معقول و معتبر اجدادی الاصل اولاد امجاد حضرت غوث پاک رح سے ملنے کا اتفاق ہوا با ثناء مہربانی اپنی سیاحت کے تذکرہ مین بیان کیا کہ سمرقند سے شمال کی طرف ۶-۷ منزل کے فاصلہ پر کنباہ بفتح کاف ایک دریا ہے اوس کا پانی نہایت سرد شیرین خوشگوار ہے اوس کے کنارے پر ایک قصبہ اُسی نام سے مشہور آباد ہے پہاڑی ملک ہے آب و ہوا نہایت صحت بخش ہے بوسے بکثرت پیدا ہوتے ہین باشندے وہان کے شیخ خلیق نہایت درجہ کے مہمان نواز ہین اُنکا جی ہرگز نہین چاہتا کہ مہمان سے اُنکا مکان خالی رہے مین چند روز بکمال آسایش اُس قصبہ مین مقیم رہا ہون ۱۲

فریق کا بھی باسم محل موسوم ہو جانا نئی بات نہیں[۵۱]۔
یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر لوگ اسی گروہ کے قریب زمانہ محمود غزنوی[۵۲] ہندوستان میں آئے۔
شیخ صدر الدین و شیخ عبد اللطیف و خواجہ اویس و خواجہ مٹھا قدما رعا بدین و مجاہدین میں
تھے لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور انقلاب زمانہ پر نظر ڈالنے والے خود سمجھ سکتے ہیں
اُن کے تفصیلی حالات معرض خفا میں رہے ہاں اتنا معلوم ہے کہ شیخ عبد اللطیف کی اولاد کا
سلسلہ قصبہ (مارہرہ) میں اب تک نام و نمود کے ساتھ موجود ہے اور شیر شاہ کے زمانہ سے عہدہ
چودھری و قانونگوئی و ریاست زمینداری و تعلقہ داری اُن کی نسل میں بلا فصل چلی آتی ہے
خواجہ اویس و خواجہ مٹھا نواب مبارک علیخان رئیس میرٹھ کے بزرگوں میں تھے جو بعد فتح میرٹھ باقی رہے
دیگر بزرگان قوم کہ جدال و قتال میں کام آئے گنج شہیدان انکا میرٹھ میں عقب جامع مسجد[۵۳]
موجود ہے آثار سلف سے میرٹھ میں قلعہ خاص اور دو ایوان موسوم بہ رنگین محل و سنگین محل تھے
رنگین محل میں کوٹھی کچہری پوسٹ سابق اندر آبادی شہر تعمیر تھی سنگین محل کے دالان و تہ خانہ ہنوز

---

[۵۱] صاحب تذکرہ افغانی وجہ تسمیہ پٹھان میں لکھتے ہیں کہ جب اول مرتبہ یہ لوگ ہند میں آئے تو بلدہ پٹنہ میں آباد ہوئے اس سبب سے اہل ہند افغانوں کو پٹھان کہتے ہیں افغانوں کے ایک فرقہ کو روہیلہ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ ملک روہ کے رہنے والے ہیں یعنے ملک روہ والہ کثرت استعمال سے روہیلہ مشہور ہو گیا وجہ تسمیہ افغان نوحانی یہ ہے کہ انکا مورث اعلےٰ نوح تھا اوس کی نسل نوحانی مشہور ہوئی اب انون کی جگہ نام مستقل ہو کر نوحانی کہلاتے ہیں قوم قزلباش کے لوگ سرخ کلاہ رکھتے تھے ترکی میں سرخ کو قزل اور باش سر کو کہتے ہیں یعنی سرخ سر والی قوم اسی نام سے مشہور ہو گئے ۱۲۔

[۵۲] سنہ ۴۰۹ ہجری میں محمود نے قلعہ میرٹھ فتح کیا ۱۲ تاریخ فرشتہ

[۵۳] مسجد جامع میرٹھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں تعمیر ہوئی یہ بادشاہ سنہ ۶۰۷ھ میں تخت نشین ۲۰ شعبان سنہ ۶۳۳ھ میں فوت ہوا اب زمانہ حال میں مسلمانان میرٹھ نے مجدداً عام چندہ سے تمام مسجد کو نہایت نفیس اور وسیع تعمیر کیا ہے ۱۲

زمانہ گذرا جب تک موجود تھے۔ اِن اسباب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر بالتقدم نے عرب و
بغداد وغیرہ چھوڑنے کے بعد ایک مدت (کنباہ) و (کنب) مین توطن کیا اور نسل دیگر باشندگان
وہان کے اُس مقام سے اپنے ساتھ یہ لقب لائے یہی سبب ہے کہ بعض دیار پنجاب وغیرہ مین
ہندو مسلمان ہر جنس و ملت کے اشخاص اس لقب سے ملقب پائے جاتے ہین اور کبھی سرسری
نگاہ ڈالنے والون کو جن کی نظر غائر نہین مسلمانان قریشی الاصل کنبوی کے ہندی نژاد ہونیکا
دہوکہ ہو جاتا ہے وہ غور نہین کرتے کہ لقب مکانی مین ہر قوم قبیلہ و ملت و مذہب کے لوگ مشترک
و متحد ہوتے ہین کشمیر و پنجاب کا رہنے والا ایک سید و ایک برہمن باعتبار توطن دونون کشمیری
و پنجابی کہے جاتے ہین الا اونکی دیگر صفات مین مغائرت کلی پائی جاتی ہے نسبی علاقہ اور قومی
رشتہ اون مین اصلا نہین ہوتا ہان یہ ممکن ہے کہ ہندو نژاد کنبویون کے کچھ قبیلہ و گروہ مسلمان
ہوگئے ہون یا آیندہ ہو جائین یہ امر ہمارا قادح مقصود نہین ہمیشہ ہر ملک و ملت کے لوگ اسلام قبول
کرتے رہے ہین اور کرتے رہین گے اُن کے تبدیل مذہب سے کسی دوسرے کی اصل و نسل مین فرق
نہین آتا اور وہ کسی قبیلہ غیر کے نسب مین شامل نہین ہو سکتے

ذکر مشایخ طریقت و اصحاب حقیقت چونکہ یہ مختصر شیوخ قریشی اولاد ابناء زبیر رض
کے ذکر پر مبنی ہے اور اسلامی دنیا مین مان لیا گیا ہے کہ کوئی ولی صحابہ رسول مقبول صلعم
کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا صحابی بھی کیسے زبیرؓ اور عبد اللہؓ جیسے لہذا تیمنا و تبرکا انھین حضرات
کے ذکر خیر سے اس باب کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ

بن قصی قصی سے دوسری شاخ اس طرح پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے
قصی کے بیٹے عبد مناف اون کے بیٹے ہاشم اون کے عبد المطلب اون کے عبد اللہ اُنکے
ابو القاسم حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم بالجملہ زبیرؓ کے مناقب و فضائل محتاج بیان
نہین صفیہ دختر عبد المطلب حقیقی پھوپی رسول خدا صلعم کی بیٹی اور ام المومنین بی بی خدیجہؓ

کی حقیقی بھتیجے ہین پندرہ برس کی عمر مین معہ اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف باسلام ہوئے رسول خدا صلعم کے اجلہ اصحاب مین شمار ہین اور اس سے بڑھکر کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ داخل عشرہ مبشرہ ہین نقل ہے کہ شیطان لعین نے ایک مرتبہ دست کفار مین آنحضرتؐ کے گرفتار ہوجانے کی خبر مشہور کردی اُس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے کھینچ لی جناب رسولؐ نے بلندی مکہ سے دیکھکر پوچھا اے زبیر کیا ہے زبیرؓ نے واقعہ بیان کیا آپ نے اُن کے حق مین دعا کی اور فرمایا زبیر میرا ابن عم اور میرا حواری ہے میری اُمت مین جمیع غزوات مین آنحضرتؐ کے شریک رہے اُن کی چند خصوصیتین ہین جو دوسرون کو نصیب نہین ہوئین غزوہ بدر کے دن اُن کے سر پر زرد عمامہ تھا جو ملایکہ اُس غزوہ مین شامل ہوئے اُن کے سرون پر بھی زرد عمامہ تھے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ایک غزوہ اُحد دوسرے غزوہ بنی قریظہ مین ان سے فرمایا اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ یعنی تیر پھینک فدا تجھپر باپ اور ماں میرے۔ اُن کے ہزار غلام تھے جو خراج دیتے سب راہ خدا مین تصدق کردیتے ایکدرم بھی اپنے گھر مین نرکھتے جنگ جمل مین حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد دلایا۔ ایک روز ہم تم ہمنفس رہے تھے تب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کیا تم نہو گے مخالف علیؓ کے اوس وقت تم ہوگے ظلم کرنے والے علیؓ پر یہ سُنتے ہی جنگ سے علیحدہ ہوکر مدینہ کی طرف مراجعت کی عمرو بن جرموز نے واپسی مین پیچھا کرکے نماز پڑہتے ہوئے شہید کردیا اور سر کاٹکر خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس لایا آپ نے پاس نہ آنے دیا اور اذن چاہنے والے سے فرمایا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی خبر دیدے یعنی کہدے کہ قاتل زبیرؓ جہنمی ہے پنجشنبہ دسوین جمادی الثانی ۳۶ھ مین بروز جنگ جمل آپ شہید ہوئے چہیاسٹھ برس کی عمر پائی۔

سیدنا حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اون کی کُنیت ابوبکر ہے اسما ذات النطاقین[1]

[1] نطاق بروزن کتاب ایک قسم کا کپڑا ہے کہ عرب کی عورتین طرز خاص سے اسکو اوڑہتی یا کمر سے باندہتی ہین رسول خداؐ کی ہجرت کی رات اسما نے اپنی نطاق کے دو حصے کئے ایک کا آنحضرتؐ کیواسطے دستر خوان بنایا دوسرا حصہ مشک کے باندہنے کو دیا آنحضرتؐ نے فرمایا اسما اس نطاق کی عوض پروردگار عالم بہشت مین تمکو دو نطاق دیگا فرمانے کا تب سے اسما کو ذات النطاقین کہنے لگے ۱۲ —

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بڑے بیٹی اُن کی ماں اور اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی
خالہ اُم سلمہ دختر سید الشہدا امیر حمزہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی بیوی تھین۔
اسلام کے مشہور نامور اور مہاجرین مدینہ کے سب سے پہلے فرزند ہین سال اول ہجرت مین
پیدا ہوئے اُن کے پیدا ہونے سے صحابیون مین بڑی دہوم مچی تھی خوشی مین سبنے تکبیر
کے نعرے مارے تھے رسول مقبول صلعم نے اپنے دہن مبارک مین خرما چبا کر اُن کے تالو مین لگایا
خود آنحضرت صلعم نے عبد اللہ اُن کا نام رکہا اُن کے مناقب مین قریب تیس حدیثون کے وارد ہوئی
ہین بڑے عابد زاہد صوام وقوام یعنی کثرت سے روزہ رکھنے والے اور کثرت سے نماز پڑھنے والے
تھے یہانتک کہ اون کے سجدہ کرنے کی حالت مین گرم پتھر منجنیق کا اون کے لباس مین آکر لگتا تھا
اور وہ سر نہ اوٹھاتے تھے سفر مدینہ سے مکہ تک جو دس بارہ دن کا راستہ ہے ایک مرتبہ کہانا کہاتے
ظاہر اور تہ پر روزہ رکھتے اس بدعت کے دفعیہ کے لئے شام کو تہوڑا سا پانی پی لیتے تھے۔ فصاحت
بلاغت و شجاعت مین بے نظیر تھے باوصف نہایت ڈرانے وطمع دلانے کے یزید کی بیعت سے
انکار کیا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ چلے آئے جبکہ حصین بن نمیر کندی نے لشکر مرسلہ یزید کے ساتھ
انکا محاصرہ کیا اونہون نے مسجد الحرام مین پناہ لی اوس نے منجنیق سے پتھر پہنکے جس سے خانہ
کعبہ کی کچھہ دیوارین گر گئین اور بعض کڑیان جل گئین لباس کعبہ دریدہ ہو گیا۔ اسی اثنا مین یزید
کے مرنے کی خبر سُنکر حصین اپنے لشکر کے ساتھ بہاگ گیا یزید کے مرنے کے بعد تمام حجاز یمن عراق
عرب عراق عجم خراسان تک اُن کے تصرف مین آگیا۔ اور بعد مرگ معاویہ بن یزید اہل شام و
مصر نے بہی اُن کے ہاتھہ پر بیعت کی یزید بن معاویہ کے بعد نو برس مکہ معظمہ مین اونہون نے خلافت
کی خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بُنیاد پر (جیسا کہ رسول اللہ کو اپنے ایام حیات مین منظور
خاطر انور تہا) بکمال استحکام تعمیر فرمایا ستر ہوین رجب ۶۴ھ مین اس کار خیر سے فراغت پائی
جب عبد الملک مروان اموی کا بیٹا بادشاہ ہوا اُس نے ابن زبیر کے مقابلہ کو ایک بڑا لشکر
سرداری حجاج بن یوسف روانہ کیا اوس نے کوہ ابوقبیس پر منجنیق لگائی اور مکہ پر آگ برسائی

یہانتک کہ خانہ کعبہ کا پردہ جل گیا عبداللہ محصور ہوگئے جب محاصرہ کو سات مہینے کا عرصہ گذر گیا تو
ساتہیون نے بیوفائی کی اونہین تنہا چھوڑ دیا اسما عبداللہ کے مان اسوقت زندہ تہین وہ ان
کے پاس مشورہ کو گئے اور کہا ہمراہیون نے تنگ آکر رفاقت چھوڑ دی دشمن اس شرط پر امان
دیتے ہین کہ عبدالملک کے رائے پر اپنے تئین حوالہ کردون اونہون نے جوابدیا اے بیٹا اگر تو نے
یہ جدال وقتال دنیا کیواسطے کیا ہے تو تو دنیا و آخرت مین خراب ہوا اور اگر خدا کیواسطے لڑے ہو
تو بنی اُمیہ سے نہ دبو اُن کی اطاعت نکرو ہمراہیون کے جدا ہوجانے کا غم نہ کہا و شان کرام یہ ہی
کہ جسطرح عزت سے جیئے ویسے ہی آبرو سے مرے اور دعائین دیکر رخصت کیا عبداللہ باہر آئے
دیکہا کہ فوج اعدا بلندی مکہ پر چڑہ آئے اونہون نے دلیرانہ حملہ کرکے کہا اگر ایک ہی مجہہ جیسا جری آور
ہوتا تو مین اس فوج کو کافی تہا - ایک شخص نے فوج اعدا مین سے کہا سچ کہتے ہو اس مین شُبہہ
نہین عبداللہ نہایت دلاوری و شجاعت سے برابر لڑتے رہے یہانتک کہ ایک تیر سر پر لگا اور
سر توڑ دیا - زبیر کی اولاد کا ایک غلام قریب تہا اُس نے رو کر کہا واامیراہ یعنی ہائے میرے امیر
اعدا اُس کا شور سُنکر دوڑے عبداللہ حالت جراحت مین لباس جنگ پہنے کہڑے تہے کسی کو پاس
آنے کی جرأت نہوئی پہر غلام کی زاری سنکر چارون طرف سے سب نے حملہ کیا وہ شہید ہوگئے حجاج
پہونچا اوس کے ساتہ ایک امیر تہا اوس نے کہا کہ آدم کی اولاد مین آجتک ایسا جوانمرد بہادر کوئی
مان نہین جنی حجاج بولا تم ایسے شخص کی نسبت جو مخالف امیر ہے ایسا کلام کرتے ہو اوس نے
کہا میرا یہی کلام عذر ہوگا امیر کے پاس اس امر کا کہ مہینون تک اونکا محاصرہ رہا اور ہم اون پر غالب
نہ آسکے بعد قتل کے حجاج نے اون کو مقام مقابر مین سُولی پر چڑہایا یہ واقعہ منگل کے دن سترہؔا
جمادی الاوّل ۷۳ ہجری مین پیش آیا بعد شہادت عبداللہ کے حجاج نے اُن کی والدہ پاس اپنے
آدمیون کو بہیجا کہ انکو لے آوین اونہون نے جانے سے انکار کیا اور کہا چاہو کہینچ کر لیجاؤ مین خود
نجاؤنگی حجاج آپ آیا اور کہا تمنے دیکہا مین نے تمہارے فرزند کے ساتہ کیا کیا اونہون نے نہایت
صبر و استقلال سے جواب دیا کہ اومسکین تو نے کیا کیا اون کی دنیا خراب کی اور اونہون نے تیرا

دین خراب کردیا رسول اللہؐ نے مجکو خبر دی ہے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر پیدا ہوگا
کذاب کو ہم دیکھ چکے مبیر تو ہے مبیر کے معنی ہلاک کرنے والا ہین علماء کا اتفاق ہے کہ اس حدیث
مین کذاب سے ابن عبید اور مبیر سے حجاج مراد ہے ۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے بہائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے
بصرہ کے حاکم تھے بعد مرگ معاویہ بن یزید مختار بن ابی عبیدہ نے خروج کرکے کوفے عراق
خراسان پر تسلط کرلیا او شمیط کے ساتھ تیس ہزار فوج جرار مصعب کے مقابلہ کو روانہ کی
مصعب نے نہایت بہادری سے تجربہ خنجر و شمشیر بشمشیر جنگ کی یہانتک کہ شمیط مارا گیا اور اُس کی
ساری فوج کام آئی معدودے چند جان بچا کر مختار پاس پہونچی اُس نے ماجرا سُنکر آہ سرد کھینچی
اور خود آمادہ پیکار ہوا بعد مقابلہ و مقاتلہ ہزیمت پاکر دارالامارۃ کوفہ مین محصور ہوگیا اور بالآخر معہ اپنے
سب ہمراہیون کے مارا گیا جب عبدالملک بن مروان نے مختار کے مرگ اور مصعب کے کوفہ پر تسلط
ہوجانے کی خبر سُنی اُس نے اپنے سردارون امیرون اور عظماء خاندان سے مشورہ کیا سب جنگ
پر متفق ہوئے مصعب کی دلاوری اور بہادری مشہور تھی عبدالملک نے کہا کہ مصعب کے مقابلہ پر ایسے
شخص کو جانا چاہیئے جو خداوند تدبیر اور صاحب شمشیر ہو یہ دونون صفتین کسی میرے پائی نہین جاتین
مجھے خود جانا چاہیئے لہذا وہ زبردست لشکر اور بیشمار فوجین لیکر روانہ ہوا اور جاتے جاتے یہ کاروائی
کی کہ نامہ و پیغام کے ذریعہ سے سرداران لشکر مصعب کو بہاری بہاری انعام و عطاء مال
و منال کی طمع دیکر توڑ لیا وہ بیوفا بندۂ زر جنگ شروع ہوتے ہی کھسکنے شروع ہوگئے خود مصعب کے عزیز
واقارب کی معرفت بوعدۂ ملک و مال مصعب سے درخواست کی گئی کہ جنگ سے باز رہو عبدالملک
کو امیر مانو اونہون نے کچھہ پروا نکی اور صاف کہدیا کہ امیر مکہ مین ہے یعنی عبداللہ بن زبیر مصعب بڑے
نبرد آزما و مرد میدان تھے تین دن تک اس شجاعت و بہادری سے لڑے کہ بنی اُمیہ کے چھکے چھوٹ
گئے لیکن عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا چوتھے دن میدان جنگ مین لڑتے ہوئے مارے گئے اون کے
مرتے ہی اس عظیم الشان جنگ کا جو عرب کی تاریخ مین نہایت سخت اور قسمت پلٹ دینے والے

والی شمار کیجاتی ہے خاتمہ ہوگیا ہے آخر کہ ابن عیسیٰ بن مصعب دلادرانہ داد شجاعت دیکر راہی
ملک بقا ہوئے جب زخموں سے انکا بدن داغدار ہوگیا شامیوں میں سے ایک نے اُن کا سر
کاٹ لیا مصعب نے حملہ کرکے اس شامی کو ہلاک کیا فرقتِ پسر سے ملول ہوکر اور اپنے ہمراہیوں کی مدد سے
کرکے مثل شیر غرّان سخت حملہ کئے عبد الملک کو ہمیشہ سے مصعب کے ساتھ محبت تھی اوس نے پھر پیغام بھیجا
کہ اب بھی جنگ سے دست بردار ہو جاؤ میر الملک و مال تمہارے لئے ہے مصعب نے ذرا التفات نہ کیا او
فوج غنیم میں ہلچل مچادی یہانتک کہ عبد الملک کے خیمہ تک پہونچگئے اور طنابیں کاٹ دیں مصعب کے
ساتھ صرف ستر کس باقی رہگئے تھے کہ زائدہ بن قدامہ مختار کے چچا کے لڑکے نے تلوار ماری مصعب
ر سے عبید اللہ بن زیاد الظبیان سر تن سے جدا کرکے عبد الملک کے پاس لیگیا اس بہادر نامور کے
مرگ سے عبد الملک غمگین ہوا اور کہا میں چاہتا تھا کہ مصعب مصالحت کرلے تو نصف مال اپنا
اُسے دیدوں میرا یقین ہے کہ قریش میں کوئی مثل اُس کے پیدا نہوگا بحکم عبد الملک دونوں باپ بیٹے
کے جسد کو کفنا کر دفن کردیا عبد الملک نے یہی کہا میری اور مصعب کی خویشی اور قدیمی دوستی تھی لیکن
ملک عقیم یعنی مثل بانجھ عورت کے ہے کہ شرکت پسند نہیں کرتا **نقل** بعد جنگ عبد الملک کوفہ
پہونچکر سرائے سلطانی میں فروکش ہوا مصعب کا سر اُس کے سامنے رکھا تھا حاضرین مجلس میں سے
ایک شخص نے کہا عجیب وغریب واقعہ ہے کہ اسی جگہ امیر المومنین حسینؑ کا سر میں نے ابن زیاد کے روبرو رکھا دیکھا تھوڑی
مدت نگذری کہ ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا پایا پھر اُسی جگہ مختار کا سر مصعب کے آگے رکھا گیا
آج مصعب کا سر ہم آپکے سامنے دیکھتے ہیں عبد الملک اس کہنے سے بہت خوف زدہ و متوہم ہوا اور اُس کے
حکم سے فوراً اُس قصر کو گرا کر ویران کردیا گیا اس جنگ کے چند روز بعد ہی عبد اللہ بن زبیر حرم محترم
کے اندر شہید ہوگئے سکینہؓ[1] دختر سید الشہدا امام حسینؑ مصعب کی پیاری بیوی تھیں حضرت امام

[1] سکینہ کی ماں رباب دختر امرء القیس بن عدی قبیلہ بنی کلب سے تھیں حضرت امام حسینؑ سکینہ و رباب کے ساتھ بے انتہا
محبت رکھتے تھے آپ نے فرمایا ہے نظم لَعَمْرِی اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ اَرْضًا تَحُلُّ بِہَا سُکَیْنَۃُ وَالرَّبَابُ اُحِبُّہُمَا
وَاَبْذِلُ کُلَّ مَالِیْ وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِیْ عِتَابٌ وَلَسْتُ لَہُمْ وَاِنْ عَتَبُوْا مُطِیْعًا

زین العابدینؑ نے لاکھ درہم کے مہر پر انکا عقد باندھا تھا زوجین ... نا بین بے انتہا محبت تھی اسی خوشی
مصعب نے چالیس ہزار درہم حضرت امامؑ کے نذ ... کیئے تھے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۵ حَیَاتِیْ اَوْیُغَیِّبُنِیْ التُّرَابُ ترجمہ اپنی جان د ... قسم مین اُس زمین کو دوست
رکھتا ہون جہان سکینہ اور رباب ہون۔ دونون سے محبت ہے اور انپر اپنا مال صرف کرتا ہو ... ن اور اگر اِس پر مجھکو
الزام دین تو مین پروا نہین کرتا۔ اور اگرچہ لوگ ملامت کرتے ہین مگر مین انکی نہین سُنتا۔ مین ... نا چاہے زندہ
رہون یا خاک مین ملجاؤن۔ سکینہ علاوہ پارسا پاکدامن اور نیک بیوی ہونے کے جو انکا اصلی جوہر نہ ... انہایت
حسین۔ ذہین۔ لطیفہ گو اور اِس پایہ کی شاعرہ تہین کہ وہ مشہور شعراء عرب جن کا مثل آجتک پیدا نہین ہو ... ا
اپنے باہمی کلام کے نزاعون کا فیصلہ کرنے کے لیئے اُن کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے سکینہ کے حالات نہایت
دلچسپ ہین لیکن یہان انکا ایراد باعث طوالت و زائد از حاجت ہے تاہم اُن کے ضبط و استقلال کا قصہ نقل
کیا جاتا ہے جس سے عرب نژاد خواتین کی دلی مضبوطی کا پورا ثبوت ملتا ہے۔

ایک مرتبہ اون کے رخسار پر عین آنکھ کے نیچے ایک مسئلہ نکل آیا جو روز بروز بڑھتا جاتا
اُن کے خادمون مین ایک جرّاح بھی تھا جسکو زمانہ کے اعتبار سے اپنے فن مین اچھی مشق تھی۔ ایک دن
آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا تم نہین دیکھتے اس مسّہ سے میری کیا حالت ہے۔ اوس نے دست بستہ
کیا یا بنت رسول اللہ علاج کرنے کو مین حاضر ہون مگر ڈرتا ہون کہ آپکو تکلیف بہت ہوگی اس مسّہ کے لیے
جیسے عمل جراحی کی ضرورت ہوگی اوس کو برداشت کرنا نہایت دشوار ہے۔ فرمایا اِس کا خیال نکرو۔ اُس نے
آپکو لٹا کر چہرہ کی کھال دور تک چیر ڈالی پھر اُسکے نیچے سے کاٹ کاٹ کر تمام بدگوشت نکال لیا یہانتک کہ
صاف نظر آنے لگین لیکن اتنا ہی عمل کافی تھا اسلیئے کہ مسّہ کا کسیقدر حصہ آنکھ کے نیچے تک پہیلا ہوا تھا
اُس نے ایک طرف سے کاٹ کر آنکھ کا ڈھیلا اوپر اوٹھا کر اولٹ دیا اور اوسکے نیچے سے بدگوشت کا ٹکڑا
اپنی جگہہ رکھکر پٹی باندھ دی اتنا بڑا جراحی عمل ہوا اونہون نے اُف بھی نہین کی اور پیشانی پر چین تک
نہ آنے دی سفرنامہ ابن جبیر سے معلوم ہوا کہ سکینہ کے قبر دمشق سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک موضع مین ...

ام کلثوم دختر فاطمہؑ ... د ... ہجری ۱۲

دوسری شادی مصعب کی جناب عائشہؓ سے ہوئی تھی جو نہایت نیک صفت اور فاضلہ کاملہ تھیں حضرت طلحہؓ جنکا عشرہ مبشرہ مین شمار ہے عائشہؓ کے باپ ہین عائشہ کی قابلیت علمی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک جو دسوان خلیفہ بنی امیہ مروانیہ کا تھا ' دمشق سے حج کو آیا ایک جماعت کاملین علمار کی اُس کے ساتھ تھے خلیفہؓ نے عائشہ کی قابلیت وہمہ دانی کا شہرہ سنکر اُنکو حضور مین بلایا اور ہر شخص کی معلومات علمی سے اُن کے ادراک کا موازنہ کیا سب سے انکو فضل پایا جو سامنے آیا مباحث علمی مین ان سے الزام کہایا جو لوگ تعلیم نسوان کے مخالف ہین سمجہین کہ اسلامی دنیا مین عورتین کس پایہ کی فاضلہ وقابلہ ہوتی تہین-

امام العارفین برہان الواصلین مخدوم مولانا شیخ سماء الدین دہلوی ابن مولانا شیخ فخر الدین ملتانی قدس سرہما

اپنے وقت کے شیخ المشایخ ولی کامل فرد اکمل صاحب کشف وکرامات وخرق عادات سرآمد اولیاء عصر اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے آب ورنگ لآلی ہمتای مولانا شیخ جمالی تحریر فرماتے ہین نظم

آن کشاینده در مقصود	دان نماینده ره معبود	گنجه معرفت از و در موج
اختر نور دین از و برا اوج	چون براه صفا قدم بکشاد	گام بر گام مصطفیؐ بنهاد
بادشاه جهان بزیر گلیم	گلمے چار ترکیش دہیم	کیست جز وے کہ گاہ بیخویشی
که گزند سرد سے به درویشی	دو جهان نزد ہمت والاش	کمتر از نیم دانهٔ خشخاشش
باطن او ز ظلمت تکریم	داده نور صفا بهفت اقلیم	خاک درگاه او پناه ملوک
در او سجده گاه اہل سلوک	گوہر معدن صفات خدا	قطره از ابر گوہرش دریا
بر جہان فیض اقدسش نازل	او بدان فیض رہبهان کامل	سر درباغ حدیقهٔ تقدیس
بگریزان ز سایه اش ابلیس	طایر قدس را بلفظ فصیح	قوت داده ز دانهٔ تسبیح
ہر که داد ارادتش داده	پا بعرش عظیم بنهاده	رہبر انس وجان روی یقین

پیشوائے جہان سماءالدین		چون دلش ناظر جمالی گشت		زان نظر گنج لایزالی گشت

سلسلۂ نسب آپکا سولہ واسطون سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہونچتا ہے شیخ زین العابدین عرف شیخ آدہن جدبادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو مرید و خلیفہ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) میں جو شجرۂ نسب لکھا ہے ہم اُس کو جدول ذیل مین نقل کرتے ہین۔

نسب نامہ حضرت مخدوم شیخ سماءالدین قدس سرہ

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت مولانا شیخ سماءالدین	۱۱	محمد سلیمان
۲	مولانا شیخ فخرالدین	۱۲	داؤد
۳	جمال الدین	۱۳	یعقوب
۴	اسمعیل	۱۴	ایوب
۵	ابراہیم	۱۵	ہادی
۶	شیخ حسن	۱۶	عیسیٰ
۷	شیخ کمال الدین	۱۷	مصعب رض
۸	شیخ حسن	۱۸	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۹	عیسیٰ	۱۹	عوام
۱۰	نوح		

مولد و موطن ملتان مخدوم صاحب کا مولد و منشاء ہے کچھہ اسباب ایسے پیدا ہوگئے کہ وہان سے ترک سکونت کرکے چندمدت (رنتھنبور) و (بیانہ) مین قیام فرمایا پہر سلطان بہلول لودی[1]

[1] بہلول ۸۵۵ھ مین تخت نشین ہوا ۸۹۴ھ مین وفات پائی (قریب زمانہ وضع حمل ناگاہ چہت گری اور اس کی مان دبکر مرگئی باپ پہلے مرچکا تہا ان کا پیٹ چیرکر نکالا دم سکتا تہا چچا نے پرورش کی ایک روز بہلول اپنے یارون کے ساتہہ بمقام سامانہ ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا شیدا نامی اس درویش کا نام تہا انہون نے فرمایا تم مین سے کوئی دہلی کی سلطنت دو ہزار تنکہ مین مول لیتا ہے بہلول کے پاس ایک ہزار چہ سو تنکے تہے وہ سامنے رکہے باقی کا عذر کیا درویش نے قبول کرکے کہا دہلی کی بادشاہی مبارک ہو خدا کی قدرت کہ جو لڑکا اس مصیبت و بیکسی کی حالت مین پیدا ہوا تہا بالآخر بادشاہ ہوکر سرآمد بادشاہ علماء فضلاء فقراء کا شفیق حال تہا ۱۲ کاشف الاخبار

کے زمانۂ سلطنت میں دہلی تشریف لائے اور وہیں توطن کیا تحصیل علوم ارادت۔ خلافت۔ علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل [۵۱] مولانا ثناء الدین شاگرد میر سید شریف [۵۲] جرجانی سے کی فقہ۔ حدیث تفسیر وغیرہ جمیع علوم میں صاحب کمال وسرآمد فضلاے عصر تھے۔ فیض باطنی اپنے والد مرشد سے حاصل کیا بچپن ہی سے تعلیم باطنی میں مشغول ہوگئے تھے۔ ابھی بارہ برس کی عمر تھی کہ پدر بزرگوار براہ کمال شفقت ہنگام نیم شب خلوتِ خاص میں اپنے پاس بلاکر پندہاے دلبند واسرارِ دلنشین تلقین فرماتے اور جناب باری میں نہایت خشوع وخضوع سے عرض کرتے کہ (الٰہا بادشاہا اپنے کرم عمیم ولطف عظیم سے سماء الدین کو سعادت ابدی ودولت سرمدی عطافرما) ظاہر ہے کہ ایسی باصدق وصفا باپ کی دعا ایسی رشید وسعید فرزند کے حق میں کسقدر موثر ہوگی چنانچہ ایام خوردی سے آثار بزرگی نمایاں تھے ؎ بالاے سرش زہوشمندی ؛ می تافت ستارۂ بلندی۔ آپ کے والد ماجد سید صدر الدین محمد عرف راجو قتّال کے مرید ومحبوب تھے حضرت سید راجو قتال کو اپنے

[۵۱] سلطان العلماء والصلحاء مولانا ثناء الدین قدس سرہ برکت وصلاحیت میں مستثناء روزگار تھے شیراز میں میر سید شریف جرجانی سے علم حاصل کیا تھا مولانا قطب الدین انکے باپ کا نام تھا انکے اولاد نہوتی تھی ہر جمعہ کو روضہ متبرکہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا وصدر الدین عارف پر جاکر بہ نیت تولد فرزند ایک قرآن کے ختم کا ثواب ارواح طیبات کو پہونچاتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ بعد اتمام ختم کلام وہین نیند آگئی دیکھا کہ حضرت سلطان المشایخ صدر الملۃ والدین نے دو چھوارے دئیے اور فرمایا ایک تم کھالو دوسرا اپنی بیوی کو کھلاؤ انشاء اللہ تعالیٰ پسر سعید وفرزند رشید پیدا ہوگا اسکے بعد آنکھ کھل گئی روضہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک پیر نورانی دو خرما اسلیمانی لئے کھڑا ہے اوران کو دیدئے خوش خوش گھر لائے ایک آپ کھایا دوسرا بیوی کو کھلایا اوس کی برکت سے حمل رہا اور مولانا ثناء الدین پیدا ہوے ۱۲۔ [۵۲] سید شریف جرجانی مشہور ومعروف اکابر علماء اہل سنت سے ہیں ۸۱۶ھ میں انتقال فرمایا تاریخ رحلت یہ ہے نظم

فاضلِ بے نظیر میر شریف	جسم او ہمچو روح بود لطیف	شرح وتحقیق علم منطق زوست
بیگمان شارحِ مواقف اوست	سال نقلش بگو بہشت مکان	یا تو قطب بہشت اورا دان ۱۲
	۸ ۱ ۶	۸ ۱ ۶

باپ سید احمد کبیر اور اپنے بہائی سید جلال الدین مخدوم جہانیان سے ارادت و خلافت تہے مخدوم جہانیان کو شیخ رکن الملۃ والدین ابوالفتح سے اون کو اپنے باپ شیخ صدر الملۃ والدین عارف سے انکو اپنے باپ شیخ الاسلام مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی سے اونکو شیخ الشیوخ

سلہ سید احمد کبیر کے باپ سید جلال الدین بخاری جنکو سید جلال سرخ بہی کہتے ہین مخدوم بہاء الدین ذکریا کے شوق مین بخارا سے ملتان آئے صحبت و دولت خرقہ سے مشرف ہوکر اوچہ مین رہنے کی اجازت پائی مخدوم صاحب کی دختر نیک اختر سے ازدواج ہوا تین فرزند ارشد پیدا ہوئے سید احمد کبیر سید محمد سید بہاء الدین ۱۲ سلہ روز جمعہ شب برات شنہ ھ مین پیدا ہوئے اور چہارشنبہ بعد ادائے دوگانہ بقر عید ۸۵ھ مین رحلت فرمائی بڑے سیاح تہے کچہہ اوپر تین سو اہل کمال سے ملے امام یافعی کے ساتہہ مکہ معظمہ مین ہم صحبت رہے انہین کے اشارہ سے دہلی جاکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے خرقہ مشایخ چشت پایا روضہ رسول خدا صلعم پر حاضر ہوکر عرض کیا السلام علیکم یا جدی جواب ملا وعلیکم السلام یا ولدی سات برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتہ جمال خندان کی خدمت مین گئے اونہون نے فرمایا [illegible] کہانا لیا جمال نے سبب پوچہا عرض کیا جو چیز آپ جیسے بزرگ کے ہاتہہ سے ملے اوسکا کوئی جز پہینکنا مناسب نہین آپنے فرمایا یہ وہ لڑکا ہے جو اپنے مشایخ اور بزرگون کے گہر کو روشن کریگا اوچہہ مین مزار ہے ۱۲ سلہ شیخ رکن الدین جب شکم مادر مین تہے آپ کے دادا مخدوم بہاء الدین اون کی تعظیم کرتے اور فرماتے کہ یہ تعظیم اوس بچے کی ہے جو تمہارے بیٹا ہے اور ہمارے گہر کا چراغ ہوگا آپ ابہی خورد سال تہے مولانا ظہیر الدین محمد نے اذان دینی چاہی آپنے دامن کہینچ لیا دو تین بار ایسا ہی کیا حضرت شیخ الاسلام کی نگاہ پڑی فرمایا کیا ہے مولانا نے کہا مین اذان دینا چاہتا ہون مخدوم زادہ نہین چہوڑتے آپنے مسکراکر فرمایا دو گہڑی ٹہوڑین ہنوز موذن عرش نے اذان نہین کہی تین ماہ قبل از رحلت حجرہ خاص سے بجز ضرورت نماز قدم باہر نہین رکہا ۱۶ رجب روز یکشنبہ ۷۳۵ھ بعد نماز عصر خادم خاص کو بلاکر فرمایا اسباب تجہیز و تکفین مہیا کرلو اور بعد ادائے نماز عصر سجدہ مین سر رکہکر واصل بوصال حق ہوئے ۸۰ برس کی عمر پائی بعض نے شب جمعہ ۹ جمادی الاولی تاریخ انتقال کہی ہے ۱۲ سلہ عارف آپکا لقب اسوجہ سے ہوا کہ جب قرآن مجید تلاوت کرتے اوس کے اسرارات و معانی جدید بطریق الہام مزید منکشف ہوتے تہے ستر لاکہ تنکہ ترکہ پدری سے حصہ پاکر پہلے ہی روز سب فقراء و مساکین کو تقسیم کردیا ۳ ذی الحجہ شنبہ ما بین ظہر و عصر ۶۸۴ھ بمقام ملتان رہگرای عالم قدس ہوئے ۱۲ ھ آپ مشہور ترین مشایخ ہند سے ہین آپ اور شیخ فرید الدین گنج شکر مدتون یکجا رہے باہم کمال دوستی تہی ۱۲

شہاب الدین سہروردی سے خلافت ملی سید راجو صاحب ہمیشہ مستغرق رہتے تھے مخدوم جہانیاں
کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجکو مخلوق کی طرف اور شیخ راجو کو اپنے ساتھ مشغول کرلیا ہے سید
راجو قتال بڑے سیف زبان تھے جو کہتے وہی ہو جاتا اور جس کی طرف بنگاہ غضب دیکھتے معرض
ہلاکت میں آجاتا شاید قتال اسی وجہ سے لقب پڑ گیا تھا ۱۳ ۸ھ آٹھسو تیرہ ہجری صلعم میں عالم
قدس کو رحلت فرمائی مقام اُچھہ آپ کا آرامگاہ ہے اور سلطان المشائخ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل
معروف شیخ کبیر نبیرہ سید جلال الدین بخاری سے مخدوم صاحب نے خرقہ خلافت وارشاد
پایا شیخ کبیر الدین اسمٰعیل علم ظاہر میں دریاے بے ساحل اور اسرار باطن میں بحق واصل حضرت
سید راجو قتال کے خلیفہ وجانشین تھے۔ آغاز حال میں حضرت صدر الملۃ والدین سے کتاب
عوارف پڑہا کرتے تھے ایک مجذوب صاحب کشف یحیٰی نام گاہ گاہ حضرت سید راجو قتال کی
خدمت میں آیا کرتا تھا ایک شب وہ مجذوب مخدوم جہانیاں کی زیارت کو گیا مجاور حسب معمول
گنبد کو مقفل کر گئے تھے مجذوب رات کو وہیں رہگیا۔ شیخ کبیر الدین کا معمول تھا کہ آدہی رات کیوقت
مخدوم جہانیاں کی زیارت کیلئے مقبرہ پر جایا کرتے تھے باشارۂ انگشت قفل کھل جاتا آپ تہجد
کے وقت تک قرآن مجید ختم کرکے نماز تہجد و فاتحہ پڑہکر روضہ مبارک سے نکل آتے تھے قفل اسی طرح
اشارہ سے بند ہو جاتا۔ مجذوب نے یہ ماجرا دیکھکر صبح حضرت سید راجو قتال سے عرض کیا شیخ کبیر
بنور باطن آگاہ ہو کر بوجہ انفعال سبق پڑھنے کیواسطے حاضر نہوئے سید صاحب خود اُن کے
مکان پر تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ لاکر بعد سبق خلوت خاص میں لیجاکر اسرارات باطن تعلیم و
تلقین فرماکر خرقہ خاص عنایت فرمایا۔
شیخ کبیر کے دو بیٹے تھے اہل کمال و صاحب حال و حافظ کلام ایزد متعال ایک کا نام تھا
شیخ عبد الشکور اور دوسرے کا شیخ عبد الغفور سبق معرفت ان دونوں حضرات نے حضرت مخدوم
سماء الملۃ والدین سے حاصل کیا تھا جو دیکھتا تھا اُنکی صورت و سیرت پر شیدا ہو جاتا تھا نہایت
خوش جمال و نیک خصائل تھے شیخ کبیر کو اُن کے ساتھ انتہا کی محبت تھی وقت وصال دونوں

اپنے پاس بلاکر اپنا خرقہ پہنایا اور فرمایا تمکو جو مشکل پیش آیا کرے ہماری قبر پر آکر ظاہر کیا کرو اُس کا جواب پاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا بالآخر یہ دونون بزرگوار شہید ہو گئے بعد شہادت بر سبیل عادت لب ہائے مبارک تلاوت قرآن مجید مین جنبان تھے۔ بالجملہ مخدوم صاحب حضرت شیخ کبیر سے فیضیاب ہوئے خود مخدوم صاحب سے منقول ہے کہ مین شیخ المشایخ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا اگر اس ذرۂ حقیر اور بندۂ ناچیز کو براہ شفقت سعادت ارشادی سے مشرف فرمایا جاوے تو حضور کے کمالات مین کچھہ نقصان نہوگا ؎

کم نہ گردد تابشِ خورشید اگر	در بدخشان لعل سازد سنگ را

آپ نے بروے تواضع و مروّت فرمایا میرے بھائی حضرت شیخ فضل اللہ بڑے صاحب کمال و اہل حال ہین مین تمکو اُن سے ملاؤن گا اور خرقہ دلاؤن گا مین ادب کیوجہ سے جواب ندیکا بعد چندے پھر عرض کیا آپ نے باظہار تواضع و انکسار وہی جوابدیا چونکہ مجکو آپ کے ساتھہ اعتقاد تھا اوس وقت التماس کیا کہ بنا ارادت و معاملہ پیری و مریدی ربط قلب سے متعلق ہے مین اس رابطہ کو حضور کے ساتھہ مستحکم اور مستقیم پاتا ہون ؎

گر لطف کنی ور نکنی در نگذارم	من در تو گرفتیم دگر جاے ندارم

یہ سُنتے ہی مجکو بغل مین لے لیا اور حجرۂ خاص مین لیجاکر ذکر تلقین کیا اور اپنا خرقہ خاص بعد ادائے دوگانہ عنایت فرمایا اوسوقت میرے دل مین خیال گذرا کہ بس اب تعلیم ظاہری چھوڑنا اور تصفیۂ باطن مین مشغول ہو جانا چاہیئے۔ یہ خطرہ جو ہنوز میرے دل مین تھا فی الفور آپ پر منکشوف ہو گیا فرمایا بنا شرع و اساس دین علم سے قایم ہے اسے ترک کرو بلکہ خداوند تعالےٰ سے چاہا ہے کہ اہل ظاہر و باطن دونون تم سے فائدہ اُٹھائین اور جس طرح ہمارے پیران طریقت نعمت صوری و دولت معنوی سے معمور ہوئے ہین مجکو امید ہے کہ تم بھی مثل اُن کے آراستہ و پیراستہ ہو چنانچہ مرشد حق بین و حق گو کی اس دعا کا اثر حضرت مخدوم صاحب کی ذات با برکات مین بدرجۂ اتم ظاہر ہوا از روے علوم ظاہری و باطنی شان جنیدی و آثار بایزیدی

صورت انور میں جلوہ گر تہی صوری و معنوی کمالات و خرق عادات و کشف و کرامات میں آپکا نظیر کم تھا ولایت وجود باجود سے پیدا اور ہدایت مطلع جبین سے ہویدا ہوتی تہی ماسوائے اس کے روح پُر فتوح نبوی صلعم سے ہر دم فیضیاب اور الطاف مصطفوی ؐ سے کامیاب تہی جو جو اشارات و بشارات اوس جناب پاک سے ہوئی اور رویت حق تعالیٰ و معیت روح پاک حضرت رسالت مآب کے معاملات بیش از مقالات و خارج از قیاسات میں ۵

باطنش از نور حق پیراست است		ظاہرش نیز از رسول آراست است	
نور حق تابندہ در رخسار او		شرع احمد زندہ از کردار او	

بڑے بڑے مشایخ و اقطاب وقت آپکا ادب کرتے اور واجب التعظیم سمجھتے تھے **نقل** شیخ وجیہ الدین احمد جو علم ظاہر میں ابو حنیفہ وقت اور معاملہ باطن میں بایزید عصر اور ایک سو تیئیس برس کے معمر بزرگ و قطب زمانہ تھے مخدوم صاحب گجرات میں اون سے ملنے گئے اُس وقت مخدوم صاحب کی عمر پینسٹھ [65] برس کی تہی شیخ احمد شاگرد کو سبق پڑہا رہے تھے اس سے پہلے کبھی ان دونوں بزرگواروں کو باہم ملاقات کا اتفاق نہوا تہا نہ اب اسوقت کوئی معرّف تہا حضرت شیخ بنور باطن آپ کے کمالات و استعداد دریافت کرکے دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے سبق موقوف کر دیا اور خود نہایت ادب سے دو زانو بیٹھ گئے اور تبرکاً مصلائے خاص حضرت مخدوم کے سامنے رکہا **شیخ وجیہ الدین احمد حضرت بابا اسحاق مغربی** کے مرید تھے اُن کی ہدایت پانے و مرید ہونے کا قصہ یہ ہے کہ انکا باپ ملک **اختیار الدین محمد** (سلطان فیروز شاہ[1]) بادشاہ دہلی کا قرابتمند اور امرا کبار میں تہا وہ خزانہ بیشمار چہوڑ کر مر گیا شیخ احمد کی عمر اٹھارہ برس کی تہی اور اُس کے سوا کوئی دوسرا وارث نتہا شیخ احمد ایسے حسین و صاحب جمال تھے کہ دہلی کے باشندے اُنکو یوسف ثانی کہتے تھے دولت بے مشقت پاکر فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے۔ ایکدن سوار ہوکر شیخ ابو اسحٰق مغربی کی خانقاہ کی طرف گذرے شیخ

[1] فیروز شاہ ۷۵۲ھ میں تخت نشین ہوا اور ۳۸ برس ۹ مہینے سلطنت کرکے مرگیا ہندوستان کے عمدہ بادشاہوں میں تہا ۱۲ (کاشف الاخبار)

خانقاہ کے دروازہ پر کھڑے تھے فرمایا کب تک اس حال مین رہو گے اور ایک چھوٹی سی ٹھیکری زمین پر سے اٹھا کر اونکی طرف پھینک دی یہ تیر جو ایک قادر انداز کی شست سے نکلا تھا خالی کیونکر جاتا دل کے پار ہو گیا سنتے ہی بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے شیخ نے اوٹھایا سر اپنے زانوے مبارک پر رکھا خانقاہ مین لائے اور اپنا پس خوردہ پانی حلق مین ڈالا ہوشیار ہو کر بیعت سے مشرف ہوے وہ ولولے اور اومنگین سب جاتی رہین دل مین نئی آگ لگ گئی تمام مال واسباب زر و جواہر شیخ کے سامنے لاکر راہ خدا مین لٹا دیا تھوڑے عرصہ مین رتبہ قطبیت حاصل کیا عمر تجرید مین گذاری پندرہ برس روضۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مجاور رہے وہان سے گجرات آئے سلطان احمد گجراتی اور نیز اکثر سلاطین وقت آپکے مرید و معتقد تھے شہر احمد آباد کے متصل قصبہ سرکھیج مین انکا مزار زیارتگاہ خلایق ہے اور بیشتر سلاطین گجرات پائین مزار پرانوار آپ کے مدفون ہین - دیگر سید شمس الدین جن کی ڈیڑھ سو برس کی عمر تھی شیخ نور کے مرید اور شیخ بایزید کے خلیفہ تھے ان کو مخدوم صاحب سے از حد اعتقاد اور بے حد اتحاد تھا -

اخلاق - عادات - عبادات - شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ شیخ سماءالدین ورع تقویٰ اور علوم رسمی و حقیقی کی جامع تھے جذب خواطر مین آپ کو تصرف کامل تھا جس بیمار کو بنگاہ لطف دیکھ لیتے امراض روحانی سے سینہ اُسکا پاک ہو جاتا اور جس طالب کی طرف مسکرا کر نظر کرتے اُس کا دامن امید گلہائے مراد سے بھر جاتا آپ کی ہر ادا سے اشفاق نبوی اور اخلاق مصطفوی ہویدا تھا ؎

فی الحقیقت ہمچو خورشید سپہر بر جہان انداختی انوار مہر

باوصف اس کے کہ آپ کثیر الایثار تھے اور دست عطا گشادہ تھا مطامع دنیا سے ہمیشہ محترز رہے اپنے لئے فقر و فاقہ پسند کیا اور بجز بایحتاج کچھ نہ لیا امیر غریب یگانہ و بیگانہ سب پر برابر شفقت فرماتے اور سب کو ایک نظر دیکھتے تھے فقرا غربا یتیمون کو ہر موسم اور ہر فصل مین ہر قسم کا میوہ اپنے سامنے تقسیم فرماتے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھاتے تھے ہزارون روپیہ فتوح

کرے آتے تھے پہر بھی اپنے کفاف کیواسطے قرض لینا پڑتا تھا اکثر قرض لینے کی آپ کو اس وجہ
سے ضرورت پڑتی تہی کہ فتوح کی خبر پاکر فقرا جمع ہو جاتے آپ سب تقسیم کردیتے بانٹ دیتے
کے بعد مساکین کا اور گروہ آجاتا اس کے لئے قرض لیتے تاکہ جو بندگانِ خدا امید کرکے آئے
ہین وہ محروم نجائین مولانا شیخ جمالی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے روبرو دو ہزار تنکہ نذر
آئے سب روپیہ مستحقونکو بانٹ دیا اوس کے بعد ایک جماعت اور آئی حضرت نے اپنے صاحبزادہ
شیخ المشائخ نصیر الملة والدین کو حکم دیا کہ یہ لوگ محروم نہ پہر جائین ہزار تنکہ قرض لیکر انکو دیدو
چنانچہ تعمیل کی گئی نذور وفتوح کی ہزارون آتے تھے لیکن اپنے ہلاک ایکدرم نرکھا اور کبھی
صاحب نصاب نہین ہوئے ہدایت مین رفق وملایمت ملحوظ رہتی تہی فاسق کو بلا تحدید امر معروف
رشد آمیز الفاظ سے راہ راست پر لاتے مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ کی
شان کا پورا جلوہ نظر آتا تہا ؎

زانرو نکہ از سپہر زادن	بر گامِ نبیؐ قدم نہادن

نقل ایکدن شیخ محمد پسر شہاب خان فرمان نویس سلطان بہلول لودی حضرت کی مجلس مین
حاضر ہوا مولانا شیخ جمالی موجود تھے انہون نے دل مین چاہا کہ اس کو نکال دون وجہ یہ تھی
کہ شیخ محمد ایک مشہور فاسق تہا جمالی کو اس مقدس جلسہ مین ایسے بدسرشت شخص کا شریک ہونا
اچہا نہ معلوم ہوا ہنوز انکا عزم قوے سے فعل مین نہ آنے پایا تہا حضرت نے بنور باطن انکے
ارادہ پر مطلع ہوکر اونکی طرف توجہ فرماکر حافظ شیراز کا یہ شعر پڑہا ؎

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار چہ مست	ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت

یہ سچ ہے جو بات دل سے نکلتی ہے دل ہی مین بیٹھ جاتی ہے شعر سنتے ہی شیخ محمد پر حالت
ذوق وشوق طاری ہوگئی فوراً بجمال نیازمندی مرید ہوگیا اور جب تک زندہ رہا شیوۂ صلاح
اختیار کرکے داخل زمرہ قدسیان وشامل مقبولان حق ہوگیا اللہ اللہ ؎

صید سے برون بجستہ ز بندِ کمندِ تو	عالم اسیرِ حلقۂ جعدِ بلند تو

خلق اللہ پر آپ کی غمخواری حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ تکلیف سہتے اور مخلوق خدا کی مصیبت نہ دیکھ سکتے تھے **نقل** ایک مرتبہ ملتان مین سخت قحط پڑا غلہ ایسا ناپدید تھا کہ دانۂ جوار کو دانۂ مروارید سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اُس ایام مین جب آدھ سیر جو یا گیہون میسر آتے اُنکو اول سب گھر کے آدمیون کو برابر حصہ کرکے اپنا حصہ فقرا کو دیدیتے آپ فاقہ سے رہتے اور ہرگز کسی کو خبر نہ کرتے مزاج مین انتہا کا حلم تھا بحکم[1] الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کسی قصور پر بھی بدمزہ نہوتے تھے **نقل** ایک روز جاڑے کے ایام مین چاشت کیوقت شیخ جمالی آستان بوس ہوئے دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے کھچڑی تناول فرما رہے ہین تبسم فرماکر ساتھ کھانے کا اشارہ کیا اور فرمایا اس کے کھانے مین کچھ ریاضت درکار ہے عرض کیا بسم اللہ جب لقمہ لیا معلوم ہوا کہ کھچڑی بالکل نیم پخت ادہ کچی رکھی ہوئی ہے اور گھی نہایت تلخ و بودار ہے حضرت بشیرین کامی نوش فرما رہے ہین جمالی کو تحمل نہوا ساز دار خدمتگار جو آپکا باورچی تھا اوس کو بلا کر سخت و سست کہا کہ اے شور بخت تہ تلخی و خامی تیری شرارت و بے پروائی سے ہے حضرت نے دیکھا کہ ان کی تلخی و ترروغن کی تلخی سے بھی بڑھی جاتی ہے تب بہ تبسم شیرین فرمایا مین پہلے کہہ چکا ہون آخر مین ریاضت درکار ہے اور تمنے مان لیا تھا اب اس سے کچھ نہ کہو غایت ترحم سے دلشکنی کسی کی آپ کو گوارا نتھی۔

نقل ہے کہ ایکروز وقت نماز شام امام معین موجود نتھا آپ نے قاضی بدرالدین حاکم بیانہ کو امامت کی اجازت دی قاضی صاحب نے بعد فاتحہ سورۂ لایلاف شروع کی اور بجائے والصیف کے والسیف پڑھا جمالی نے سلام پھیرنے کے بعد کہا آپ تو بڑے صف شکن ہین سنت کو میدان قرارت مین ایسا تیز چلایا کہ سیف زبان سے صلوٰۃ مقتدیون کے سر کاٹ دئے وہ شرمندہ ہوئے اس کہنے سے آپ کے چہرہ پر کچھ آثار ناخوشی پیدا ہوئے اُسوقت تو نہین دوسرے روز خلوۃ مین فرمایا قاضی بدرالدین کو تمہارے کلام سے خجلت و انفعال ہوا ہے اُنکو خوش

[1] ترجمہ کہانے والے غصہ کے اور بخشنے والے آدمیون کے۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو ۱۲۔

کرنا چاہے چنانچہ جمالی گئے اور عذر و معذرت سے انکو راضی و خوش کردیا۔

نقل مولانا شیخ جمالی فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی جب میں بیت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق میں تہجد کے وقت یہ دعا فرماتے [1] اَللّٰهُمَّ اَرْجِعْ الْجَمَالِیَ اِلَیْنَا سالمًا وغانمًا وارزقنا مشاهدة جماله ونور عيني بنور لقائه برحمتك يا ارحم الراحمين جب زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا بغلگیر ہوئے پیار کیا اور فرمایا میرے برسوں کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا فضل الٰہی سے مقرون باجابت ہوئے۔

دعا کا اثر بالی ہوئی بات ہے دعا بھی کس کی اولیاء حق کی جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

اولیا راہست قدرت از آلہ	تیر جستہ بگرداند ز راہ

ناظرین بزرگان دین کی بے خطا دعائیں جو حضرت مخدوم صاحب کے حق میں دی گئی ہیں معلوم کرچکی ہیں چونکہ حضرت کی ذات بابرکات افادۂ خلق اللہ کے واسطے مبعوث ہوئی تھی اوقات عبادت وافادات حضرت کے اس طرح منقسم ومنضبط تھے وقت نیم شب تجدید وضو نماز شروع فرماتے اور ایک پہر کامل نوافل پڑھتے اُس کے بعد تا صبح صادق مراقبہ میں رہتے اور دیدۂ باطن مشاہدۂ حق میں وار کھتے پھر سنت موکدہ نماز فجر ادا کرتے علمائے ظاہر وصلحائے باطن کی جماعت کثیر نماز فجر میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ نماز چاشت و اشراق سے فارغ ہوکر دو پہر دن تک علماء وصلحاء اور بڑے طلباء کو جو پایۂ دانشمندی پر پہونچ لئے تھے تفسیر حدیث۔ فقہ۔ اصول کا درس دیا جاتا تھا اوس کے بعد طالبان معانی و شائقان راہ خدا دانی کو بحسب استعداد و قابلیت ہر ایک کی تلقین وارشاد فرماتے اور فیض باطنی پہونچاتے تھے بعد افادت اصحاب سعادت نماز عصر ادا کرکے مشاہدۂ حق میں مستغرق بجمال اللہ ہو جاتے

---

[1] ترجمہ خدایا پہونچا دے جمالی کو میرے پاس صحیح وسالم اور روزی کر مجکو اوسکے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھیں اوس کے نور دیدار سے ساتھ رحمت اپنی کے اے سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے ۱۲

اذان مغرب سنکر مراقبہ سے چشم حق بین کہول کر نماز مغرب و نوافل اوّابین پڑھکر مراقبہ کرتے
بعد ادائے نماز عشا مسجد سے دولت خانہ مین تشریف لاتے وہان دستر خوان چُنا جاتا حاضرین
کے ساتھ آپ بہی تناول فرماتے اور ہر شخص کو نور سرور سے مسرور و معمور کرکے کہانا کہانے کے
بعد اپنے اپنے مرکز و مقام پر جانے کی اجازت دیکر اور رخصت کرکے تہوڑی دیر خود بہی استراحت
فرماتے اور بحکم تنام عینی ولاینام قلبی[ف] ظاہر مین مصروف بخواب اور حقیقةً بحر احدیت مین
غرق آب رہتے۔ بارہ برس کی عمر سے تا دم واپسین تہجد فوت نہین ہوا آپ کے والد بزرگوار
نے بتا دیا تہا کہ جب فلان ستارہ اُس جگہہ پہونچ جائے اوسوقت نماز تہجد پڑہا کرو حضرت حجرہ
کے اندر لحاف مین مُنہ لپیٹے ہوئے اوس ستارہ کو دیکہکر ٹہیک وقت حجرے سے برآمد ہوکر تجدید
وضو کرکے تہجد ادا فرماتے تھے۔

تصرفات۔ خرق عادات وکشف وکرامات مولانا شیخ جمالی سیر العارفین
مین لکہتے ہین جس زمانہ مین مخدوم صاحب قصبہ (بیانہ) مین جو (رنہتنبور) کے قریب ہے
تشریف رکہتے تھے فقیر بعد شرف بیعت مبداء سلوک مین حاضر خدمت رہا کرتا تہا وضو کرانے اور
شانہ و رومال رکہنے کی خدمت میرے سپرد تہی ایک روز نماز اشراق کے بعد ایک درویش
حضرت کی مجلس مین آیا اور مکتوبات عین القضاة پیش کئے مخدوم صاحب نے بعد مطالعہ
کتاب مُصنف کی تعریف شروع کی فرمایا ایکدن بیس جگہہ اون کی دعوت ہوئی عین القضاةؒ
قطعی اپنے حجرہ سے باہر نہین نکلے اور بیسون جگہہ ایکوقت مین موجود ہوگئے۔ میرے دل مین
خطرہ گذرا کہ شخص واحد ایک وقت مین اتنی جگہہ کیون کر حاضر ہوگا پہر مین سنبہلا اور اپنے
جی مین کہا کہ اس مین شک کیا ہے حضرت مخدوم ہی فرماتے ہین بات آئی گئی ہوئی ظہر کیوقت
حضرت نے حجرہ کے اندر سے دستک دی فقیر طشت و لوٹہ لیکر حجرہ کے اندر گیا دیکہتا کیا ہون
کہ حجرہ کے چارون گوشون مین حضرت جدا جدا بصورت خود تشریف رکہتے ہین تہوڑی دیر مین

[ف] سوتی ہین میری آنکہین اور نہین سوتا میرا دل ۱۲

دیکہا کہ آپ ایک ہاین ہین سمجہا کہ میرے دل مین جو خدشہ گذرا تہا اوسپر تنبیہ و آگاہ کیا گیا ہے
پہر مجہہ سے فرمایا کہ بابا درویشون کو اس درجہ قوت تمثل حاصل ہے کہ اگر چاہین سو جگہہ ایک
وقت مین حاضر ہوجائین الا تم اس کا ذکر کسی سے نکرنا مین نے آپ کی حیات مین کسی سے
مذکور نہین کیا بعد آپ کی رحلت کے یہ حکایت قلمبند کی گئی۔
دیگر آپکا فیض و تصرف نزدیک و دور یکسان تہا جمالی لکہتے ہین کہ مین سالہائے دراز
آپ کے دیدۂ ظاہر سے دور رہا لیکن لطف باطنی سے ہمیشہ ہمیشہ بحد و بے شمار مدد پایا کیا بحالت
مسافرت چند مرتبہ جنگل اور نیز آبادیون مین ایسے مہلک خطرات پیش آئے کہ جان بر ہونے
کی ذرا امید نرہی تہی ایسے خطرناک موقعون پر حضرت کو اپنی خاص طرح بچشم سر دیکہا کہ بشاشت
تمام مجکو برگ پان دیتے ہین اور اطمینان دلاتے ہین اور وہ زحمت فی الفور مبدل بہ راحت ہوگئی
دیگر آپ کے صاحبزادۂ سلطان المحققین شیخ نصیر الدین سے روایت ہے کہ جب شیخ جمالی
بیت اللہ سے واپس ہوئے مخدوم صاحب نے فرمادیا تہا کہ الحمد للہ جمالی نے مراجعت کی شاید
اب گجرات تک آگئے ہونگے چنانچہ بعد چندے ایک صاحب مسافرانہ وارد ہوئے اور اونہون نے
اُسی طرح خبر دی۔ دیگر مولانا عطاء اللہ سے جو عالم دانشمند اور شاگردان حضرت مین تہے روایت
ہے کہ خطۂ (ناگور) مین ایک عورت صالحہ آپ کی مرید و ارادتمند تہی اُس کے پاس ایک
گائے تہی گاہ گاہ اُس کا دودہ دہی حضرت کو پہونچایا کرتی جب آپ (ناگور) سے (گجرات)
تشریف لے گئے گائے چوری ہوگئی تجسس و تلاش سے پتہ نہ چلا عورت نے حضرت کی طرف
مخاطب ہوکر کہا حضرت شیخ سماء الدین جس گائے کے دودہ پر میری برات رزق تہی اور گاہ
گاہ اُس کا دودہ خدمت مبارک مین پہونچاتی رہی ہون اُس کو چور لے گئے۔ اب مین حیران
و پریشان ہون میری گائے میرے پاس پہونچا دیجئے یہ کہہ کر نماز پڑہنے لگے۔ عین حالت نماز
خوابی مین حضرت کی آواز سُنی لو بی بی تمہاری گائے تمہارے پاس پہونچا دی گئی اب محافظت
سے رکہو سلام پہیر کر دیکہا کہ گائے صحن خانہ مین کہڑی ہوئی ہے۔

دیگر ایک حکیم بنگالہ سے آیا جمالی اُن دنون ضعیف ونحیف ہوگئے تھے اشتہا نہی تہی اوس نے دیکھتے ہی آدہی رتی کُشتہ سیماب کہلایا اوس کے کہانے سے بہوک بڑہ گئی اور قوت پیدا ہونے لگی انہون نے کشتہ کرنے کی ترکیب پوچہی طبیب نے بتادینے کا وعدہ کیا جمالی مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا وہ شخص اچہا کشتہ نہین کرتا نعوذ باللہ خام رہگیا تو ضرر پہونچائیگا اُس کے نفع پر نجاؤ مولانا سمجھ گئے کہ واقعہ آپ پر منکشوف ہوگیا ہے عرض کیا مجکو حضور کی محبت کی حرارت کافی ہے ظاہر ہے کہ سیماب کی حرارت سے کیا نفع ہوگا آپ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو نور باطن سے قوت حاصل ہوگی جمالی لکھتے ہین یہ سُنتے ہی میرے جسم مین ذرا بہی ضعف و سُستی کا اثر باقی نہ رہا دیگر ایک روز مخدوم صاحب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی زیارت مزار پُر انوار سے مراجعت کر کے سلطان بہلول کے مقبرہ پر تشریف لاے بعد فاتحہ مراقبہ فرمایا۔ ایک لمحہ گذرا تہا کہ خوش ہو کر سر اوٹھایا اور فرمایا الحمد للہ یہ نیک نہاد بادشاہ جس طرح دنیا مین کامگار رہا دوستانِ خدا کے ساتھ محبت وخاوص اعتقاد رکھنے کے سبب عقبیٰ مین بہی خوش حال ہے دیگر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح لکھتے ہین کہ شیخ سماء الدین نے سن کبیر پایا تہا آخر عمر مین بصارت زائل ہوگئی گاہ گاہ اپنے مکان کے دروازہ پر کہڑے ہوکر فرمایا کرتے کہ الٰہی تیری مخلوق پر غلبۂ شفقت یہ شوق دلاتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین کی آنکھون مین جگہہ ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے بیواسطہ علاج بصارت زائلہ پہر عطا فرمائے

سلاطین وقت کا حضرت مخدوم صاحب کے ساتھ تعلق وعقیدت

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جس نے خدا اور رسول کے احکام کو سچّے دل سے مانا ساری دُنیا اوس کو ماننے لگی سعدی فرماتے ہین ؎

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اسی حق شناسی وخدا ترسی نے مخدوم صاحب کے سامنے بڑی بڑے بادشاہون کی گردنین جہکادی تہین اور سلاطین روزگار اُس دلق پوش حق کوش کے روبرو بے حقیقت

نقل ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ جب نظام خان سلطان سکندر اپنے باپ سلطان
بہلول لودی کی انتقال کی خبر پاکر حصول سلطنت کے لیئے دہلی سے لشکر کو چلنے لگا بتقریب
تفاول حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا مین میزان الصرف حضرت سے
پڑہنا چاہتا ہون اور سبق کے حیلہ سے اسعدك الله فی الدارین کے معنی دریافت کیے آپنے
فرمایا نیکبخت کہے تجکو خدا تعالی دونون جہان مین شاہزادہ نے عرض کیا پہر فرمایئے اور تین
مرتبہ تکرار کرایئے بعدہ حضرت کے ہاتھ چومے اور التماس کیا میری مراد حاصل ہوگئی مین یہی چاہتا
تہا کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلین۔ شیخ کو حسن ادب اس کا پسند آیا از روے توجہ باطنی
فرمایا۔ نظام بیٹے خدا سے چاہا ہے کہ تو سکندر وقت ہو اور بہت بندگان خدا تجہ سے فائدہ اٹہائین۔
شاہزادہ اس کو فال نیک سمجہکر اور حضرت سے استمداد ہمت لیکر لشکر پدر کی جانب روانہ ہوا اور بمقام
قصبہ جلالی لشکر سے آملا باپ کی نعش دہلی روانہ کی اور جمعہ کے دن سترہوین شعبان سنہ ۸۹۴ھ
سلطان فیروز کی کوشک مین جو (کالی ندی) کے کنارے ہے سلطان سکندر اپنا لقب مقرر کرکے
تخت نشین ہوا دعا حضرت اس کے حق مین جیسے اثر بخش ہوئے اہل روزگار و اصحاب اخبار پر
بخوبی ظاہر ہے قطعہ

حدیث اہل صفا ترجمان تقدیر است	بہر ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم
سعادت ازلی در وفاق شان مضمر	شقاوت ازلی در خلاف شان مدغم

نقل جب مخدوم صاحب دہلی مین متوطن ہوئے سلطان بہلول حضرت کی زیارت کو حاضر
ہوا اطلاع کی گئی کہ بادشاہ قدمبوسی کا آرزومند ہے فرمایا آئے وہ بادشاہ نے آکر قدم چومے اور
سوادب بیٹھ گیا تہوڑی دیر مین عرض کیا کہ اس بندہ کا دیدۂ باطن و ظاہر حضور کے چہرہ کرم و شفقت
کا ناظر ہے کیونکہ حقیقی بادشاہت درویشون کو ہے ہم ظاہری بادشاہ اُن کی صورت کے ریزہ چین
ہین۔ آپ نے فرمایا صورت کے ریزہ چینی سے مراد یہ ہے کہ درویشون کے طریق حالی کے اختیار
اور تتبع کی توفیق نہو تو اُن کے افعال اقوال اعمال ہی کی متابعت کیجائے تاکہ درویشون کی

ظاہری کا اثر کدورت باطنی کی زنگ کو دور کردے پھر ارشاد فرمایا تین شخص خداوند تعالیٰ کے انعام
ستدام سے محروم رہیں گے **اول** وہ بوڑھے جو معصیت میں ڈوبے ہوے ہیں **دوسرے** جوان
جو باُمید توبہ گناہ نہیں چھوڑتے **تیسرے** بادشاہ دروغگو۔ بوڑھے کو حکم ہوگا اے سفید مو
سیاہ دل بعد ظہور ضعف پیری جینے کی کیا اُمید باقی رہی تھی کہ توبہ نکی جوان پکارا جاے گا کہ ای
نادان بوڑھے اور جوان سب کی جان خدا کے یدِ قدرت میں ہے تو نے کس طرح جان لیا تھا کہ
بوڑھاپے ہوکر مریگا توبہ کو پیری کے وقت پر کیوں چھوڑ رکھا تھا آخر تو نے نہ دیکھا کہ حدِ پیری کو تیری
عمر نہ پہونچی اور تجکو توبہ نصیب نہوئی بادشاہ کو یہ خطاب پر عتاب ہوگا اے غافل دروغ جتنی اُسکے
کام کی چیز نہیں ہاں دنیاے فانی کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ دنیا کا تجھے کیا تھوڑا حصہ ملا تھا کہ
دروغ سے اپنے نامۂ اعمال کو خراب اور بیفروغ کیا ای بادشاہ تو نے بڑھاپے میں سلطنت پائی
ہے خدا سے ڈرنا اور کذب و معصیت سے بچنا رہ اُس کا شکریہ ہے شکر نعمت کو بڑھاتا ہے[1] لَئِنْ شَكَرْ
تُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور معصیت سے کنارہ کش ہو کہ[2] لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ
لَشَدِيْدٌ میں داخل نہوجاوے یہ پند دلبند بادشاہ کے دل میں گھر کرگئی زار زار روتا اور بار
بار نہایت عجز و انکسار سے کہتا تھا کہ باوجود تقصیرات درویشوں کے ساتھ مجکو دل سے الفت
ہے امید ہے کہ ببرکت محبت اس قوم بزرگ کے حق تعالیٰ یوم العرصات میں میری نجات فرمائی
بادشاہ کے عجز و نیاز سے سب حاضرین مجلس پر گریہ طاری تھا آخر الامر حضرت نے مصلائے
خاص سلطان کو عطا فرمایا بادشاہ نے سر پر رکھا اور رخصت ہوا

نقل جب مخدوم صاحب خطۂ (بیانہ) میں تشریف فرما تھے احمد خان جلوانی حاضر خدمت
ہوا مرتضے خان وغیرہ امراء اُس کے ساتھ تھے احمد خان نے کھڑے ہوکر التماس کیا کہ سلطان حسین
جونپوری جو بادشاہ عظیم القدر ہے اُس کی فتح دہلی کیواسطے حضرت مخدوم فاتحہ پڑہیں یہ سُنتے
ہی آپکا چہرہ متغیر ہوگیا فرمایا اے احمد تیرے باپ دادا سلطان بہلول کی پرورش یافتہ تھے

---

[1] ترجمہ اگر حق مانوگے تو اور دونگا ۱۲ [2] ترجمہ اور اگر ناشکری کروگے تو میری سخت ہے ۱۲ سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع ۲

تو بھی اُسی کی نعمت کا پلا ہوا ہے تو نے اُس کا حق نمک ایکبارگی دل سے بُھلا دیا ناسپاسی حسب
ذلت ہے مین بمقابلہ ایسے شخص کے جس کی لو خدا سے لگی ہو ایک ظالم نا انصاف کے واسطے
دعا کرون گا۔ احمد خان شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا اور سمجھ لیا کہ سلطان حسین کامیاب نہو گا چنانچہ ایسا
ہی ہوا سلطان حسین کو ناکامی ہوئی تخت دہلی اُس کو نملا بالآخر سلطان بہلول فیروز مند رہا احمد خان
نہایت تندخو اور تیز مزاج شخص تھا غصہ کے وقت اُس کی زبان سے کفر کے کلمہ نکلنے لگتے تھے
لیکن بخوف عظمت و ہیبت حضرت کے دم نہ مار سکا اور نہایت ہراسان و خوف زدہ ہو گیا سچ ہے

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات اور اوس کے متعلق کے حالات

مولانا شیخ جمالی نے سیر العارفین مین لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کے فرزند بزرگ پلنگ بیشہ ربانی
حافظ کلام سبحانی حضرت شیخ عبد اللہ بیابانی کے ساتھ مجکو بہت محبت تھی بالآخر اونھون نے اقامت
بیابان اختیار کی یعنے بادیہ گردی و صحرا نوردی کر کے بیت اللہ کی راہ لی جب مین سفر دراز سے
حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین واپس حاضر آیا حضرت عبد اللہ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا
مینے مخدوم صاحب سے عرض کیا ارشاد ہو تو مین اُس ہمدم ملایک قدسی کی دست بوسی
حاصل کر کے ہو سکے تو خدمت عالی مین لے آؤن یہ سنکر بہت خوش ہوئے مجھے چھاتی سے لگا لیا اور
بعطائے ملبوس خاص مشرف کیا اور نامۂ اشتیاق مملو بدرد فراق لکھکر سرنامہ پر یہ بیت تحریر فرمائی
طاقت صبر مرا نیست درین ہجر طویل ؛ قدمے زود بہ بر سر این پیر علیل - الغرض مین
بیابان (مندو) کی جانب جہان آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے جانے کو طیار ہوا۔ دوسرے دن
چاشت کے وقت مجکو بلا کر فرمایا واللہ اعلم میرے فرزند شیخ عبد اللہ کا دیدار تمکو میسر ہو کہ نہو مین
نہین چاہتا کہ تم میرے پاس سے جدا ہو جاؤ میرے جنازے کی نماز کیلئے حاضر رہو یہ سُنتے ہی
مین بہت رویا اور قدمون پر گر پڑا اُس کے بعد ایک ہفتہ تک مستغرق مع اللہ رہے کسی سے کلام نہین
کیا تلاوت قرآن زبان پر جاری تھی ہر نماز کے وقت تجدید وضو کرتے اور مشاہدۂ حق مین مستغرق

ہوجانے جمادی الاول کی تیرہوین تاریخ بعد ادائے نماز عشاء آنکھ کھولی وتبسم کرکے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون **نظم**

خوبتر زین دگر نباشد کار ۔ جان سپارد نگار خندان را
یار خندان رود بجانب یار ۔ تنگ در بر نگار بر گیرد
سیر بیند جمال جانان را ۔ تا قیامت بخواب در گیرد

غسل مین سیادت مآب حضرت حاجی عبد الوہاب[1] بخاری اور مخدوم مولانا عبد اللہ عرف الہ داد[2] وسلطان المشائخ شیخ نصیر الدین مخدوم صاحب کے فرزند وزبدۃ العارفین شیخ عبد الغفور نبیرۂ مخدوم صاحب عارف عالی مولانا شیخ جمالی شریک تھے جسوقت جسم اطہر پہ پانی ڈالا اور کلمہ شریف پڑھا گیا انگشت شہادت آپکی کھڑی ہوگئی اور لب حق گو چند بار بلفظ اللہ اللہ گویا ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ حاضرین پر اس کے سننے سے حالت عجیب وکیفیت غریب طاری ہوگئی سنہ ۸۵۰ ہجری صلعم کو آپ عالم ناسوت مین تشریف لائے یعنی دنیا مین پیدا ہوئے اور ۱۰ جمادی الاول سنہ ۹۴۲ ہجری مین عالم ملکوت کو سفر فرمایا اس حساب سے ترانوے برس کی عمر ہوئی۔

تاریخ وفات از مولانا جمالی دہلوی

مرشد انس وملک شاہ سماء الدین چو رفت ۔ اے جمالی بر سر عرش آمد گام او

[1] حاجی عبد الوہاب سید احمد بن سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین جامع علم وعمل وحال وسیادت ومحبت وسید صدر الدین راجو قتال بخاری کے مرید تھے دو بار بہدایت پیر حرمین شریفین گئے اور جناب رسالت مآب سے بشارتہاے گوناگون پاکر مراجعت کی سلطان سکندر لودی انکا معتقد تھا ایک تفسیر بے نظیر غلبۂ حال واستغراق مین لکھی ہے اکثر معانی قرآن کو رسول خدا کی نعت مین بیان کیا ہے اور دقائق عشق واسرار محبت درج کئے ہین سنہ ۹۳۲ھ مین وفات پائی دہلی کہنہ مین شاہ عبد اللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب انکا مزار ہے ۱۲

[2] مولانا الہ داد حضرت سید حامد راجی شاہ مانکپوری کے مرید وخلیفہ اور قاضی شہاب الدین کے شاگرد عظیم ترین علمائے جونپور مین سے تھے ماورائے ذوق باطنی علم ظاہر مین قدرت کامل حاصل تھی کافیہ۔ ہدایہ۔ بزدوی۔ مدارک پر انہون نے شرحین لکھی ہین شیخ معروف جونپوری جو صاحب ذوق وحالت وریاضت تھے مولانا کے مرید ہین ۱۲ حامد راجی بشاہ مخدوم حسام الدین مانکپوری کے مرید تھے پیر کیا اپنے عشق تھا جب پیر سے رخصت ہوکر سوار ہوئے وقت رخصت فرمایا۔ شعر ۔ گر روی ور رکابت می رود جان حسام ۔ فی امان اللہ بر وکلا اللہ خیر حافظا ۔ کہتے ہین کہ جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور یہ بیت تین بار پڑھ کر روانہ ہو چوروں سے محفوظ رہے وسلامتی سے منزل پر پہونچے مشہور ہے کہ یہ بیت ہی پڑھنی چاہیئے۔ شعر ۔ گر روی بنہ نام حسام گیر پشت کو نین کامیاب ہر جا دے سکندر ۱۲

ہشت خلد آمد بنام او اگر پرسد کسے	سال تاریخش بگو ہشت آمدہ با نام او

لفظ ہشت کے عدد سماء الدین کے اعداد کے ساتھ جمع کرنے سے ۹۰۱ پیدا ہوتے ہین -

ایضاً تواریخ وفات از صاحب خزینۃ الاصفیا

سماء الدین ولی سہروردی	کہ در ارض و سما حکمش روان شد
چو از حکم قضا رخت سفر بست	قضا تاریخ ترحیلش بیان شد
دگر مہتاب جنت گشت روشن	ہم عارف متقی سالش عیان شد

مرقد مطہر آپکا دہلی مین بالائے حوض شمسی حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر انوار کے جوار مین ہے وہین آپ کی اولاد اور بعضے خلفا مثل شیخ ادہن جدّ مادری شیخ عبد الحق محدث دہلوی استراحت فرماتے ہین۔ مخدوم صاحب نے رحلت سے چند سال پہلے حضرت سلطان العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رویا مین دیکھا تھا کہ حوض مذکور کے کنارہ کھڑے ہوئے فرما رہے ہین تمہاری جگہہ یہ ہے چنانچہ بعد وفات وہین مدفون ہوئے۔ بندۂ آثم فیض احمد جامع اوراق ہذا روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے مزار پر انوار پر چونہ و گچ سے عالیشان گنبد تعمیر ہے گنبد کے اندر چند قبرین ہین جنپر کوئی کتبہ نہین اور مرور دہور کے سبب بے مرمت و شکستہ ہوگئی ہین مقبرہ کے قریب اسی زمانہ کی کہنہ مسجد ہے اوس کے باہر آپ کے خاندان کا ایک بہت بڑا گورستان ہے ایک جانب کو وسیع دالان ہے شاید وہ آپ کی خانقاہ و فقرا علما طلباء کے فرودگاہ کے مکانات کا باقیماندہ جزو ہو خادم اب بھی آپ کے مزار پر رہتے اور زیارت کراتے ہین شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ہزارون نامی گرامی اہل اللہ اس متبرک جنگل مین بخواب نوشین استراحت فرما رہے ہین اتو دہلی قدیم انھین گورون اور کھنڈرون سے مراد ہے۔ مخدوم صاحب کی وفات کے بعد خلاصۃ الابرار فیض گنجور شیخ عبد الغفور حضرت مخدوم صاحب کے پوتے نے قطب شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ خلفاء والا مقام حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے تھے عالم رویا مین دیکھا اور دریافت کیا کہ شیخ سماء الدین کا مقام کہان ہے قطب صاحب نے فرمایا تمہارے جد بزرگوار یعنی مخدوم صاحب ہمیشہ ہمارے پاس

کبار کے ساتھ حضرت نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہتے ہین چنانچہ مولانا جمالی
نے آپ کے مرثیہ کے ترکیب بند مین یہ بیت لکھی ہے ؎

پنجم ترا شمرد نبی با چہار یار		از جان و دل قبول نمو وند ہر چہار

تالیف و تصنیف مخدوم صاحب نے لمعات شیخ فخر الدین عراقی پر حواشی لکھے ہین جو اُ
کے حل معانی و مقاصد کے واسطے کافی و وافی ہین ایک رسالہ مسمے بہ **مفتاح الاسرار**
حقایق مین اپکا یادگار ہے آمین اہل شریعت و حکمت و وحدت کا ذکر کیا گیا ہے اولاد مخدوم
صاحب نے دو فرزند گرامی ماہر اسرار شریعت واقف رموز حقیقت چہوڑے حضرت شیخ عبد اللہ
وحضرت شیخ نصیر الدین -

پلنگ بیشۂ رحمانی نہنگ لجۂ عالم اسرار یزدانی حافظ کلام سبحانی حضرت
شیخ عبد اللہ بیابانی مخدوم شیخ سماء الدین کے فرزند اکبر صاحب جذبات قوی وحال کیفیات
عالی تھے کسب کمالات اپنے والد بزرگوار سے کیا تہا پہر جذبہ عشق الٰہی غالب ہوا جنگل مین نکل گئے
شہر چہوڑ دیا ساٹھ ستر برس کامل بجا توکل ریاضت صحرا و بیابان مین بسر کی ہرگز گہر مین آرام
نہ بیٹھے اسیوجہ سے عبد اللہ بیابانی آپکا لقب ہو گیا تہا صائم الدہر رہتے کوئی نماز بے غسل کے ادا
بغیر کپڑا پہنے ہوئے نہ پڑہتے تمام عمر برگ درختان و میوۂ بیابان کے سوا دوسری چیز سے روزہ افطار
نکیا ہر روز بلا ناغہ ایک کلام اللہ کا ختم وظیفہ تہا اکثر شیر و پلنگ درندگان صحرائی اور ہرن وغیرہ
جانور آپ کے گرد و پیش جمع ہو جاتے تھے اور ایک دوسرے کو ہرگز مضرت نہ پہونچاتا تہا غرض رضا
توکل زہد تجرید و تفرید مین فرد لاثانی تہے نہ کبہی گرمی نے ستایا نہ سردی نے دکہایا نہ دہوپ کی پروا
نہ جاڑے کا خیال ہمہ حال بیک منوال ؎

سرما گذشت و این دل زار ہمان		گرما گذشت و این دل زار ہمان
القصہ ہزار گرم و سرد عالم		گذشت و بماند این دل زار ہمان

خودی اور دوئی ایسی مٹ گئی تہی اور تجرید و توحید اس درجہ بڑہی ہوئی تہی کہ سخن مین ا[illegible]

ساتھ ترک اضافت کر دیا تھا جو کہتے اصیغۂ غائب کہتے یعنی آپ نے کا جائیگا یہ نہ کہتے کہ مین آؤن گا
مین جاؤن گا کسی کلام مین اپنی ذات خاص کو دخل نہ دیتے۔ ابتدائً بمقام دہلی حریم خانقاہ روضۂ
پاک سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز مین مشغول عبادت و معتکف رہتے تھے
بادشاہ وقت نے ایک قوم کو معہ جماعت سادات قید کیا شیخ گئے اور کہا اے بادشاہ سادات
کو چھوڑ دے بادشاہ نے شفاعت شیخ پر التفات نکیا بس یہ کہکر چلدیے کہ جس شہر کا تو بادشاہ
ہو وہان رہنا حرام ہے (مندو) دار الخلافت مالوہ پہونچے اور صحرا نشینی اختیار کی وہان کے بادشاہ
دفرمان روا نے استقبال کیا نذر و نیاز پیشکش لایا آپ نے کچھ قبول نفرمایا جب اصرار کیا کہدیا
مجکو اس کی ضرورت نہین فلان وجہ کے حاکم کو حکم دیدے کہ فلان بیابان مین مجھے جگہہ دے وہ جبر
و تعدی نکرے اوسی ویران بیابان مین قیام کیا اور وہین دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی
سنہ ۹۳۳ مین رکھرا سے عالم قدسی ہوئے سو برس سے عمر متجاوز ہوگئی تھی۔
آغاز حال مین آپ نے شادی کر لی تھی جب اس کو مانع حضور وقت اور مخل فراغ عبادت پایا
باختیار مفارقت کر لے اس سے ایک پسر بنیاد دل ونا بینا چشم وجود مین آیا شیخ گھورن نام تھا۔
سلطان المحققین برہان المدققین شیخ المشایخ نصیر الدین دہلوی مخدوم شیخ سماء الدین
کے دست گرفتہ شریعت و طریقت کے پیشوا مرجع خلایق قایم مقام و جانشین پدر تھے سیرت رسول
مقبول صلعم کی صورت بنگئے تھے ہرگز سنت نبوی صلعم کے خلاف کوئی کام نہین کیا اور کبھی حد شرع
سے قدم باہر نہین رکھا جو حضرت رسالت آپ کے ساتھ غایت عشق و محبت کی دلیل ہے عشق الہی
و محبت رسالت پناہی مین دنیا سے بے مہری ہوگئی تھی لہذا اپنی حیات ہی مین اپنے فرزند اکبر و
خلف ارشد شیخ سعید الدین کو اپنا جانشین کر کے خلقت سے کنارہ کش ہوکر بقیہ عمر یاد خدا مین بسر
کی صاحب کلمات الصادقین نے لکھا ہے کہ مولانا نصیر الدین عالم عامل صفات ملکیہ سے موصوف
اور کدورت بشریہ سے دور عجب تکبر حسد حب جاہ جملہ رذایل سے مبرا تھے سکندر لودی و ابراہیم بن
سکندر و بابر بادشاہ کے زمانہ مین شیخ الاسلامی کے منصب پر جو ایک بڑا منصب ہے سرفراز رہے رحلت

کے وقت بیاد حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم آیۃ محمد الرسول اللہ والذین معہٗ پر ذوق وشوق و وجد کرکے اسی حالت ذوق مین راہی ملک بقا ہوئے۔ دو بیٹے چھوڑے شیخ عبد الغفور ومفتی جمال الدین المعروف مفتی جمال خان دونون وحید عصر تھے لیکن شیخ مین شیخیت کی گہری رنگت تھی لہذا اُنکا تذکرہ یہین لکھا جائیگا اور مفتی صاحب مین علوم رسمی کا رنگ نکھرا ہوا تھا اُنکا ذکر علماء شریعت مین کیا جائیگا۔

نشۂ علوم ظاہر و باطن مین مخمور شیخ عبد الغفور شیخ لاڈن معروف ومشہور

شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے اور مخدوم شیخ سماء الدین کے لاڈلے پوتے تھے مخدوم صاحب کے اپنر خاص نظر تھی انکے والد ماجد کی حیات مین خرقۂ خلافت انکو عطا فرما دیا تھا مخدوم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ہمارے گھر کا چراغ ہوگا یہ عنایت مشابہ اُس عنایت کے ہے جو مخدوم بہاء الدین ذکریا سہروردی مُلتانی قدس سرہ العزیز کو شیخ رکن عالم رکن الدین قدس سرہ کے ساتھ تھے مخدوم صاحب کے لطف خاص کا انکی ذات قدسی صفات مین پورا پورا ظہور ہوا ماسوائے اسرار باطن علوم ظاہری مین بھی صاحب کمال وفاضل اجل واشہر علماء زمانہ تھے بڑے بڑے اکابر انکی شاگردون مین گذرے ہین۔ شیخ عبد اللہ بداؤنی مرید شیخ عبد الباقی چشتی ومستفیض خدمت شیخ صفی خیرآبادی قدس سرہ جو حال وقال یعنی علوم صوری ومعنوی مین وحید عصر تھے اُن کی نسبت صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ نعمت علم اکثر مقتدیان روزگار سے پائی تھی خصوصًا میان شیخ لاڈن دہلوی ومیر سید جلال الدین بداؤنی سے۔

اپنے والد بزرگوار اور شیخ عبد اللہ طلبنی ملتانی دہلوی سے جو بہ عہد سلطان سکندر بن بہلول لودی علماء نامی مین تھا تحصیل علوم کی تھی حق تعالیٰ نے قبولیت عام عطا فرمائی تھی۔

شاہ شجاع مخدوم صاحب کی اولاد امجاد مین صاحب کشف وکرامات ومظہر فیض وبرکات تھے جناب غوث پاک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح سے بطریق اویسیہ فیض حاصل تھا عمر گرامی یاد الٰہی وارشاد وہدایت خلق مین بسر کی۔

شاہ علام نبی انکا سلسلہ نسب بھی حضرت مخدوم قدس سرہ سے ملتا ہے شاہ شجاع کے عمدہ خلفا مین ہین عاشق سنش مبتلا سرشت ہمدرد جو فراخ مشرب بلند ہمت گوشہ نشین گزشتگی پرو قناعت دوست اپنے اکابر عصر مین فرد تھے مثنوی معنوی حضرت مولانا روم اوس وقت ان سے بہتر کوئی نہ پڑہا سکتا تھا۔ غایت ذوق و شوق مین ہر مصرعہ پر زار زار روتے اور سُننے والون کو بیتاب کر دیتے تھے اسی طرح طاعت رب الارباب اور افادۂ طلاب مین عمر گذاری رحمۃ اللہ علیہ۔

قدوۂ اکابر آفاق ہادی عشاق حضرت مولانا مخدوم شیخ اسحاق دہلوی ابن سلطان العارفین شیخ فخر الدین مُلتانی و برادر اکبر و اعیانی زبدۃ الواصلین مخدوم شیخ سماء الدین قدس اللہ اسرارہم

یگانۂ اولیاء عصر اور بزرگترین مشایخ وقت سے تھے سلسلۂ نسب مصعب بن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جس کی شرح مخدوم شیخ سماء الدین کے حالات مین لکھے جا چکے یہان اعادہ کی ضرورت نہین مُلتان مسکن آبائی سے ترک سکونت کرکے دہلی مین متوطن ہوئے تمام مخلوق آپسے گرویدہ اور عقیدتمند تھے اور سلطان عہد بہلول لودی نہایت معتقد وارادتمند تھا بڑے عابد و زاہد پارسا و ملک العلماء تھے۔ باوصف رجوع سلاطین لذت فقر و فاقہ کے مقابل دولت دنیا کو ہیچ و پوچ و بےمزہ سمجھا اکابر سلف کا سا طریقہ تھا بزرگان پیشین کے یادگار تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین شیخ اسحاق شیخ فانی تھے سیاحت اور ریاضت بہت کی تھی اور بہت سے اولیاء عصر سے ملے تھے اکثر خاموش اور استغراق مین رہتے ہر شخص سے باتین کم کرتے تھے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا میرے حال پر کمال التفات فرمایا اور کلام فیض انضمام سے بہت مستفیض کیا فرمایا کرتے تھے مجھے ایک لڑکے کا انتظار ہے وہ آلے تب دُنیا سے رخصت ہون چنانچہ حق تعالی نے بڑی عمر مین اُنکو لڑکا عطا فرمایا جس دن لڑکا پیدا ہوا خادم سے کہا گھر مین جو کچھ ہو لے آ تاکہ خدا کی راہ مین دیدون کیونکہ وعدہ یہی ٹھیر چکا تھا خادم نے عرض کیا گھر مین تھا کیا کہ حاضر کردون فرمایا تھوڑا بہت

جو ہولے آغرض دو تین سیر غلہ اور ایکد وپٹا ناکپڑا برآمد ہوا وہ فقرار کو دیدیا اوس کے بعد ذوق سماع پیدا ہوا فرمایا مطرب کو لاؤ اور سرود سنواؤ - عرض کیا گیا آپ کے پاس کیا ہے جو مطرب کو دینگے ارشاد کیا یہی دستار و چادر جو میرے جسم پر ہے دیدونگا اسی اثنا مین ایک دوست کے مکان پر تشریف لے گئے اُس کے ہمسایہ مین سرود ہو رہا تھا سینہ مین جو آگ دبی ہوئی تھی سماع کی آواز سنتے ہی ایکبار گی بھڑک اوٹھی دل و جگر شمع کی طرح پگھل کر روزن چشم سے بہنے لگے کسی نے کہا ہے ؎

ہے وہ ہی ایک آتشِ عشقِ ستم نژاد	میرے جگر مین شمع کے سر پہ لگی ہوئی

گریہ اور حال طاری ہوگیا جب بے اختیاری اور بیخودی غالب ہوئی مکان پر لائے تھوڑا قیلولہ کرکے اوٹھے فرمایا جمعہ کا دن ہے حجام کو بلایا غسل کیا کپڑے بدلے خوشبو ملی نماز جمعہ ادا کی قرآن مجید کا وظیفہ پڑہا اور یارون سے وداع ہوکر داعی اجل کو لبیک اجابت کہتے ہوئے عالم قدس کو سدہارے سوگئے اور واصل بحق ہوگئے - ۹۰۹ ہجری مین آپ کی وفات ہوئی بظاہر مرنا تو سب کو ہے پر جس نے خالق برحق کے عشق مین موتوا قبل انتموتوا کا مزہ چکھ کر ہستی موہوم کو مثل حرف غلط صفحۂ خاطر سے مٹا دیا اُس کی موت فرضی موت ہے اور اُس کا مرگ حیات جاودانی ہے ؎

رفتن از دار الفنا باشد بہر کس ناگزیر	لیک مرد آن ست کو مقصود حاصل کرد و رفت

حضرت مخدوم بزرگان واکابر خاندان چشت واہل بہشت سے تھے یہی وجہ ہے کہ ذوق و شوق سماع آپ پر غالب تھا خداوند تعالیٰ نے مخدوم صاحب کی نسل مین برکت دی تھی قصبہ طیبہ دہامد مین یہ جماعت ابتک پائی جاتی ہے -

مین سمجھتا ہون کہ نسب پر فخر کرنا سراسر جہالت اور عین حماقت ہے ؎

امتیازِ شرفِ آدمیان از حسب است	بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی است ؎
از نسب نیست نسبتِ مردم	ہر کسے را بذاتِ خود شرف است
شرفِ دُر بجوہرِ خویش است	نہ زپاکی گوہر صدف است

پر عجب و استکبار اور خود نمائی و پندار سے نہین بلکہ بنحوائے[۵۱] وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تم
و بحسب[۵۲] فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[۵۳] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اس گذارش کی جراءت کرتا ہون کہ یہہ بندۂ ناچیز کمترین بارگاہ صمد
د فیض احمد مسودۂ اوراق ہٰذا حضرت مخدوم صاحب کی اولاد مین شمار ہے اور بوجہ
اپنے کمال ناقابلیت و بے ہنری کے اس اظہار سے نہایت شرمسار ہے ؎

نسبتِ خویش بوسے کردم و بس منفعلم		زانکہ او ز اہل صفا باشد و من پرکدرم

سلسلۂ نسب اس عاجز کا تیرہ واسطون سے مخدوم صاحب کے ساتھ ملتا ہے
جس کی تفصیل شجرۂ ذیل (یعنی صفحہ ۵۲) مین درج ہے

---

[۵۱] ترجمہ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ۱۲ پارہ ۳۰ سورۂ ضحیٰ [۵۲] ترجمہ یاد کرو احسان
اللہ کے شاید تمہارا بھلا ہو ۱۲ پارہ سورۂ اعراف رکوع ۹ [۵۳] ترجمہ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا احسان
اپنے اوپر ۱۲ پارہ ۲۱ سورہ احزاب آغاز رکوع ۲ –

شیخ یحیٰ ملقب بندگی شیخ اچھن دہلوی مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہٗ العزیز
کے فرزند رشید ولیؔ مادرزاد اور صاحب نعمت خداداد تھے فضائل و کمالات اُن کے مستغنی
عن البیان ہین۔ تمام عمر دارالخلافت دہلی مین بیاد الٰہی زاویہ طاعت مین نہایت عظمت و
برکت کے ساتھ بسر کی اور خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت فرماتے رہے حضرت کے فرزند ارجمند
شیخ بڈھ بھی اکابر روزگار سے تھے لیکن طریقہ سجادگی اختیار نہین کیا سلاکِ دل بپایہ دولت
بکار پسند فرما کر مصاحبت سلطان عہد کو پردۂ روے کار بنایا اور علم عظمت و اشتہار بڑھایا
ریاست **کول** حاصل کی اور سند حکومت لیکر (دہلی) سے (کول) آئے وہین توطن
کیا عمر گرامی بجمعیت ظاہر و تقدیس باطن اُسی جگہہ بسر کی۔ محمد عمر خان و جلال خان پسران
شیخ بڈھ و محمود خان پسر محمد عمر خان و محمد سعید خان ابن محمود خان و محمد خان فرزند محمد سعید خان
وغیر ذالک سب نامآور و معظم وقت تھے ایک مدت تک اِن کی اولاد (کول) مین بامارت
و ریاست حاکمانہ طور پر جاگزین رہی۔ پھر بحسب اسباب جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی گئے اور ہمیشہ
ہمیشہ انسان کو پیش آتے رہتے ہین کول سے ترکِ اقامت کرکے کچھہ دہلی وطن قدیم اور کچھہ (مارہرہ)
وغیرہ جا بسے چنانچہ محمد خان بن محمد سعید خان نے (مارہرہ) مین سکونت اختیار کی اِس مختصر مین
اپنے اپنے موقع و محل پر اُن کی اولاد کا ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعٰ۔

شیخ محمد المعروف شیخ محمد عاشق سنبھلی سلسلۂ عالیہ قادریہ مین بڑے صاحب
ذوق و وجد تھے آغاز حال مین ریاضت و مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُن کی دلفریب تھی جب
کیفیت حال کا غلبہ ہوتا کچھہ گایا کرتے اوس وقت کل حاضرین مجلس پر رقت و بیخودی طاری
ہو جاتی تھی مولوی عبدالقادر بداؤنی اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین منتخب التواریخ مین
اونھون نے لکھا ہے کہ ابتک اُن کے سماع کا اثر میرے دل پر باقی ہے ابتداءً کسب علوم ظاہری
کرکے چندے افادہ طلباء مین مشغول رہے پھر حقیقت کی طرف مائل ہوگئے مظاہر صوری و عشق
مجازی کے ساتھ بھی اُنکو تعلق تھا بہت بے چین اور بے تاب طبیعت پائی تھی خلقت کی مرجع

وذم اور رد وقبول کی پروانکرتے تھے اسیوجہ سے شیخ محمد عاشق ان کا نام مشہور ہوگیا تھا جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کے مشایخون مین تھے ۹۸۵ھ ہجری صلعم مین واصل بوصال حق ہوئے **ششم از شوال** تاریخ وفات ہے۔

خواجہ مبارک دہلی کے مشایخون مین تھے سلطان عہد جلال الدین اکبر بادشاہ نے باستماع فضایل وجامعیت کمالات ملنے کی خواہش ظاہر کی آپ بحکم [۱] اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم ملاقات کو تشریف لے گئے بادشاہ نے خیر مقدم کہا اور کمال شادابی کیساتھ ملکر ان کے سخنان دلنشین سے بہت محفوظ ہوا ان کے بیٹے **حافظ شیخ بھکاری** مقتدائے وقت تھے دہلی سے ترک سکونت کر کے سنبھل جا رہے قرآن شریف ایسے دلکش لہجہ سے پڑھتے تھے کہ سننے والون پر بیخودی چھا جاتی تھی سید کمال واسطی سنبھلی نے کتاب (اسراریہ) مین نقل کیا ہے کہ اون کے وقت مین ایک بزرگ نے جو صاحب دعوت تھے جن کی تسخیر کے واسطے عزیمت پڑھی جن کی حاضری مین وقفہ ہوا جن جب حاضر آیا صاحب عزیمت نے دیر رسی کا سبب دریافت کیا جن نے کہا سنبھل مین حافظ بھکاری اپنے دروازہ پر قرآن شریف پڑھ رہے تھے مین اونکی صوت دلربا سنکر بیخودانہ وہین رہگیا ان کی آواز مین کچھ ایسا دلکش افسون تھا کہ جنبش کی قدرت نرہی جب وہ خاموش ہوئے اور تلاوت ختم کر چکے تب مین چل سکا حسن صوت انکا مثل کرامات تھا ۱۰۰۰ھ مین رحلت فرمائی **یا حافظ** تاریخ وفات ہے ان کے فرزند **خواجہ عماد الدین** حافظ قرآن وقاری خوش الحان تھے۔ عہدہ خطابت جامع مسجد سنبھل جو منجملہ خدمات بارگاہ سلطانی تھا باستحقاق وفضایل انکو عطا فرمایا گیا منشور فیض نشور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدرہ ۹۶۶ھ جو سندا دیا گیا ہے اوس مین حافظ صاحب موصوف کو بالقاب فضیلت مآب تقوی شعار صلاح آثار یاد کیا گیا ہے۔ بندۂ عاجز **فیض احمد** مسود اوراق ہذا عرض کرتا ہے کہ یہ خاندان گذشتہ زمانہ مین برابر روشناس بارگاہ سلاطین رہا ہے بہت سے فرمان عطائے سیورغال ومدد معاش

---

[۱] ترجمہ اطاعت کرو اللہ ورسول کی اور جو تم مین صاحب حکومت ہون ۱۲

وسند خطابت وامامت عیدین ومسجد جامع واقعہ اندرون قلعہ سنبھل جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان کے بزرگون کو سلاطین تیموریہ سے بالترتیب ملتے رہے ہین سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین اس ہیچمدان نے سنبھل جاکر خود معائنہ کئے ہین چنانچہ فرمان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدرہ سنہ ۹۶۶ھ مندرجہ بالا بنام حافظ عماد الدین ولد حافظ سرکاری و فرمان نور الدین جہانگیر بادشاہ مجاریہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری بنام عبدالمومن وعبدالواحد و سنہ ۱۰۳۶ھ بنام فتح اللہ و فرمان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران سنہ ۱۰۶۲ھ بنام محمد شفیع و فرمان اورنگ زیب عالمگیر بنام قاضی عبداللہ خان و شیخ جمال محمد خطیب و فرمان محمد شاہ مورخہ دہم رجب سنہ دویم جلوس بنام محمد وزیر برادرزادہ شیخ جمال محمد نبیرۂ حافظ عماد الدین و فرمان شاہ عالم سنہ پنجم جلوس بنام محمد لطیف ورثہ حافظ عماد الدین و فرمان فرخ سیر سنہ ہفتم جلوس بنام نذر محمد ورثہ شیخ رفیع الدین خطیب ہے۔ فرمانون کے مضمون اور کتبہ منظومہ سے جو پتھر مین کھدا ہوا دیوار پیش طاق مسجد قلعہ سنبھل مین نصب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد عالیہ خلد آرامگاہ بابر بادشاہ کی یادگار ہے مصرعہ یکم از شہر ربیع الاول۔ آخیر مصرع اُس قطعہ کا ہے جو مسجد مین نصب ہے اُس سے سنہ ۹۳۳ھ نکلتے ہین ہرچند کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وقت مین خطابت وامامت کا کوئی سرکاری عہدہ نہین رہا پر اب بھی خطابت عیدین اسی خاندان مین چلی آتی ہے شیخ عبدالغفور شیخ جمال الدین کے بیٹے اور حافظ عماد الدین کے پوتے حضرت خواجہ باقی باللہ ملقب بخواجہ بیرنگ قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے نسبت قوی واستغراق کلی تھا طریقت ومعاملت کے ساتھ جذب کی کیفیت طاری تھی۔ خواجہ خسرو ابن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہما جناب شیخ کی زبانی نقل فرماتے ہین کہ ایک روز مسجد فیروزی مین شیخ مراقب تھے دیکھتے کیا ہین کہ اکابر سلسلۂ نقشبندیہ وچشتیہ وغیرہ کا مجمع ہے بزرگان نقشبندیہ تو متوجہ بذات بحت ہین اور اکابر چشت متوجہ بذات باقی متوجہ بصفات ہین مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کے سامنے سے گذرا حضرت خواجہ نے فرمایا صاحب یہان آؤ تا کہ ہم تمکو کچھ عنایت کرین اتنے ہی مین خواجہ بیرنگ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ ہمارا ہے اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی مجکو

اس کیفیت سے افاقہ ہوگیا پر استبا کا تردد رہا کہ وہ کیا چیز تھی جو خواجہ صاحب مجکو دینا چاہتے تھے چار روز بعد خواجہ قطب الدین صاحب رح کی رویت حاصل ہوئی مین نے دریافت کیا حضرت وہ کیا چیز تھی جو مجکو آپ عنایت فرماتے تھے فرمایا (وہ سوز جو تیرے سینہ مین ہے) فقط بالجملہ شیخ منتہی اور مستقیم الاحوال تھے اکثر سنبھل کے لوگ زیارت کو جاتے الّا دیر تک بیٹھنے کی اجازت نہتی معرفت وطریقت کی باتین برملا نہ کہتے جو کوئی پوچھتا تو تجاہل فرماتے اور کسی بزرگ کی طرف منسوب کرکے کچھہ کہدیتے سچ ہے مصرعہ دانائے راز ہا راز یبا بود تجاہل ۔

خلوۃ مین کنایتہً کچھہ کچھہ بیان فرمایا کرتے تھے اور خواجہ بیرنگ کی حکایتین بلطافت خاص ادا کرتے جمادی الاول سن ایکہزار وسٹھہ ہجری مین عالم باقی کو رحلت فرمائی اور سنبھل مین اپنے دروازہ پر مدفون ہوئے سید کمال سنبھلی نے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے **قطعہ تاریخ وفات**

چو از دار فنا عبد الغفور آنکہ ؎ بزرگ کامل و شیخ زمان رفت
بجان اہل ذوق وشوق وعرفان ؎ بسا افسوس و فریاد وفغان رفت
ہمین ہمت بہ بیرنگ خواجہ ؎ ہمہ عمرش چو عمر عارفان رفت
چو پرسیدم ز دل تاریخ فوتش ؎ بگفتا قطب سنبھل از جہان رفت

شیخ عبد الواسع بن شیخ عبد الغفور نہایت ذکی خوش طبع فاضل جیّد اور علم خداقت مین بے نظیر وقت تھے ایام شباب مین سنبھل سے دہلی جاکر حضرت خواجہ خرد قدس سرہ کی خدمت مین اکتساب فضایل کیا ایک مدت وہین رہے بعد مین سنبھل کو مراجعت کی سالہا دراز مسند درس پر جلوہ افروز رہکر افادۂ خلق فرمایا کہ ۱۰۶۶ھ مین وفات پائی اپنے پدر بزرگوار کے مزار کی برابر مدفون ہوئے ۔

شیخ رفیع الدین برادر خرد شیخ عبد الغفور پیر روشن ضمیر روشن لقا صدر نشین عہدہ خطابت مسجد جامع سنبھل تھے آواز پر درد اور طبیعت ذوق وشوق معنوی سے بہرے ہوئے تھے خطبہ ایسے دردناک لہجہ سے پڑھتے کہ سُننے والے کانپ اوٹھتے (اسراریہ) مین لکھا ہے کہ

شیخ محمد عاشق سنبھلی کے عرس مین قوالون نے ہندی غزل پڑہی شیخ نے تواجد کیا اور وہ حالت شیخ کی ساری مجلس پر چھا گئی سب بے اختیار اور از خود رفتہ ہوگئے اکثر شیخ کی حالت ایسی ہی ہوا کرتی تھی

شاہ شہباز سنبھلی کاملان اکمل و اکابر متاخرین سنبھل سے تھے آغاز شباب مین بوضع سپاہیانہ اپنے وطن سے (مارہرہ) آئے اور حضرت سید شاہ آل محمد[۱] قدس سرہ کی خدمت سے مستفیض ارادت ہوئے ایک ہی نگاہ مین گرفتار معاملہ ہوگئے دنیا سے بالکل قطع علایق کردیا خانقاہ معلی مین رہنے لگے مبادی سلوک مین بمصداق آیہ جاہدوا[۲] فی سبیل اللہ حق جہاد بڑی مجاہدی اور شاقہ ریاضتین کین جب حال کا غلبہ ہوا مست و سرشار پھرنے لگے عید کے دن خرقہ حصیر کہنہ زیب تن اور منہ کو سیاہی سے روشن کرکے نماز کو جاتے اور اکثر بحسب[۳]

چاک دامن خاک بر سر لشکر سواران پیش و پس		رخصت اے ناموس دیگر طمطراق آمد بیاد

گدہے پر سوار لڑکے خاک اوڑاتے پتھر برساتے ہوئے ساتھ ساتھ کوچہ و بازار مین گشت فرماتے بالآخر جب خوب خاک اوڑالی متوجہ نظر کیمیا اثر پیر روشن ضمیر محویت سے حالت صحو مین آئے سلوک تمام کیا کاملین راہ سے ہوگئے ترک و تجرید مین فرد تھے پابند تاہل نہین ہوئے سند خلافت حضرت سید شاہ حمزہ خلف الصدق حضرت سید شاہ آل محمد قدس اللہ اسرارہما سے پائی جناب سید شاہ حمزہ صاحب نے کتاب کاشف الاستار مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہ شہباز ولی مادرزاد تھے امراء کی ملاقات سے نفرت تھی اتفاقیہ ملجاتا تو بے رو رعایت پند و نصایح سے پیش آتے نذر و فتوح کسی سے نہ لیتے مرید کم کرتے لیکن مرید اور طالب اچھے بہم پہونچاتے تھے جس کو مرید کیا پہلے اوس کی جوہر قابلیت و استعداد کو جانچ لیا جس کو طالب صادق جان لیا اور ہونہار پایا اوسی کو

---

[۱] سید شاہ برکت اللہ مارہروی کے فرزند و مرید و خلیفہ و جانشین و واصل بحق ہین ۱۸ رمضان ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوئے لفظ ظہور تاریخ تولد اور مصرعہ ظہور آل محمد ز برکت اللہ، سجع خاتم ہے۔ ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ کو انتقال فرمایا۔

[۲] ترجمہ کوشش کرو خدا کی راہ مین جیسا کہ حق ہے کوشش کرنے کا ۱۲ [۳] جمال صورت و کمال معنوی آپکی ذات مین

مولوی شاہ محمد حنیف میرٹھی

اصلی نام مظفر حسین تھا سلسلۂ نسب یہ ہے مظفر حسین بن حافظ محمد جعفر بن محمد مقیم خان بن محمد کبیر خان عالم متبحر و فاضل ہمہ دان وصاحب تقویٰ و تشرع تھے ہمیشہ درس وتدریس وافادۂ خلق اللہ مین مصروف رہتے اور حجرۂ مسجد مین قیام رکھتے ناگاہ ایک درویش آیا اور کہا رسول[ا] شاہ بلاتے ہین اُس صوت ہادی کے سُنتے ہی طبیعت بے چین ہوگئی سب سے قطع تعلق کرکے جذب طلب مین جا دئیے ؎

بگیر رسم تعلق دلا ز مرغابی
کہ چون ز آب بر خاست خشک پر بر خاست

اور منزلین طے کرتے ہوئے اُس ہادیٔ گمشدگان کے نقش قدم پر جا گرے جمال فیض بار کو دیکھتے ہی محویت تامہ غالب ہوگئی علوم رسمی صفحۂ خاطر سے محو دھو کرکے سبق باطن مین مشغول ہوگئے تمام عمر عالم جذب مین گذاری ؎

ایک ہی کافر تھی چشم مست ساقی انجشار
اک اشارے مین وہ سارا اتقا جاتا رہا

اُس بیخودی وشورستی مین تصرفات قوی ظاہر ہوتے اور بیک نگاہ عقدہاے مالاینحل کھول دیتے سید عسکری جناب سید حسن رسول نما کے نواسہ شروع مین چاکری پیشہ سپاہی وضع تھے ایکبار مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی
در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

بس اُن کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا اپنے دادا کی قبر پر جا بیٹھو فوراً مست بادۂ الست ہوکر بحالت جذب دہلی آئے اور پابجولان ہوکر حضرت سید حسن رسول نما کے مزار منور پر بیٹھے رہتے تھے جلال ایسا تھا کہ نگاہ بھر کر کوئی انکے چہرے کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ ١٧ شعبان ١٢٠٠ ہجری صلعم بمقام الور انتقال کیا اور (فیروزپور جھرکہ) مین مدفون ہوئے ان کی نسل آگے

[ا] سید عبد الرسول عرف رسول شاہ شاہ نعمت اللہ کے مرید اور ترک وتجرید مین فرد کامل تھے رسول شاہیون کا سلسلہ انہین سے جاری ہے سلسلہ بیعت وطریقت خاندان سہروردیہ مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے ساتھ ملتا ہے ١٢ آثار الصنادید باب ٤ —

نہین چلی گاہ گاہ بعالم جذب اشعار ابدار زبان پہ جاری ہو جاتے تھے مثنوی گیان چوسر بطریق تصوف وشرح گلستان ان کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار انہین کے ہین ؎

دل بے خطرہ مظہر ذات است		بحر بے موج عین مرات است
خدا اگر چہ جوئی تو خود را بجو	؎	چو خود را بیابی توئی جملہ او
تو ببین خود زراسرہو یکنفس	ایضاً	تا بدانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی خود مقیم اندر بدن	״	کے شدی قایم ز خود دیوار تن
گر نبودی باغبان در باغ تن	״	کے شدی رونق بہار این چمن

مولانا کی وفات کے بعد **شاہ فدا حسین** اُن کے سجادہ نشین ہوئے شاہ فدا حسین کا نام خواجہ نجیب الدین ہے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی اولاد سے تھے علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل اپنے پیر روشن ضمیر سے کی تھی تصوف خوب جانتے تھے فصوص الحکم وغیرہ مشکل کتابین آسانی سے پڑہاتے تھے ۱۸ برس کی عمر مین فقر اختیار کیا الور مین بحضور مرشدی بڑی بڑی محنتین مشقتین اٹھائین بالین وبستر کی جگہہ سنگ وخشت کے سوا کچھہ نہتا ترک وتجرید و زاویہ گزینی مین فرد کامل تہے سلوک کے ساتھہ کچہہ جذب بہی تہا بعض واقعات کے سبب الور سے دہلی چلے آئے تھے چالیس برس کامل ایک حجرہ مین بیٹھے رہے راجہ بنی سنگہ والی الور نے بالحاح واصرار پہر بلا لیا۔ ۱۰ محرم ۱۲۵۹ ہجری بمقام الور انتقال کیا وہین دفن ہوے صاحب خرق عادات تھے تبت۔ سراندیب مشہد مقدس وغیرہ دور ودراز ملکون مین اُنکے خلفا پہیلے ہوئے تھے گاہ گاہ مثل پیر عالم جذب مین اشعار موزون کیا کرتے تھے مثنوی (دبن سرمو) ان کی طبعزاد ہے بعضے معتقدین نے اوسکو جمع کیا ہے اُن کے بعد اُن کے خلیفہ **شاہ توکل حسین** جو فنافی الشیخ کا مرتبہ رکہتے تھے زیب دہ سجادہ ہوئے ۱۲۶۲ ہجری مین رحلت کی الور مین دفن کئے گئے اون کے بعد **رنگ علیشاہ کنبوہ باشندہ میرٹھ** جانشین ہوئے انکا اصلی نام رکن الدین اور باپکا نام غلام زین العابدین تہا مولوی شاہ محمد حنیفہ کے حقیقی

دو تین مہینہ وہان رہکر اور ارشاد مرشد بجالاکر مراجعت کی شغل یادکرد و دید بتایا گیا
ایک ہفتہ مین اُس کے اثر سے عالم بیرنگی و بیخودی نمایان ہوا استغراق کلی ہوگیا انوار تجلیات
الٰہیہ دل وجان پر غالب ہوگئے خودی جاتی رہی پھر تین اربعین تمام کرائی گئین بعد اتمام
مراتب سلوک کاملین وقت سے ہوئے ہدایت و رہنمائی خلق اللہ و طاعت وعبادت مین مشتغل رہے
اور بامتثال امر اقدس پیر روشن ضمیر وطن جاکر اپنے کنبہ قبیلہ مین سنت نکاح ادا کی اولاد نواب
خیر اندیش خان نے میراث موروثی کا حصہ چاہا چونکہ حق شرعی مسلم تہا وہ دینے کو راضی ہوئے تب
انہون نے کہا مین نے اپنے دست تمنا کو حب میراث دنیوی سے اب فقر و فنا دہو ڈالا ہے مجکو
اس کی عوض صرف موئے مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدیا جاوے گو سب کو وہ
عزیز تہا اور دینے مین تامل ہوا لیکن بہرحال انکو ملا اور حق بحقدار رسید کا مضمون ظاہر ہوا انہون
نے اپنے مرشد کے نذر کیا حضرت مرشد نے اس سے قبل واقعہ صادقہ مین دیکہا تہا کہ حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ہمنے اپنا موئے شریف تمکو عنایت کیا آپ آداب بجالائے
اور بشارت جانفزا سے بشاش ہوکر اس عطیہ کبریٰ و موہبت عظمیٰ کے امیدوار و منتظر تہے کہ یہ
سبیل اُس کے پہونچنے کی ہوئی چنانچہ اب تک وہ موئے مبارک مع دیگر تبرکات کاشانہ فیض
نشانہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود ہے سال مین دوبار تمام خلقت زیارت سے مشرف ہوتی ہے
بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بہی متعدد مرتبہ اُس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اس موئے شریف
کی تصدیق وصحت کی بہی دو بڑی سندین ہین ایک تو یہ کہ حضرت سلطان العاشقین برہان الواصلین
سید شاہ برکت اللہ صاحب رح کو بشارت نبوی صلعم ہوئی دوسرے اس سے پہلے نواب خیر اندیش
خان کا حضور رسالت آب صلعم سے مبشر ہونا جیسا کہ انکی ذکر مین مذکور ہوا بالجملہ شاہ روح اللہ
علوم صوری مین بہی صاحب استعداد تہے طبیعت موزون تہی فارسی و ہندی مین صاحب تصنیف
و تالیف تہے فارسی مین دیوانہ اور ہندی بہاکہا مین اجان تخلص کرتے تہے ۱۱۲۳ ہجری صلعم
مین راہی جنان ہوئے انکا مزار (مارہرہ) مین پائین روضہ حضرت صاحب البرکات زیر دیوار

احاطۂ درگاہ شریف ہے انکے کلام سے ذوق وشوق وآزادی ومحویت ٹپکتی ہے تہوڑا سا کلام کتاب آثار احمدی مصنفہ حکیم عنایت حسین مارہروی سے وقف بیان کیا جاتا ہے

مثنوی در وصف پیر روشن ضمیر

ز برکات الہ از من چہ پرسی
کنند از خرمن او خوشہ چینی
ہزاران ہمچو من نالان بکویش
بدانم ذات پابرکات دیدم

کمینہ چاکر او عرش وکرسی
چہ تاثیر ہست در جامش نگارا
بسا پروانہا برشمع رویش
بود تا در جہان آیاتے از ذات

ہم از مہ تا بماہی ہرچہ بینی
مرا برد و بمن آورد ما را
من او را ذات بابرکات دیدم
من وورد زبانم نام برکات

غزل

بہ بزم بیخودی ما بہ بین خدائی ما
نمی کنیم بآئینۂ سکندر رو
زآب آبلہ ام خار دشت تازہ تر است
غنی تر یم سر مفلسی سلامت باد
ز سنگ طفل بود دیوانہ بارش زگست

نہان بہ پردۂ عجز است کبریائی ما
شکستہ جام جم این کاسۂ گدائی ما
چہ فیضہا کہ ندارد برہنہ پائی ما
ز صرف کم نشود گنج بے نوائی ما
ہمیشہ تازہ بود جامۂ حنائی ما

غزل

کے بود تکلیف کعبہ ساکن بتخانہ را
عاشقان را ہیچ رنج از طعن بدگو نیست
بجز خمار ز کوثر نصیب زاہد نیست
نہ خود بخود من دیوانہ گشتہ ام رسوا

فرض سنت نیست واجب این بتخانہ را
خار نتواند کہ تنگ آرد دل ویرانہ را
ص ببین تو نقد فرح بخشی مدام مرا
بتان بغمزہ گرفتند ننگ ونام مرا

توبہ را در عشرت آباد دل من بار نیست ص خانۂ عشق ست اینجا جائے استغفار نیست

سینہ ریشم مرہم ویرانی خواہد دلم ص لالہ داغم نرگس بیماری خواہد دلم
دعوئ میراث مجنون می سزد دیوانہ را ص کز دل شوریدہ وارث نامہ دارد در بغل

داخل سلسلہ کیا سکنا سنبھل مین اُن کے تصرفات مشہور ہین ربیع الاول ۱۲۰۱ھ ہجری مین رحلت
کی سنبھل اپنے مکان کے احاطہ مین مدفون ہوئے مزار پر عمارت پختہ گنبد دار تعمیر ہے۔ سید شاہ نصرت علی
سادات بارہہ مین سے ان کے خلیفہ و جانشین نہایت خوش اوقات و صاحبدل تھے اُن کے
بعد شاہ علیم اللہ اُن کے برادرزادہ سجادہ نشین ہوئے اونپر سجادگی ختم ہوگئی شاہ علیم اللہ کی
اولاد دختری سنبھل مین موجود ہے شیخ احمد علی جو سنبھل مین ایک متواضع و مہمان نواز مشہور شخص
تھے وہ شاہ علیم اللہ کے نواسہ تھے۔

شاہ سلیم بن محمد جہانگیر بن دیوان عبدالمومن سنبھلی شاہجہانی اہل اللہ
مین سے تھے سلوک کے ساتھ جذب کی بھی کیفیت تھی اہل سنبھل مین اُن کے خوارق و کرامات مشہور ہیں

شاہ نصیر الدین بن رفعت اللہ بن محمد جہانگیر سنبھلی نہایت خوش نہاد پاک
اعتقاد و صاحب وجد و حال تھے شوق طلب مین بعد گردش بسیار و خاک بیزی ہر در و دیار بہ
وساطت حافظ برہان علی جو اُن کے اقربا مین سے تھے حضرت محبوب الاولیا سید شاہ حمزہ مارہروی
قدس سرہ کی خدمت مین حاضر آئے و داخل طریقت ہو کر بترتیب بلباس صوفیہ ہوئے پہلے شیخ نتھن
نام تھا اب شاہ نصیر الدین خطاب پایا علم جفر و تکسیر و دعوت اسما و اعمال حاضرات و تسخیر اجنہ مین
یکتائے روزگار تھے آخر عمر تک خانقاہ عالی مین تعویذ نگاری و شجرہ نویسی و ادائے طاعات و
عبادات مین مصروف رہے نوّے برس کی عمر پائی ۱۲۲۰ھ ہجری صلعم مین بمقام مارہرہ
انتقال فرمایا۔

شیخ حبیب میرٹھی ابن شیخ صدر الدین عرف صدر جہان اکابر وقت یاران خاص
حضرت شاہ[۵۱] العالمین شاہ عبدالرزاق جھجانوی قدس سرہ العزیز سے تھے مرشد کو ان کے ساتھ
عنایت خاص تھی فرمایا کرتے تھے (حبیب حبیب ماست و حبیب خداست) انکا مزار شہر میرٹھ مین
اندر احاطہ مقبرۂ شیخ عماد و نواب ابو محمد خان کے ایک مختصر گنبد مین جو سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے

---

۵۱ شاہ عبدالرزاق رح شیخ محمد حسین کے مرید و خلیفہ اور مشائخ قادریہ مین بڑے صاحب کمال اور بواسطہ حضرت امام
پاک ؑ سے ماذون و مشار تھے پہلے علم کا شوق تھا پھر عشق و محبت غالب ہوگیا ۹۴۹ھ مین انتقال فرمایا ۱۲۔

واقعہ ہوا ہے محراب بالین پر لفظ روضۂ حبیب جس مین تاریخ وفات نکلتی ہے اور لوح تربت پر کلمۂ طیبہ پتھر مین کندہ ہے شیخ عماد اُن کے حقیقی بھائی تھے اور ابومحمد خان شیخ عماد کے بیٹے امراء شاہی مین تھے اُنکا ذکر اپنی جگہہ کیا جائیگا۔ ان کی اولاد کا سلسلہ ہنوز میرٹھ مین موجود ہے اِن سے ساتوین پُشت مین شیخ احمد حسین ایک معمر بزرگ عہدۂ تحصیلداری سے پنشن پاتے ہین طول عمر ثقل سماعت امراض جسمانی ضعف قویٰ نے مضمحل کر دیا ہے تاہم نہایت خندہ رو خوش صحبت اور از حد خلیق و با مہر شخص ہین۔

شاہ روح اللہ رئیس میرٹھ واقربائے نواب خیر اندیش خان سے تھے محمد مسعود نام تھا اپنے بڑے بھائی محمد مودود کے ساتھ بغرض اصلاح اپنی جاگیر کے جو (مارہرہ) اور (ملرام) مین حضور شاہی سے مقرر تھی آئے تھے حضرت سلطان العاشقین سید[1] شاہ برکت اللہ الملقب صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوئے بمجرد معائنہ جمال باکمال جذبۂ شوق الٰہی نے اپنا کام کیا ؎

دل را بہ نگاہے برد جانانہ چنین باید
یک جرعہ خراب کرد پیمانہ چنین باید

فوراً جاہ و مکنت و جاگیر و امارت سے دستکش و دل برداشتہ ہو کر ملازمت آستانۂ قدسی اختیار کی اور مثل ابراہیم ادہم رح فقر و فاقہ کے ساتھ مجاہدات نفس مین مشغول ہوئے ایک ہفتہ کے بعد حکم ہوا کالپی جاؤ اور مرشدان طریقت کے عتبات عالیات کی جاروب کشی کرو آپ سے پہلے پیادہ پا چلنے کا کبھی اتفاق نہوا تھا پانچ چھہ کوس چلکر پیرون مین چھالے پڑگئے بہر حال اُفتان و خیزان جیسے بنا کالپی پہونچے ؎

بخور عاشق گر ست سودائے عشق است
نخستین میہمانی ہائے عشق است

[1] میر عبد الواحد بلگرامی کی اولاد مین تیسری پشت سید عربی و سید لطف اللہ عرف شاہ لدّھا بلگرامی کے مرید و مستفیض و جناب غوثیہ سے دم بدم فیضیاب تھے اخیر عمر مین سید شاہ فضل اللہ کالپوی سے تبرکاً شاغل خلافت لی تھی عشق آپ پر غالب تھا [illegible] مین پیدا ہوئے شایق خوبان تاریخ ولادت ہے ۱۰ محرم روز عاشورہ ۱۱۴۲ ہجری صلعم مین رحلت کی فارسی مین عشقی و ہندی مین پیمی تخلص فرماتے تھے کلام آپکا حقایق و معارف سے مملو ہے دیوان مثنوی اکثر رسایل آپکی یادگار ہین ۱۲ ف

بھتیجے تھے۔

شاہ غلام حسین مولوی شاہ محمد حنیف کے چھوٹے بھائی باشندہ میرٹھ تھے جب انھون نے اپنے فاضل بھائی کے تغیر حال کا افسانہ سنا اس غم و غصہ مین خیال کیا کہ ایک رند مشرب غیر مقید نے میرے دانشمند بھائی کو بزور افسون گری دیوانہ بنا دیا ہے رسول شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہو کر الور کو چلے سواد الور مین پہنچتے ہی وہ سودا غیض و شور و غضب سر سے نکل گیا نیاز و خاکساری خود بخود دل مین گھر کرنے لگے سوچے یہ کہ فقیر کے پاس جاتے ہین خالی ہاتھ جانا مناسب نہین شاہ صاحب کا میل خاطر دریافت کر کے کچھ ہدیہ ساتھ لیا اور نیازمندانہ سامنے جا رکھا سارا طمطراق بھول گئے اور ایک ہی نگاہ گرم مین لباس ہستی و جامہ خودی جلا بیٹھے ؎

کرنے گئے تھے اُن سے تغافل کا ہم گلا	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

سب تعلقات چھوٹ گئے اور سارے منصوبے پلٹ گئے جذب و مستی و سکر و محویت مین صحرا نوردی و بیابان گردی کرنے لگے پھر کسیقدر صحو و سلوک مین آ گئے تمام عمر الور مین گذاری قریب سو برس کے عمر پائی اُن کی نسل میرٹھ مین موجود ہے انکے پوتے **اشفاق حسین** خوش صحبت نیک سیرت تھے انکی انشا پردازی و حسن اخلاق کی تعریف کی جاتی ہے ایکو وقت مین سلطنت لکھنو کی طرف سے دربار گورنری مین اُنکو سفیرانہ تعلق ہو گیا تھا اب اُنکے بیٹے **حکیم مقرب حسین** ممبر میونسپل بورڈ میرٹھ با وجاہت شخص ہین بوستان خیال کی بعض جلدون کا انھون نے اُردو ترجمہ کیا ہے اخبار عالم اور پولیس نیوز کے مالک ہین شاہ غلام حسین کے تیسرے بھائی محمد صادق کے اولاد مین محمد صادق سے چوتھی پشت **حافظ حامد حسین خان** معززین میرٹھ مین ہین گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے آنریری مجسٹریٹ و ممبری میونسپل بورڈ کا اعزاز حاصل ہے سادہ مزاج بے تکلف خوش اخلاق ہین انکے والد **منشی الطاف حسین** کمشنری قسمت میرٹھ کے سررشتہ دار اور صاحب عز و وقار تھے

شاہ مسیح اللہ باشندہ میرٹھ سپاہی پیشہ تھے بیعت ہدایت ازلی برہان الواصلین حضرت

سیدشاہ آل محمد مارہروی سے مستفیض ببیعت ہوکر جویائے حقیقت ہوئے اور قطب الکاملین
سید شاہ حمزہ خلف الصدق سیدشاہ آل محمد سے خلافت حاصل کی مرشد کامل کی توجہ سے
واصل طریق خداشناسی ہوئے شغل نصیر ابجو اس طریق مین بہترین اشغال ہے خوب انجام
دیاتہا بحالت مشغولی بیخودی چھاجاتی اور سیاہی چشم بالکل چھپ جاتی ایک ایک پہر تک پتولئے
چشم اوسی حالت پہ رہجاتے اور دست وپاکو تشنج ہوجاتا تھا غرض خوب مالش کے بعد تلوین
سے تمکین مین آئے کلام پر اثر تھا اور باتین ایسی بامزہ وشوق انگیز ہوتی تہین کہ ہر شخص سُنکے
سخنان دلاویز سننے کو ہمہ تن گوش ہوجاتا تھا اکثر غلبہ حال مین باتین کرتے کرتے آنسو بہ نکلتے
ہچکی بندھ جاتی اور نعرہ ہائے دلگداز مارنے لگتے امراء وقت مثل نواب نجیب الدولہ و نواب
غازی الدین خان وزیر و دیگر اعیان زمانہ معتقدانہ پیش آتے و حاضر خدمت ہوتے تھے حضور
مرشدی سے شہر اٹاوہ مین رہنے کا حکم ملاتہا وہان استقامت کی حافظ رحمت خان افغان
روہیلہ اوسوقت ناظم اٹاوہ تھے وہ نیازمندانہ پیش آئے اور دو روپیہ یومیہ مصارف ضروریہ
کے واسطے نذر مقرر کیا شاہ متاہل تھے لہذا القبول لا رد و لا کد قبول فرمایا ناظم موصوف ہمیشہ اور
بھی خدمات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ حافظ رحمت خان حاضر خدمت ہوئے اور دوسری طرف سے
بخشی پہنچے بخشی نے دریافت کیا اسم شریف کیا ہے فرمایا گمناموں سے اسم و رسم کیا پوچھتے ہو

ازبے خبران خبر چہ پرسی نے روز مرانہ روزگارے	وزگمشدگان اثر چہ پرسی از ہیچ و منی وگرچہ پرسی

اوس نے مکرر خواہش کی فرمایا م س ی ح اللہ اور کچھ اس طرح کہا کہ حافظ و بخشی
دونوں کے دلپر چوٹ لگ گئی دونوں بے اختیار قدموں پر گر پڑے اٹاوہ مین انتقال کیا
وہین مدفون ہوے سن وفات معلوم نہین ہوا **نقل** ایک روز حضور مرشدی مین شاہ
صاحب نے عرض کیا کہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ دکن کے دربار مین ظہوری شاعر حاضر تھا
سر ریشاہی پر دیوان جامی کہا ہوا تہا ظہوری نے پوچھا کون کتاب ہے بادشاہ۔ دیوان جامی

قدس سرہ السامی ظہوری نے عرض کیا ہان جامی ایک ملان تھا باقی خیر صلاح بادشاہ نے فرمایا مولانا کے نسبت ایسا نکہو بہلا ایک شعر اپنا پڑہو ہم اُس کا جواب مولانا کے دیوان سے لینگے ظہوری نے اپنا یہ شعر پڑہا

رنگ سُرخ شفقے از مے گلفام ہست | رند دُرد دے کشم وطاس فلک جام ہست

بادشاہ نے بطور فال دیوان جامی کہولا عنوان صفحہ پر یہ بیت نکلی

چرخ را جام نگون دان کز مے عشرت تہی ست | بادہ از جام نگون جستن نشان ابلہی ست

جب بادشاہ کی نظر اس بیت پر پڑی ظہوری کی طرف سے مُنہ پہیر لیا اور اظہار ناخوشی کیا

شاہ عبدالہادی قصبہ مارہرہ کے رہنے والے ملتانی الاصل ہین عبدالصمد ملتانی کیساتھ چھ واسطون سے انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے محمود خان انکے جد جہارم ہین جو صاحب ثروت واقتدار تھے مارہرہ آئے چنانچہ اونکا ذکر اپنے محل پر کیا جائے گا اصلی نام معظم خان اور شاہ عبدالہادی پیر کا دیا ہوا لقب تھا حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے اسبق الخلفاء ہین سے ہین پہلے مثل اپنے بھائیون کے عظمت وشان سے بسر کرتے تھے جب درد طلب نے بیقرار کیا زبان حال یہ کہتے ہوئے مصرعہ کو مسیحا ناکن بیماری دل را علاج ؛ سلطان العاشقین کی خدمت مین حاضر ہوکر مرض دل کے علاج کے خواستگار ہوئے حضرت نے حالت صحیح پاکر شغل باطن مین لگا دیا تہوڑے ہی عرصہ مین **شغل محمودا** سے جو اس راہ مین طریق محمود ہے کشایش باطن ہوئی حجاب اوٹھ گئے انوار الٰہی چمکنے لگے بیخودی غالب ہوگئی نفس سے مجاہدہ کئے شیطان سے محاربہ کئے جنگل چھان ڈالا ہر خار بیابان سے یہ کہتے پھرے

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون | شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ایک روز کہانے کیوقت درویشان خانقاہ اُن کی تلاش مین جنگل گئے دیکہتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے مستغرق وست پڑے ہوئے ہین آفتاب تیز اور چہرہ کے مقابل تہا مار سیاہ اپنے کفچہ سے دہوپ پر رکھے ہوئے سایہ کئے کھڑا ہے فقیر سمجھے کہ آج ضرور سانپ نے ڈس لیا شاہ

نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ چہرہ کے مقابل اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے فرمایا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش | کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

سانپ سرک گیا سچ ہے ؎

ایمن از گرمیٔ خورشید قیامت باشد | ہر کہ در سایۂ دیوار تو خوابش ببرد

اوسی عالم جذب و مستی مین دائر و سائر دکن پہونچے وہان ایک کشمیری بچہ کے ساتھ تعشق ہو گیا چونکہ جذب صادق تھا لڑکا اپنا گھر بار چھوڑ کر ساتھ ہو لیا دکن سے دہلی آئے اور شاہجہان آباد پہونچکر متصل قلعہ شاہی انگوری باغ مین ڈیرہ جمایا خواص وعوام کا اژدحام ہوا اُمراء وزراء سب آنے لگے ایک مرتبہ بماہ رجب ۱۱۳۵ھ ہجری خود سلطان عہد محمد شاہ بادشاہ بشوق دست بوس حاضر ہوا اور کلام معجز نظام سے حظ وافر حاصل کیا نصائح دلاویز و پند دلپسند سے بادشاہ کو مسرت ہوئی زر نقد معہ کشتی پارچہائے نفیس اور ایک دیہہ سیر حاصل موسوم بہ (داورنی) پرگنہ مارہرہ مین بطور آل تمغا و مدد معاش نذر کیا حضرت سلطان العاشقین صحبت امرا و سلاطین سے نفور تھے اغنیا کو اول اپنے حضور مین بار نہ دیتے اور جو باریاب ہو جاتا اثر نظر و برکت صحبت سے دُنیا کی ہستی اوس کی نگاہون مین نیست و نابود ہو جاتی اور طریقہ انیقہ فقر و فنا مین جس کو دائمی بقا کہا جاتا ہے شامل ہو جاتا شاہ عبد اللہ کے حالات سُنکر عتاب ہوا وہ اُفتان خیزان و سراسیمہ مارہرہ حضور مرشدی مین حاضر ہوئے خانقاہ مین آنے کی اجازت نہ ملی فرمایا طالب مولیٰ ہو کر بادشاہ دُنیا کی تجکو کیا حاجت باقی رہی تھی یہ تو الفقر فخری کا مزہ چکھ کر پہلے ہی دولت دُنیا کو اُس کے ساتھ موازنہ کر کے ناچیز سمجھ چکے تھے بادشاہ کے رجوع پر اس حقیقی سلطنت کے آستانہ کو چھوڑنا محال تھا عرض کیا مین بادشاہ پاس نہین گیا وہ خود آیا تھا میرا دل اُسی حالت پر قایم ہے جیسا کہ تھا چنانچہ حضرت سید شاہ آل محمد خلف الصدق سلطان العاشقین کی شفاعت اور توبہ و انابت کے بعد باریابی خدمت پیر روشن ضمیر سے فیضیاب ہو کر بعنایات خاص پھر دہلی واپس جانے کی اجازت پائی وہان جاکر ہنگامہ ارشاد جاری کیا شاہ کا طرز قلندرانہ

تہا فتوحات کبھی جمع نکرتے جو آتا سب خرچ کر دیتے تھے یہانتک کہ رات کو گھر کا پانی بھی پھینک دیا جاتا
فرمایا کرتے تھے یوم جدید و رزق جدید ہر نیا دن اپنا اپنا دانہ پانی لاتا ہے سلوک کے ساتھ
اسیقدر جذب و محویت کی کیفیت تہی حسب تاثیر اور کاملین وقت سے تھے سنہ ۱۱۴۲ھ گیارہ سو چالیس
ہجری صلعم مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی سلطان العاشقین نے خبر وفات سنکر
فرمایا دہلی کا بازار سرد ہوگیا اور بیاب خدائے شدہ تاریخ وفات کہی بحسب وصیت نعش دہلی سے
مارہرہ پہنچائی گئی خطیرہ قدیم آبا و اجداد مین دفن کرنا چاہا ہر چند قبر کے لئے زمین کھودی پر کھدا
جناب صاحب البرکات قدس سرہ نے فرمایا اوسکو اوردہ پدر صوری سے علاقہ نرہا تہا کوئی
اوس کی میراث نہین جسمین دفن ہو اوس کی میراث تو ہمارے پاس ہے یہان لاؤ اور دفن
کرو چنانچہ تابوت لاکر صحن درگاہ شریف مین دفن کیا گیا اور قبر زمین کی ہموار کر دی گئی تہ
قبر اونچی نہین بنائی حضرت صاحب البرکات کا مزار فیض انوار اسی جگہہ زیارت گاہ خلایق ہے زائر
درگاہ معلی ادہی پر چلتے پہرتے ہین اُنکا اصلی مقصد یہی تہا کہ زیر قدم مرشد و پامال زایران درگاہ
رہین گاہ گاہ حالت جذب مین ہندی اشعار نظم کیا کرتے تھے پیتھی تخلص تھا یہ کبت انکے کلام
سے ہے کبت

جادن نیہہ لگو ہر سون تا دن کا ہے نہین ہٹ کی
اُبتو رس رُوم ہی رُدم بدھو سدھ بو لگنی کھٹکی ٹکی
باورے لوگ چوائی کرین نہین جانت پیتھی سنبا گھٹکی
مَن ہاتھہ بکانو گوپال کے ابہون توبہئی چیری نٹ کی

ان کی رحلت کے بعد شاہ میم جانشین ہوئے یہ وہی کشمیری بچہ تھا جو دکن سے اُن کو
آیا تھا بعد تربیت علوم ظاہری شاہ عبد الہادی سلطان العاشقین کی خدمت مین لائے آپنے
طریقۂ باطن کی تعلیم دی اور الم کے مراقبہ سے اُنکی کشایش ہوئی اسی وجہ سے شاہ میم خطاب
کیا یہ شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ سیرت عقل مجسم شاعر خوش محاورہ اور ناظم دقیقہ رس کا

امرا و زمانہ بہت تعظیم کرتے اور صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے نواب نظام الملک آصف جاہ خدیو دکن سر و قد تعظیم دیکر مسند چھوڑ دیتے تھے اور جب تک شاہ میم رہتے کسی سے بات نکرتے نواب فخر الدین خان محمد زبیر عہد بھی تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور مشایخ دہلی کو حساب دوستان درد دل کا مضمون تہا سنہ ۱۱۵۵ ہجری صلعم مین رحلت کی انکا دیوان ضخیم اور مثنوی فارسی نہایت بامزہ تھی افسوس کہ انکے لڑکون نے کلیات تلف کر دیا حکیم عنایت حسین مارہروی مصنف آثار احمدی و کاشف الاخبار وغیرہ نے متفرق جگہہ سے کچھہ نظم آبداران کا تلاش کرکے کتاب مذکور مین نقل فرمایا ہے ہم اُس سے اقتباس کرکے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین

غزل

چہ می پرسی زمن ای دانش آرا درچہ تدبیرم ... جنونِ تازہ پیدا کردہ ام در فکر زنجیرم

نکش در دو سرای نقاشِ غافل بہر تحریرم ... زبیتابی ورقہا پارہ خواہد کرد تصویرم

چہ سان از حلقۂ بزمِ طرب بیرون کشم پارا ... کہ از موجِ صدای تارِ طنبور ہست زنجیرم

باغوشِ تو تا خود را رسانم دور تر گشتم ... کمان دانند پلے در عاشقی ہم طالع تیرم

بخوابم شد بسیر وصلش از بیدار بختیہا ... ہنوز از ذوقِ ہم آغوشیش باخود بغلگیرم

سفصل میم از کثرت پئے اظہار خود آمد ... کلام اللہ وحدت رانمی دانی کہ تفسیرم

یہہ غزل شاہ عبد الہادی کے ماتم مین بطور مرثیہ لکہی ہے

غزل

مدہ ز دست چو پروانہ مطلبِ خود را ... بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلبِ خود را

کجاست داغ جگر بے تو ہیچ می دانی ... چو لالہ غرق بخون کردہ ام شبِ خود را

حلاوتِ دمِ تیغ تبسمش یاد است ... ہنوز زخم دلم مے مکد لبِ خود را

بحرف لب مکشا میم در ادب گہ عشق
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلبِ خود را

غزل

پُر بادہ شد ز مستی چشمِ تو جامِ ما ... روشن چو صبح گشت ز روئے تو شامِ ما

مطرب بیاد تازہ غزل را بہ طرح ساز
سوز دگر صدائے لئے این ننگ و نام ما

روزیکہ فال منصب دیوانگی زدند
افتاد قرعۂ غم عشقت بنام ما

در دام ہیچکس نشود صید لاغرم
صیاد گشتہ است ہمین صید دام ما

از جام صاحب البرکات است میم مست
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرۂ ید بیضا مین یہ ابیات ان کے درج کئے ہین ؎

چنان بگرفت تعلیم از نگاہ مست او تیرش ؎ کہ بوئے بادہ می آید ز خون زخم نخچیرش

آنکہ از دیوانگی مست و خرامم کردہ است ؎ حلقۂ زنجیر را نہ موج شرابم کردہ است

خواستم دست ز صحرائے جنون بردارم ؎ خار دامان بگرفت آبلہ در پا افتاد

شاہ عاجز مارہروی باپ کا نام محمد عاقل اور محمد معظم ان کا اصلی نام تھا محمد زین خان برادر خرد حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے تھے درویش باکمال و صاحب وجد و حال تھے آغاز شباب مین برہنموئی خضر طالع حلقہ ارادتمندان حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ مین داخل ہوئے اور سبھی حضرت سید شاہ آل محمد طریقہ باطن کی تعلیم پائی بڑی استقامت کے ساتھ اس راہ دشوار گذار مین قدم رکھا ایک مدت حالت سکر و مدہوشی طاری رہی صحرا و بیابان اور کنج و ویرانہ مین زار و نزار برہنہ و سرشار پھرتے رہے اپنے حال تباہ مین شاد خویش و بیگانہ سے آزاد رہے ؎

تا غمت شد آشنا نا آشنا شد آشنا
آشنا نا آشنا نا آشنا شد آشنا

ایک روز غرقی لنگوٹہ باندھے ہوئے جنگل سے مستانہ وار آ کر گوشہ صحن مسجد خانقاہ مین بظاہر مست و لایعقل اور باطن مین ہوشمند و عاقل بیٹھ گئے حضرت صاحب البرکات نے قریب جا کر فرمایا یہ بھی دکلا نہ بدون رہیہ ایک مثل ہے جو نٹ بازنٹ بازی کے وقت آپس مین کہا کرتے ہین اس کے سنتے ہی شاہ عاجز مثل مرغ بسمل تڑپنے اور سر تہر سے پھوڑنے لگے اور بے تاب

ہوگئے اللہ اللہ بس ۵

سر شوریدہ را آری سر و کار اینچنین باید	گہسے سنگے بسر گہ سر بہ سنگے می زند عاشق

بالجملہ بعد ریاضات شاقہ مرشد کی عنایت سے اوس شور و شیون مین سکون ہوا رفتہ رفتہ سلوک مین آئے اور ممتاز بلباس صوفیہ ہوئے حضور مرشدی سے شاہ عاجز خطاب پایا جاروب کشی مزار فائض الانوار حضرت سید عبد الجلیل قدس سرہ جد بزرگوار حضرت صاحب البرکات مین عمر گذاری شجاعت خان افغان نواب محمد خان بنگش کیطرف سے عہدۂ نظامت محال مارہرہ وغیرہ پر ممتاز و امیر مخیر و بافیض تہا اُس نے مصارف شاہ عاجز کے لئے زمین سیر حاصل اور کچہہ نقد یومیہ نذر مقرر کر دیا تہا انکو کچہہ اسکی پروا نہ تہی جملہ تعینات و تقیدات سے بری تھے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین وفات پائی۔

عظیم الدین بن محمد اعظم باشندہ مارہرہ عمر خان شہید خلف الصدق خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی نسل سے چھٹی پشت مین بزرگ کامل ذاکر و شاغل صاحب دل و اہل معرفت تھے **نقل ہے** کہ نظام الدین ان کے بیٹے بحیلۂ نوکری کلکتہ مین مقیم تھے کسی نے خباثت یا مضحکہ سے اُن کے مر جانے کی خبر لکہہ بھیجی گہر مین ہنگامہ ماتم اور شور و شیون برپا ہوگیا جب رونے پیٹنے کی آواز ان کے کان تک پہونچی کہا خیر توہے روتے کیون ہو سبب بیان کیا گیا فرمایا اوس کی مدت عمر مین ابہی تیس برس باقی ہین پیش از مرگ واویلا کیون کرتے ہو تہوڑے عرصہ مین معلوم ہوگیا خبر غلط تہی وہ بفضلہ تعالیٰ تندرست و زندہ ہین اور بعد اس واقعہ کے ٹہیک تیس برس اور جیئے ان حضرت نے ایکسو بیس برس کی عمر پائی دو فرزند چہوڑے رحیم الدین و نظام الدین یہ دونون مارہرہ سے بانس بریلی جا رہے رحیم الدین کے بیٹے امام الدین کا ہم اغنیا کی فہرست مین ذکر کرینگے نظام الدین جنکی شادی نواب صواب اندیش خان سیڑہی کی پرپوتی کے ساتھ ہوئی تہی اون کے فرزندون مین سے تاج الدین سکونت پذیر بریلی رہے اور بصلہ خیر خواہی ایام غدر ۱۸۵۷ء گورنمنٹ انگریزی سے خلعت و انعام پایا انکی وفاداری بہادری و خیر سگالی کے ثبوت مین حکام کے

انگریزی سارٹیفکٹون کا ترجمہ اُردو درج ذیل کیا جاتا ہے تاج الدین مراد آباد و گنگا کشتیون کا
داروغہ تھا ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو دو ہزار غازی آئے جن کا سرگروہ بہادر خان رامپور کی کوتوالی
کا ایک برقنداز تھا میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرنے کے بعد کالکا سنگھ سپاہی اُنتیسوین رجمنٹ
(ان آئی) نے اوس کو مار کر گرا لیا اور تاج الدین نے اپنی تلوار سے اُس کے گلے پر دو زخم پہونچائے
بہادر خان ان زخمون سے بچ گیا اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتک رامپور مین ہے تاج الدین
نے اس موقعہ پر بہت اچھی طرح کام کیا مین امید کرتا ہون کہ ہر ایک برٹش حاکم اوس کی قدر کریگا
کیونکہ اگر غازیون نے دریا عبور کر لیا ہوتا تو مراد آباد کا شہر لٹ جاتا اور اس مین شک نہین کہ تمام
یوروپین عیسائی مارے جاتے۔ دستخط

جی۔ سی۔ ولسن کمشنر بکار خاص کمپ مراد آباد

۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء عیسوی

دیگر سارٹیفکیٹ تاج الدین دریائے رام گنگا کی کشتیون کے پل کا مراد آباد مین داروغہ
ہے ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء جبکہ دو ہزار غازی بہادر خان کے گروہ مین شامل ہو کر مراد آباد پہونچے اور
مسٹر کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاج الدین نے سرگروہ کی گردن پر تلوار سے دو زخم پہونچائے
جبکہ انتیسوین رجمنٹ کے ایک سپاہی نے اوسکو گرا دیا تھا یہ کام وقت اور موقع کے لحاظ سے
بہت تعریف کے لایق ہے اور مسٹر ولسن نے اس کا بہت کچھہ اثر سمجھا۔

دستخط سی۔ بی۔ سانڈرس قایمقام کمشنر

اور حافظ معز الدین و حاجی قمر الدین مقیم میرٹھ ہوئے۔ ضیاء الدین حافظ معز الدین کا پوتا اسوقت
علم انگریزی مین قابل ایم۔ اے۔ پاس اور فن ریاضی مین مشاق ہے اور محمد بشیر الدین ابن
حاجی قمر الدین بن نظام الدین جس کا سلسلۂ نسب ننہیال کی طرف سے نواب خیر اندیش خان
تک پہونچتا ہے نہایت ہوشمند نیک خیال زمانہ شناس ملک و قوم کی خدمات مین انتہا درجہ
کا پرجوش اسی دھن مین اپنی ہستی کو مٹائے عافیت کو برباد کئے ہوئے دیکھنے مین بہت ہی

بے تکلف پرلے درجہ کا سیدھا سادہ پر نہایت ہی آزادہ حُب قومی مین دلدادہ ہر دلعزیز سب کا
پیارا غرض عجیب وغریب شخص ہے نہ اپنے خاندان بلکہ تمام قوم مین اپنے اوصاف خاص
مین عزیز الوجود اور اپنا آپ ہی نظیر ہے باوصف نحافت وقصر قامت پر دماغ بلند خیال عالی
ہمت ہر کہ بقامت کمتر بقیمت بہتر اس فقرہ کا پورا مصداق گرہ مین کوڑی نہ پیسہ پر بہبود قومی کے
بڑے بڑے کامون کی انجام دہی اور بھاری سے بھاری بوجہ اوٹھا لینے مین نہایت دلیر
(اٹاوہ) مین مسلمان بچون کی تربیت وتعلیم کے لئے ایک مدرسہ تعلیم مذہبی اور انگریزی انٹرنس تک
قومی چندہ سے قایم کیا اُس کے واسطے ایک عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی جو اپنی
وضع ترکیب نقش ونگار مین عمارات قرطبہ واندلس کی یادگار ہے توکل پر کام چل رہا ہے اور
خوب چل رہا ہے مسلمانون کے افلاس اور مالی حالت کی خرابی جب دیکھتے دیکھتے نرہا گیا ایک
انجمن تجارت موسوم بہ (کمپنی افزایش نسل مویشیان) اٹاوہ کے ضلع مین متفقہ قوت سے قایم
کی پر اتفاقات وقت سے اُسی سال قحط پڑ گیا وہی مثل صادق آئی کہ (سر منڈاتے ہی اولے پڑے)
دانہ چارہ میسر نہ آیا مویشی مر گئے کاروبار برہم اور لایا لگایا سب برباد ہو گیا ملک کے نفع کی غرض
سے اہل وطن کو دیسی کپڑے کے استعمال کی طرف توجہ دلائی و باغراض ترقی ساخت اشیاء ہندوستانی
خصوص پارچہ دیسی انجمن معین صنعت ہند کی بنیاد ڈالی اس سے نفع بھی معتد بہ حاصل ہوا اٹاوہ
کے جولاہے جو گزی گاڑھے کے سوا کچھ بُننا نجانتے تھے عمدہ عمدہ پوشاکی کپڑے بُننے لگے جس کو
شوق سے پہنتے اور خرید کرتے ہین وہان بھی اٹاوہ مین ایسی نفیس طیار ہونے لگین کہ نمائشگاہون
مین رکھی جاتی ہین اور اُنپر انعام ملتا ہے خود ولایت کے دلپسند اور تن زیب کپڑون کا پہننا
قطعی چھوڑ دیا ایک مدت دراز (نجم الاخبار) کا ایڈیٹر رہکر نہایت راستی اور سچی آزادی سے اپنے
فرائض منصبی کو ادا کرکے شہرت عام پائی بعد بند ہو جانے نجم الاخبار کے اپنے ذاتی سرمایہ سے
اخبار البشیر جاری کیا جو نہایت تہذیب ومتانت واعلیٰ درجہ کی علمی واخلاقی وتعلیم قومی وغیرہ
کے عمدہ مضامین سے مملو ہوتا ہے اور اسلامی اخبارات مین نہایت مفخر و وقیع ہے غرض

قوم کی ذہن مین اس چھوٹے اسکیل کے سر دینے وہ کام کئے ہین جو بڑون سے نہین ہوسکے
ماورائے نظم ونثر فارسی اُردو انگریزی زبادانی مین لیاقت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی
رحمۃ اللہ سے شرف بعیت حاصل ہے فکر اچھی خیالات نیک زبان گویا دل قوی ہمت بلند خدا اس
ہونہار نوجوان کو صحت وتندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور جمعیت صوری ومعنوی عطا کرے
۱۸۵۵ء عیسوی سال پیدایش ہے خدا کرے کہ کم سے کم ۱۹۵۵ء تک کامیابی کیساتھ اور جیئے۔

شاہ غلام غوث بن مُلا محمد رضا ان کے اجداد باشندہ گوالیار تھے شیخ رزق اللہ ان کے
پردادا نے بسبب اتحاد برادری مارہرہ مین سکونت اختیار کی شاہ صاحب درویش خوش اوقات
تھے اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین لباس درویشی
سے ممتاز ہوئے ہمیشہ مرشد کے حضور مین رہے بڑے عابد زاہد مرتاض صاحب اوراد وظائف تھے
تھے علم دعوت اسماء وتکسیر وہندسہ مین کمال مہارت پائی تھی خانقاہ معلیٰ مین جو وارد وصادر ہوا
اوس کی طعام رسانی کی خدمت انہین سے متعلق تھی۔

محمد بہلول خان شہباز خان بن مداخان ملتانی مارہروی کے پوتے تھے حضرت سید شاہ
آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے مرید ومستفید ہوکر کسب طریقہ باطن کیا اکابر وقت اور
اہل اللہ سے تھے۔

ذکرِ علمائے شریعت

علامۂ زمان مفتی جمال الدین المخاطب بہ مفتی جمال خان دہلوی

سلطان المحققین شیخ نصیر الدین کے بیٹے اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہٗ
کے پوتے تھے اپنے پدر بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میان لاڈن کے شاگرد اور اپنے
وقت کے علماء مین سب سے بڑے اور مشہور عالم تھے صاحب منتخب نے علماء عہد اکبری مین ان کا
مذکور کیا ہے علوم عقلی ونقلی خصوص فقہ کلام عربیت تفسیر مین کوئی انکا نظیر نہ تھا شرح چغمینی

پڑہے اکمہ کیا ہی اور (عضدی) کو جو ایک منتہی کتاب ہے چالیس بار اول سے آخر تک درس دیا ہی ہمیشہ افادۂ
علوم فرماتے رہے کبہی امراء و سلاطین کے گھر نہین گئے سب حکام عزت و احترام کرتے تھے اکثر شاگرد
اون کے دانشمند و عالم متبحر گذرے ہین عمر ۹۰ برس سے متجاوز ہوگئی تھی ۹۸۴ھ مین رگراے عالم بقا ہوئے
جلال الدین اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کو اسوقت کیس برس گذرے تھے بہمنائی عمر طویل بہت سے بادشاہونکا
زمانہ دیکہا سلطان سکندر لودی ۱۷ شعبان روز جمعہ ۸۹۴ھ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا
اس ملکی صفات بادشاہ کی تخت نشینی اور اس فرخندہ فال فاضل کی پیدایش کا مبارک زمانہ قریب
قریب تہا بادشاہ نے بروز یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۲۸ برس پانچ مہینہ حکمرانی کرکے عالم جاودانی
کی سیر کی اسوقت ان کی عمر کم وبیش تیس سال کی ہوگی جس سے ظاہر ہی کہ کمالات علمی سے بہرہ وافی و فراغ
کلی حاصل کرچکے تھے بادشاہ موصوف و ابراہیم لودی و بابر و ہمایون و شیر شاہ و اکبر بادشاہ کیوقت
مین دار الخلافت دہلی کے مفتی و محترم بارگاہ سلاطین رہے —

صاحب منتخب نے سلیم شاہ کے حالات مین بضمن واقعات شاہ محمد دہلوی لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے
اس قضیہ کی تحقیقات کیواسطے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور
تھے دہلی روانہ کیا اور فرمان بحکم اسی زمانہ کے اکابر و مشاہیر علما کو مثل میان حاتم سنبھلی اور میان
جمال خان مفتی وغیرہم کے ہر طرف سے بلوایا ۹۵۶ھ کا یہ واقعہ ہے منتخب سے مستنبط ہے کہ
شیخ عبد اللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین سکندر لودی کے وقت کے علماء
مین بڑے عالم تھے جب ملتان تباہ ہوگیا یہ دونون ہندوستان آئے انہین دونون نے علم
معقول کو اس ملک مین رواج دیا پہلے فقط شرح شمسیہ و شرح صحائف کا منطق و کلام مین یہان
رواج تہا استادون سے سنا ہے کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردون مین چالیس سے زیادہ عالم
متبحر ہوگئے تھے میان لاڈن و میان جمال خان دہلوی بھی اونہین مین سے تھے اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ دونون بہائیون نے منطق و کلام کی تکمیل انسے کی ہوگی سکندر شیخ عبد اللہ

کے درس مین آکر چپکا گوشہ مین بیٹھ جاتا تاکہ طالب علمون کا ہرج نہو جب مولانا فارغ ہوتے سلام کرتا اور پہرون انکی خدمت مین بیٹھا رہتا صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ ملا جمال خان دہلی مفتی دانشمندان وقت سے تھے منقول مین تبحر رہتا معقول بہی خوب جانتے تھے عمر دراز درس مین مشغول رہے بندۂ آثم **فیض احمد** جامع اوراق ہذا کہتا ہے جس طرح ان کے اسلاف کرام دانائے اسرار شریعت وطریقت تھے اون کے اخلاف ستودہ اوصاف بہی ماہر علوم وفنون ومعزز روزگار رہے اس انگریزی حکومت تک بہی انکی نسل مین نامی گرامی فاضل موجود تھے چنانچہ اسی سلسلہ مین انکا ذکر کیا جاتا ہے مفتی جمال خان کے بیٹے **مولانا رکن الدین** معقول ومنقول مین عالی پایہ وبلند منزلت تھے جملہ علوم اپنے پدر بزرگوار سے تحصیل کیے پھر قاضی نور اللہ[۱] شوستری سے تکمیل کی بعد انتقال پدر دہلی کے مفتی مقرر ہوئے اُن کے بیٹے **شیخ ہاشم المخاطب بہ ہاشم خان** عالم باعمل اور فن سپہگری مین کامل تھے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے وقت مین دو ہزاری پانصد ذات و دو ہزار پانصد سوار انکا منصب رہتا انکے بیٹے **شیخ سلطان** اون کے بیٹے عبد الغنی خان اونکے بیٹے عبد المجید خان ہوئے ان حضرات کا حال اس سے زیادہ نہین معلوم ہوسکا یہ بزرگ صاحب عالم بزرگوار اور شاہی عہدہ دار تھے عبد المجید خان کے بیٹے **محمد اعظم الدین خان مخاطب بہ عماد الملک** عالم متبحر اور فقیہ معتبر تھے محی الدین عالمگیر بادشاہ کے آخر زمانہ مین شاہزادہ محمد معظم[۲] بادشاہ کے پاس لاہور کے قاضی (جج) مقرر ہوئے شاہزادہ خود فاضل علم دوست وقدردان علما تھا خصوصیت پیدا ہوگئی اخیر مین محمد معظم کو مذہب اثنا عشریہ کی طرف میلان خاطر ہوگیا تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ اس مذہب کا رواج ہوجائے اگرچہ زمانہ کی رفتار نے علانیہ برسر محراب ومنبر اوس کے مناسک ادا کرنے کی جراءت نہین دلائی

---

[۱] قاضی نور اللہ شوستر کے رہنے والے سید عالی نسب وعلماء متکلمین شیعہ سے تھے ہمایون واکبر کے زمانہ مین ہندوستان آئے لاہور کے قاضی مقرر ہوئے بعہد جہانگیر ۱۰۱۹ھ مین قضا کی [۲] محمد معظم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوا لفظ معظم مین سال ولادت ہی ۱۱۱۹ھ مین تخت پر بیٹھا اور ۱۱۲۴ھ مین مرگیا قطعہ وفات کا یہ آخر شعر ہے شعر

در وفاتش بے سر و بے پا شدہ
فیض و فضل و نعمت و عدل و کرم

اور نہ خود مختار بادشاہ ہونے کے بعد سلطنت کے جھگڑون اور مرگ کے قضیہ نے اتنی مہلت دی کہ
اپنی اس ارادہ پر کامیاب ہو سکتا وہ اس کی چھیڑ چھاڑ اور مباحثہ کیا کرتا تھا اسی زمانہ مین محمد اعظم الدین
خان نے یہ مذہب اختیار کر لیا بادشاہ کے دل مین زیادہ جگہہ ہوئی اقتدار بڑھ گیا صوبہ ملتان کے
بعد مین صوبہ لاہور اون کی جاگیر ہوئی پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا منصب پایا اور عماد الملک
خطاب ملا اون کی اولاد ہنوز قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد مین بعزت و اعتبار آباد ہے اونمین کثر
ذی علم و قابل طبیب گذرے ہین پابندی مذہب اثنا عشریہ ابتک اونمین باقی ہے شیخ سلطان
بن شیخ ہاشم کے دوسرے بیٹے **شیخ حسام الدین** عالم باعمل مفتی و پرہیزگار عہد شاہجہان
بادشاہ مین دہلی کے مفتی تھے اون کے بیٹے **مفتی ابوالبرکات** اولاً دہلی کے مفتی تھے بسن ۳
جلوس اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ مین دار الخلافہ دہلی کے قاضی (جج) ہو گئے فتاوی عالمگیری
کے جمع کرنے مین یہ بھی شریک تھے اور (فتاوی مجمع البرکات) خاص اون کی تصنیف سے قریب
آٹھ سو ورق کے حجم کے ایک ضخیم کتاب ہے جو محی الدین عالمگیر کے عہد ہمایون مین تالیف اور
نوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۰۱ھ کو بمقام دار الخلافہ شاہجہان آباد ختم ہوئے ان کے تفقہ و تبحر علمی کے
ثبوت کے لئے یہ فتاوی دلیل کافی و برہان وافی ہے اُن کے بیٹے **مفتی محمد دولت**
محمد شاہ و احمد شاہ و عالمگیر ثانی کے عہد مین دہلی کے مفتی جامع فروع و اصول و حاوی معقول
و منقول و ماہر علم تصوف تھے (تذکرۂ آبحیات) مین میر محمد حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ (خواجہ
میر درد) نے درس مثنوی معنوی مولانا روم کا کئی مہینہ انہین سے حاصل کیا تھا ان کے دو بیٹے
تھے **مفتی فقیہ الدین و مفتی عزیز الدین** دونون عالم عامل و دانشمند کامل عزیز الدین
اخیر عہد عالمگیر ثانی[1] و شاہ عالم[2] بادشاہ مین دہلی کے مفتی ہوئے ان کی جاگیر پرگنہ میرگنج د

۱ غرہ محرم ۱۰۹۹ھ مین پیدا ہوا شعبان ۱۱۶۷ھ مین تخت پر بیٹھا ربیع الآخر روز پنجشنبہ ۱۱۷۳ھ سید ... سے قتل کیا گیا وقت قتل
یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تھا ؎ مرا بظلم بکشتی طریق و آئین این بود بزرگ بادشاہی حسن تو مرا دین بود ۱۲ ۔ ۲
جمادی الاول ۱۱۴۰ ہجری پیدا ہوا ۵ جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری تخت نشین ہوا غلام قادر خان نجیب بادی
نے اسے اندھا کر دیا تھا ۱۲۲۱ھ مین انتقال کیا ۱۲ ۔

پرگنہ بھیڑی ضلع بانس بریلی کے سو سو گانون تھے حافظ رحمت خان کے دور حکومت مین سب ضبط ہو گئے بڑی دقّت وخرابی سے موضع (نگریا بھگت) پرگنہ میر گنج وموضع (عمر پور) پرگنہ بھیڑی واگذاشت کیا دہلی مین انتقال ہوا اور مقبرہ مخدوم شیخ سماءالدین جد اعلی اپنے مین مدفون ہوئے

مولوی حاجی ابو البرکات رکن الدین محمد المعروف بہ نزاکت علی لکھنوی

بن شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت عالم متشرع وفاضل متورع واقف دقایق علوم عقلی ونقلی کاشف اسرار خفی وجلی جامع برکات منبع حسنات زائر حرمین شریفین فاضل اجل ومشاہیر علماے عصر سے تھے اُن کی تصنیفات عالیہ اور تالیفات کثیرہ جو یادگار زمانہ ہین اُن کے تبحر علمی اور ملکات فاضلہ کی پوری دلیل ہین (عجالۃ الدقیقہ فی المسائل العقیقہ) اور (قول الصواب فی المسائل الخضاب) دو مختصر وجامع رسالہ فارسی عبارت مین بندہ آثم جامع اوراق ہذا کے پاس موجود ہین اور چھپ کر شایع ہو گئے ہین ۔ رسالہ عقیقہ سنہ ۱۲۵۶ ہجری مین تصنیف ہوا ہے اور قول الصواب بروز دوشنبہ تیسری رجب سنہ ۱۲۶۱ھ جبکہ حضرت مصنف حرمین شریفین سے مراجعت فرما کر بندر بمبئی مین تشریف رکھتے تھے معرض تحریر مین آکر رونماے عالم ہوا ۔ مولانا صاحب کی سکونت لکھنو مین تھی جب نادر شاہی ہو لئے اور سلطنت مین تباہی آ لی علم وہنر کی قدر دانی نہ رہی اس خاندان ذیشان کے کل اصحاب ونیز دیگر بزرگان قوم دہلی سے جو ایک باغ خزان رسیدہ تھا ۔ مثل مرغ گم کردہ آشیان متفرق ہو کر لکھنو ۔ امروہہ وغیرہ جا بسے مولانا آبا عن جد احنفی اہل السنۃ والجماعۃ تھے ۔

ملا الٰہداد ہاشم صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ علوم عقلی ونقلی کے ماہر تھے لیکن افسوس ہے کہ مولف موصوف نے امراء علماء حکماء فقراء شعراء وغیرہ عہد شاہنشاہ اکبر کے تفصیلی حالات لکھنے مین کوتاہی کی ہے صرف نام بتا دیئے ہین کسی کے نام کے ساتھ نہایت ایجاز واختصار سے چند الفاظ لکھدیئے ہین ۔

شیخ نور الدین و شمس الدین خان باشندۂ لاہور تھے صاحب طبقات اکبری نے

فہرست علماء عہد جلال الدین اکبر بادشاہ مین انکا شمار کیا ہے۔ **میان احمد خان دہلوی** بزرگان قدیم سے ہین صاحب صولت افغانی نے بضمن حالات نورالدین جہانگیر بادشاہ انکا مذکور کیا ہے اور بلقب فضیلت شعار سلالۃ الابرار یاد کیا ہے اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ فن تاریخ مین (اخبار احمدی) انکی یادگار کتاب ہے جسمین جہانگیر کے حالات قلمبند کئے گئے ہین۔

مفتی محمد اکرم خان دارالخلافۃ دہلی کے مفتی و قاضی و حافظ قرآن و نافذ فرمان لشکر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی تھے فقہ و پابندی شریعت مین انکا جواب نتھا انتہا درجہ کے خوش اخلاق و شگفتہ خاطر تھے بادشاہ کو ان کے ساتھ خاص عقیدت اور نظر لطف تھی امراء شاہی سب بہ نیاز پیش آتے تھے خصوصًا (خوجہ عنبر) کو جو نہایت منظور نظر شاہی تھا بسبب شاگردی مفتی صاحب کے ساتھ بہت ہی دلبستگی تھی چنانچہ ایک مرتبہ بادشاہ نے براہ مزاح و طیبۃً فرمایا (مفتی محمد اکرم عنبر را اکمبو کردہ) مدت العمر انہین عہدہاے جلیلہ پر ممتاز رہے لشکر شاہی کے ساتھ اثناء سفر مین انتقال کیا چنانچہ مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری مشہور بہ عالمگیر نامہ مین ذیل واقعات سال ۴۹ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۶ ہجری لکھا ہے کہ شانزدہم رجب ۱۱۱۶ چہل و نہ بعزیمت طرف بہادر گڈھ پاے اقبال بر تخت آسمان مثال گذاشتند بقیہ این ماہ شعبان در قطع مسافت بسر آمد در اثناء راہ قاضی اکرم خان راہی محکمہ فنا گشید در فقاہت و دیانت نظیر نداشت باوجود کبر سن گل شگفتگی از دامان حالش مے ریخت بندگان حضرت از پایہ شناسی فقاہت و مرتبہ سنجی دیانت بعد فوتش بلفظ (اعلم مرحوم) یاد می کردند۔

قاضی محمد یٰسین اپنے زمانہ کے معظم مقتدا او مقدس بزرگ (دہول پور) کے قاضی (ج) تھے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خود اُن کے مکان پر جاکر اُنسے ملا اور دیر تک ہمکلام رہا اُن کے کمالات و تقدس سے محظوظ ہوکر شکر خداوندی بجالایا کہ میرے اس وقت مین بھی ایسے ستودہ خصال و پاکیزہ خیال لوگ موجود ہین ؎

آسمان سجدہ برد پیش زمینے کہ درو	یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

قاضی صاحب کے دو بیٹون مین محمد اویس لاولد رہے محمد دلیر کے تین فرزند ہوئے محمد یسین پہلے بیٹے اُن کے نہایت خلیق و باعظمت وشان تھے نواب خیر اندیش خان میرٹھی کی دختر بلند اختر سے اُنکی شادی ہوئی تھی۔ محمد حفیظ اُن کے بیٹے صاحب دانش واقبال تھے مدت العمر (پورینہ) وغیرہ اکثر محالات شرقی صوبہ بہار کی حکومت پر مامور رہے اور جمعیت واقتدار کے ساتھ بسر کی محمد فرید پسر دوم محمد دلیر نے نسل پسری نہین چھوڑی تیسری فرزند محمد دلیر کے عبد اللطیف تھے اُن کے بیٹے غلام معین الدین روہیلون کے عہد حکومت سے (قصبہ آنولہ) ضلع بدایون مین آرہے تھے اُنکی اولاد اب (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے۔

قاضی عبد الواحد نبیرۂ شیخ عجائب سنبھلی فاضل رئیس سنبھل تھے بعد کسب کمالات وحصول فضائل علمی بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر منصب قضا (قصبہ سورون[۱]) کی سند حاصل کی اور تا آخر عمر دہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن جن بزرگون کے یہ ہمعصر ثابت ہوئے ہین اُس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین تھے اونکے خلف ارشد **قاضی محمد امجد** نے استحقاقًا باپ کی جگہہ پائی اور منصب جلیلہ کے کام کو قابلیت وعمدگی سے انجام دیا بہت سی ریاست اور اقتدار پیدا کر لیا تھا اُنکی شادی عرفان شہید کے قبیلہ مین بمقام مارہرہ ہوئی تھی۔

فضیلت دستگاہ حقایق آگاہ مولوی حافظ محمد نصر اللہ خلف الرشید شیخ ہدایت اللہ ابن محمد خان آٹھ واسطون سے حضرت مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ العزیز کے ساتھ انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے (مارہرہ) انکا مسکن تھا اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی کے مرید اور سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ کی خدمت سے مستفید اور جناب ممدوح کے یاران خاص

---

[۱] سورون قصبہ مارہرہ سے ۹ کوس جانب شمال گنگا کے کنارہ پر ہندؤن کا تیرتھ گاہ ہے بنگال دکن راجستان کے دور و دراز ملکون سے ہندوستان کے واسطے آتے ہین بڑا میلہ لگتا ہے لاکھون آدمی جمع ہوتے ہین ایٹہ کا ضلع اور اکبر آباد کی کمشنری ہے ۱۲

واصحاب با اختصاص سے تھے تزکیہ قلب وتصفیہ باطن وجامعیت علوم واہتمام شریعت و
حفظ اسرار طریقت مین عجیب وغریب شان پائی تھی ابتدا سے علوم کا شوق تھا صغرسنی
کی تعلیم وتربیت کے بعد مولوی محمد باقر و مولوی محمد نجات مشرقی سے علوم عقلی ونقلی کی
تحصیل وتکمیل کرکے تبحر حاصل کیا۔ پھر بالتزام خدمت مرشد سبق باطن مین مشغول ہوئے اخیر
عمر مین کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شوق ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین یاد کرلیا پچاس
برس کامل خانقاہ معلیٰ مین درس دیا اور احیاء علوم کیا اکثر فضلاء عصر کو آپ سے تلمذ تھا
قدوۃ العارفین سید شاہ حقانی وزبدۃ الواصلین سید شاہ آل احمد عرف حضرت اچھے صاحب
و سید آل برکات ستھرے صاحب قدس اللہ اسرارہم علوم ظاہری مین آپ کے شاگرد ہین۔
عربی وفارسی مین شیرین رقم اور نہایت زود نگار تھے قریب تین سو جلد ہر علم مین اُن کے
دست وقلم کے لکھے ہوئی کتب خانہ (برکاتیہ) مین موجود تھین اور اس کا فیض اہل مطالعہ
پر جاری تھا اسی طرح تمام عمر درس علوم دینی وافادہ خلق ویاد الٰہی وطاعت وعبادت وحفظ
اوقات وفیض صحبت حضرت سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ مین جمعیت ظاہری وباطنی کے
ساتھ بسر کی اور عمر گرانمایہ سے خوب حظ اوٹھایا رعب ووقار آپکا غالب تھا امراء سروقد تعظیم دیتے
علماء ومشایخ سب واجب التعظیم سمجھتے اور خویش وبیگانہ بہ ادب پیش آتے تھے ۷ جمادی الاوّل
سنہ ۱۱۹۵ ہجری بعد نماز عشاء مسجد خانقاہ معلیٰ مین مرض فالج عارض ہوا اوسی مہینہ کی انیس[19] کو
رحلت فرمائے عالم قدس ہوئے سرسٹھ برس کی عمر پائی (مارہرہ) اپنے وطن اور اپنے سلاف
کے خطیرہ مین دفن کئے گئے جناب سلطان المحبوبین تا ایام حیات شریف ہر تقریب اور ہر موقعہ
مولانا کو بافسوس یاد فرماتے رہے اور چونکہ حضرت نماز پنجگانہ مولانا کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اکثر
ارشاد کرتے کہ مولوی کے ساتھ لطف نماز بہی جاتا رہا اللہ اللہ اس مضمون کو جو جاننے والے جانتے ہیں
حکیم عنایت حسین (مؤلف ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ) نے جو مولانا کے پوتے تھے
تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے۔ ع

آن مجمع فیض و فضل مولوی نصر اللہ | کو بود بعہد خود امام علما
ناگہ شب ہفتم جمادی الاوّل | فالج پیدا نمود شب عشا
آخر ہمان ماہ شب نوزدہم | رحلت فرمود او ازین دار فنا
تاریخ وفات او خرد گفت زدرد | ایوائے ستون علم افتادہ زپائے

مصرعۂ اخیر سے بے کم و کاست سن رحلت نکلتے ہین۔ مولانا نے صرف ایک فرزند رشید چھوڑا۔ **شیخ فتح اللہ** انکا نام تہا نہایت ثقہ متقی پرہیزگار دانشور خوش تدبیر اخلاقمند معزز موقر ذاکر شاغل صاحب مراقبہ مرید حضرت سید شاہ حمزہ و مستفیض خدمت حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی کے تھے اونہون نے بہتّر برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول النصف شب ۱۲۳۲ھ ہجری کو مثل پدر بعارضہ فالج مین مبتلا ہوکر ناگاہی دل مثل صلحا اس جہان سے سفر کیا **تاریخ وفات یہ ہے**

محسن عصر شیخ فتح اللہ | بود کو مرد اہل صدق و یقین
سن ہزار و دوصد سہ و سی سال | ہم بشہر وفات سر در رہ بین
رفت ناگہ زتنگنائے جہان | بریاض جنان شگفتہ جبین
دل برآورد نعرہ تاریخش | باصدا ہائے درد و صوت حزین
از سر گریہ و جزع گفتا | جائے وے باد در بہشت برین

انکے یہی ایک ہی قابل فرزند تھے (حکیم عنایت حسین) جنکا ذکر خیر اطباء کی جماعت مین کیا جائے گا جامع مختصر ہذا کا پانچوین پشت مین مولانا کے ساتھ سلسلہ ملتا ہے۔

ماہر علوم خفی و جلی **مولوی بزرگ علی** بن حسن علی ساکن مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے دسوین پشت مین فاضل اجل و عالم اکمل تھے ہر فن مین کمال حاصل تھا ریاضی اعلیٰ درجہ کے جانتے تھے تقریر موثر و دلپذیر تھی بیان ایسا دلنشین و خاطر نشان اور بات کہنے و وعظ و پند کا وہ دلفریب ڈہنگ تہا کہ سننے والون پر جادو کا اثر کرتا تھا کوئی بات کیسی ہی

خلاف طبع کیون ہنو ممکن نتہا کہ آپ فرمائین اور مانی نجائے ورع خلق تواضع وقار متانت
تہذیب فکر تدبر دانش حکمت مال اندیشی زمانہ شناسی ادا فہمی جو چاہو سب ذات مبارک مین
جمع تہا ابتداءً وطن مین کچہہ پڑہا پہر بطور طلبہ شوق علم مین بحکم فانتشروا فی الارض سیر و سیاحت
کی اور بڑے بڑے فاضل لکہنؤ وکلکتہ سے تحصیل وتکمیل جمیع فنون کرکے حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز دہلوی رح کی خدمت بابرکت سے سند حدیث لیکر فاتحہ فراغ پڑہا اور ہندوستان کے
نامور علماء مین ہوئے کچہہ دنون بلدہ اکبر آباد مین رہکر درس فرمایا اُن کے شاگرد اکثر دانشمند
گذرے ہین ایک عالم ان کے فیض علمی سے سیراب ہے مولوی عبد الجلیل کولوی اور مفتی
عنایت احمد مشاہیر علماء نے انہین کے سامنے زانوی سبق خوانی طے کیا تہا انگریزون کے طبقہ
مین بہی ان کے شاگردون کی ایک جماعت کثیر تہی ہرچند کہ مولانا کے شاگردون مین سے
اسوقت کوئی زندہ نہین رہا۔ الا شاگردون کے شاگرد اور اُن کے شاگرد صدہا علماء موجود ہین
جناب مولوی لطف اللہ صاحب مفتی عدالت العالیہ نظام حیدر آباد دکن مفتی عنایت احمد کے
ارشد تلامذہ مین سے ہین اُن کے شاگردون سے پنجاب بنگالہ وغیرہ تمام ہندوستان بہرا
پڑا ہے اور اون سب کی نسبت مولانا مرحوم تک پہنچتی ہے مولانا نے ملازمت کے سلسلہ مین
اولاً باصرار حکام انگلشیہ جنکو آپ کے ساتہہ خصوصیت تہی عہدۂ جلیلہ منصفی کول علیگڈہ پر چندے
قیام فرمایا اوسکو اپنی حالت کے مناسب نہ سمجہہ کر بخوشی خود چہوڑ دیا حکام نے نہایت افسوس
کے ساتہہ استعفا لیا۔ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک نے بہ تمنا تمام اپنی ریاست مین قدم
رنجہ فرمانے کی تکلیف دی اور قاضی القضات مقرر کیا عمر گرانمایہ نہایت عظمت و وقعت ہ
خیر وبرکت سے بسر کرکے گیارہوین شوال ۱۲۷۹ہجری مین بمقام (ٹونک) انتقال کیا وہین
مدفون ہوئے مصرعہ رحمتِ یزدان بروحِ وے شود۔ **تاریخ وفات** ہے کتاب
عجالہ نافعہ واثبات الحق تردید ومباحث مذاہب نصاریٰ مین بلغت فارسی نہایت فصیح و
بلیغ مولانا کی یادگار ہے شعرگوئی آپ کے اوصاف مین شمار کرنا گستاخی اور آپ کے مراتب اعلےٰ

کی تحقیر ہے الاعنفوان شباب و آغازِ شعور مین کسب فضایل علمی سے پہلے بوجہ موزونی طبیعت جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم اُس مین سے چند اشعار تفریح خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کرتے ہین۔ وهو هذا

بدل سوز و بلب آه و بچشمِ زاری آیم — باین وارفتگی از کوچهٔ دلداری آیم

مسیحے کز دمِ جان بخش او صد مرده جان یابد — من چنین جگر از کوئے او بیماری آیم

بکف تیغ و بسر دستار گلگون بسته می آید — پئے قتلِ کدامین عاشقِ دلخسته مے آید

مرا آن جنتِ رخساره آن چاهِ زنخدان بس — تو با خود دار اے رضوان بہشت و کوثرِ خود را

باہلِ مدرسه از من سلام این و رد ستا کے — بآب تاک خواہم پاک شستن دفترِ خود را

گمر جلوهٔ او عام کند پرده دری را — در شیشه چو می جوش دہد مغز پری را

چون نورِ نظر جلوه طراز است به چشم — دلدارِ من آنا چکنم بے بصری را

شوق یادِ غیر کے در خاطرِ ما بگذرد — اینکه در یادِ کسے از خود فراموشیم ما

رفتے صبر ماند بر جا اکنون نه تاب مارا — اے بیمروت آخر یکره بیاب مارا

از بس عزیز بودم در چشمِ مردم اے شوق — برخاک ریخت عزت چشمِ پر آب مارا

دربیکسے کجا زکسان چشمِ ہمدمے — کز ضعف ناله نیز نشد ہمنفس مرا

بسانِ شعله بگذر گرم از خاکِ مزارِ من — مده برباد ظالم تُفت این مُشتِ غبارِ من

یار از من غیر را پرسید و جان دادم ز رشک — زہرِ قاتل شد بکامم شہدِ گفتارِ کسے

باش خوش ایدل که روزی مهربان خواهد شدن — از برائے امتحانم ہست آزارِ کسے

غزل

من داده دل در عشقِ تو تو دلستانِ کیستی — اے تو مرا آرام جان آرام جانِ کیستی

من مانده بے تاب و توان تو بیخبر غافل ازان — اے مایهٔ تاب و توان تاب و توانِ کیستی

من جان بغم انداخته در عشقِ تو دل باخته — تو قدرِ من نشناخته تا قدردانِ کیستی

از من همه مهر و وفا از تو همه جور و جفا — ہان اے وفا دشمن بگو از دوستانِ کیستی

جا در دلِ اندوہگین کردی سنر دجایت ہمین	ہان اے خدنگ دلنشین گواز کمان کیستی
تا قد بناز فراختی خلقے زپا انداختی	اے سرو سیں خوش خاستی از بوستان کیستی

می خیزدت شوق از دہن از شہد شیرین تر سخن
اے طوطی شکر شکن شیرین بیان کیستی

مولانا صاحب کے ایک ہی فرزند رشید تھے **مولوی محمد صدیق** انکا نام تھا علوم عقلی ونقلی پر عبور کلی تہا ہندسہ ونجوم اچھا جانتے تھے تعبیر خواب مین بہی خوب ذہن لڑتا تھا وجیہہ متین ومقدس شخص تھے کم سخنی داخل عادت تہی تاہم جو لفظ زبان سے نکلتا تھا فصاحت وبلاغت کے سانچہ مین ڈہلا ہوتا تہا دار الریاست (ٹونک) مین عہدۂ قضا دافتا پر ممتاز رہے ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۹۲ھ ہجری بارہ سو بانوے کو مثل پدر بزرگوار اسی دیار مین رحلت کی انکی اولاد (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے محمد عمر فرزند اکبر انکی ریاست (بہرتپور) مین تیس برس سر رشتہ دار نظامت رہے تدین انکا مشہور تھا راجہ بنظر عنایت دیکھتے اور حکام عزت کرتے تھے اب پنشن پاتے ہین حرمین الشریفین کی زیارت سے شرفیاب ہین۔

ذکر امراء واغنیاء

عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان اصلی نام شہر اللہ اور عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان خطاب تہا لاہور کے رہنے والے تھے سلسلہ نسب چھبیس[26] واسطون سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۶ پر)

حضرت عمر
شہاب الدین
معزالدین
شاہ صدر جہان
برہان الدین
کمال الدین
شاہ جمال الدین
بہاء الدین
شیخ صدر الدین
الہام اللہ خان
شہباز خان
نیاز خان
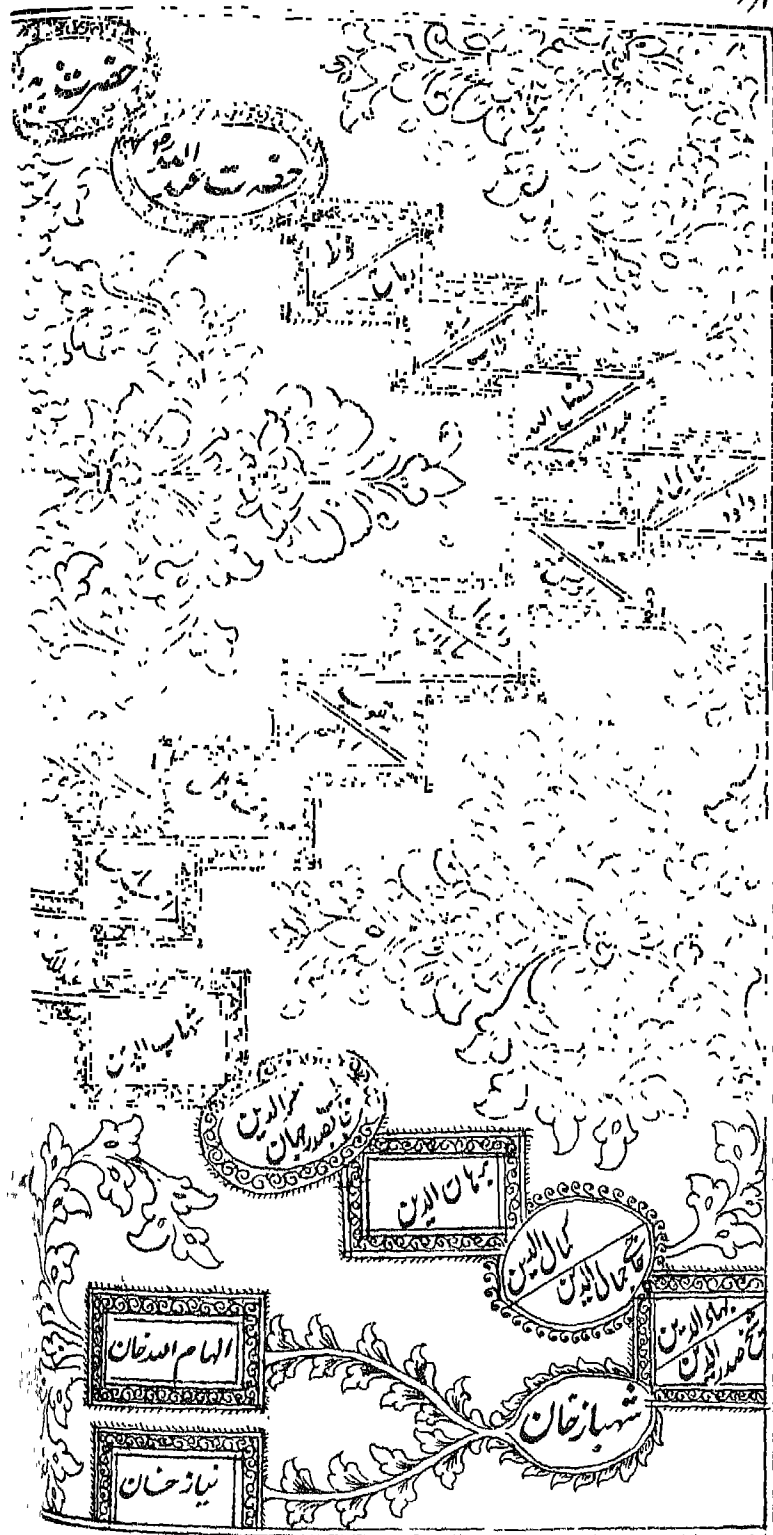
آباواجداد ان کے اکابر وقت سے تھے حاجی جمال الدین جداعلیٰ عرب سے وارد ہند ہوئے بیت اللہ مین سند حدیث میر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور میر علی[1] ہجویری کی خدمت مین پہنچکر مستفید ہوے وہان سے قصبہ جال جو کوہ جودی کے نیچے واقع ہے پہونچے پہر ہندوستان کے شوق مین چلدیئے اور دارالامان ملتان مین آئے مخدوم العالمین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین[2] ذکریا قریشی سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کا ہنگامہ ارشاد وہان گرم تہا شیخ کی صحبت مین رہے اور مرید و مستفیض ہوئے حسب تجویز شیخ اپنی قوم و قبیلۂ عرب مین جو پہلے سے وہان سکونت پذیر تھے تاہل و توطن کیا تمام عمر درس فقہ و حدیث وطاعت وعبادت الہی وافادہ خلق مین بسر کی ایکسو اٹھارہ برس کی عمر کے بعد عالم ملکوت کو رحلت فرمائی ــ

[1] ہجویر بضم ہا و فتح جیم ایک موضع ہے نواح غزنین مین میر علی بن عثمان ہجویری کی کنیت ابوالحسن ہے بہت بڑے عالم عارف محقق مدقق صاحب تصانیف ہین کتاب کشف المحجوب انکی مشہور تصانیف مین تصوف کے دقایق وحقایق سے مملو ہے ہجویری دارالسلطنت لاہور مین آکر سکونت کی وہین مزار ہے شیخ ابوالفضل ختلی کے مرید تھے حنفی مذہب تہا فرماتے ہین ایکرات رسول خدا کو مینے خواب مین دیکہا کہ ایک شخص کو بغل مین لئے ہوئے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے فرمایا ابوحنیفہ تیرے دیار کا امام ہین اسوقت سے سمجہتا ہون کہ مذہب حنفی اس دیار سے تا قیامت نجائیگا ۱۲ منہ [2] مخدوم بہاء الدین ذکریا بن وجیہ الدین محمد بن کمال الدین علیشاہ قریشی اسدی ۵۶۵ھ مین بمقام کوٹ کرور ملتان پیدا ہوے خوردسالی مین سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا شروع سے دانش آموزی کیطرف متوجہ ہوئے بچپن مین ساتون قرأت کیساتھ قرآن شریف یاد کیا تحصیل علوم کے واسطے ایران توران عرب عجم کی سیر کی چارسو چوالیس استادان فن کی خدمت کی اور بہت سے اکابر اولیا کی صحبت سے مستفیض ہوئے پایۂ اجتہاد پایا بعد فراغ علم پندرہ برس درس وافادہ خلق مین مشغول رہے ہر روز ستر علما فضلاء آپسے استفادہ کرتے تہے پہر حج کو گئے پانچ سال حرمین مین رہے کمال الدین محمد عینی سے اجازت حدیث لی وہان سے زیارت انبیا کے لئے بیت المقدس جاکر بغداد پہونچے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی سے حسب ارشاد رسول مقبول خرقۂ خلافت پاکر سات روز کی صحبت کے بعد رخصت ہوکر ملتان آئے وہانکے اکابر نے کاسۂ پر شیر بہیجا غرض یہ کہ شہر مشایخ سے پر ہے دوسرے کی گنجایش نہین آپنے اوسپر پہول رکہکر واپس کردیا یعنے مین مثل اس پہول کے رہونگا آخر سنیئے اطلاعت کے ساتوین صفر روز پنجشنبہ بعد فراغ نماز ظہر ۶۶۶ھ آپ اپنے حجرہ مین تہے ایک پیر نورانی نامہ سربمہر لایا اور شیخ صدرالدین عارف کے ہاتھ بہیجا آپنے پڑہا اور واصل بحق ہوگئے حجرہ کے چارون گوشون سے آواز آنے لگی (دوست بدوست پیوست) [illegible]

صاحب مآثر الامراء لکھتے ہین کہ حاجی جمال شہباز خان کے جدِّ ششم مخدوم بہاء الدین ذکریا کے
مرید تھے ایک درویش نے مخدوم صاحب سے سوال کیا کہ برائے خدا ہر پیغمبر کے نام پر مجکو ایک اشرفی دیجئے
مخدوم صاحب کو تامل و تفکر ہوا پیغمبرون کی شمار لاکھون تک ہے نہ اُس کا سوال پورا کر سکتے تھے نہ
خدا کی دوستی کیواسطے دلانے سے ایسے شیخ وقت اور صوفی واصل بحق کو بیساختہ انکار کا محل تھا حاجی
صاحب نے عرض کیا فقیر کو میرے ساتھ کیجئے مین اوس کی خواہش پوری کر دونگا اور حسب اجازت ہم
فقیر کو اپنے گھر لاکر کہا نام ایک ایک پیغمبر کا اپنی زبان سے کہتے جاؤ اور ہر اسم ایک اشرفی لیتے جاؤ
درویش دس بیس پیغمبرون کے نام اور اشرفیان لیکر ساکت رہا اور معترف بعجز ہو کر بخوشی رخصت
ہوا حضرت مخدوم اس عاقلانہ تدبیر کو سُنکر اُن کی دانائی سے نہایت محظوظ ہوئے اور دعا دی کہ
تم مین کوئی خفیف العقل نہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہندوستان مین حدّت ذہن اور ہوشیاری
کے ساتھ مشہور و معروف ہین نقل حاجی صاحب کے اخلاف سب اہل علم و فضل تھے بمرور زمانہ
و اتفاقات اوقات ملتان سے اوٹھکر لاہور و دہلی مین متوطن ہوئے اور بزرگی کے ساتھ شہرت پائی
تاآنکہ شہباز خان کا زمانہ آیا اور ایسے نعمت باطنی جو انکا موروثی حصہ تہا دولت و امارت ظاہری
بھی انہون نے کامل عروج پایا اکبری دربار کے رکن اعظم اور بڑی بہادر فاتح و نامور سپہسالار تھے

سلسلہ ملازمت و امارت و اقتدار و اعتبار

مآثر الامراء مین ہے کہ ابتدا اُمور
اپنے آباء کرام کے زہد و طاعت مین بسر کرتے رہے پھر اکبر بادشاہ کی نوکری کر لی پہلے کوتوال
مقرر ہوئے مقدمات و معاملات ایسی احتیاط تدبیر ہوشیاری و شایستگی کے ساتھ طے کئے کہ منظور
حضرت عرش آشیان (جلال الدین اکبر) ہوگئے تھوڑی ہی مدت مین صدی منصب مرتبہ امارت
پر پہونچگئے میر توزک کی خدمت پائی سولہوین سال جلوس اکبر بادشاہ مین لشکر خان میر بخشی و میر
عرضی وغیرہ اپنے منصب سے معزول ہوا اوس کے مناصب شہباز خان کو دئے گئے اور منتخب التواریخ
مین ہے کہ سال ۹۸۱ھ مین شہر الله کنبوہی لاہوری کو شہباز خانی کا خطاب عنایت کر کے میر بخشی
کیا اور یہ سجع اُس کی مہر کا مقرر ہوا سجع

بہ یمن عنایات صاحبقرانی	رسیدم ز خدمت بہ شہباز خانی

صاحب طبقات اکبری فہرست اسماء امراء کبار میں لکھتا ہے شہباز خان کنبو از امراء دو ہزار بیست و امروز حکومت بخشی گری مالوہ دارد۔ پھر رفتہ رفتہ چہار ہزاری و پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوئے اور اکثر مہموں میں سپہ سالار رہے۔

رسم داغ و تقرر کروریان امراء بسبب اصراف بیجا فوج بھرتی کرنے میں کوتاہی کرتے تھے وقت پر آزمودہ کار سپاہیوں کا ملنا دشوار ہوتا تھا اور ملک امراء کی جاگیروں میں تقسیم تھا ہی سال ۱۸ الہی ۹۸۱ھ اکبر پٹنہ کی مہم پر گیا امراء کی فوجیں بدحال اور سپاہ بے سامان دیکھی جب وہاں سے پھرا شہباز خان نے داغ کی تحریک کی اوس کی رائے کے موافق آئین داغ پر عملدرآمد شروع ہوا رسم داغ جاری ہوئی اور تمام ملک میں کروری مقرر ہوئے۔

۲۵ سنہ الہی ۲۹ صفر سنہ ۹۸۰ھ اکبر بعزم تسخیر گجرات روانہ ہوا امراء گجرات بوسیلۂ ارکان دولت بضرورت سرانجام کارہائے خود دو تین روز کی رخصت لیگئی اختیار الملک جو عمدہ امراء گجرات میں سے تھا چارشنبہ ۱۴ شعبان موقعہ پاکر احمد نگر (دکن) کی طرف بھاگ گیا بادشاہ کو امراء گجرات پر اعتماد نہ رہا لہذا اعتماد خان کو شہباز خان کے حوالہ کیا جب اکبر نے براہ دریا دیار شرقی کا سفر کیا ابو الفضل صفحہ ۳۲ جلد دویم اکبر نامہ میں لکھتا ہے کہ علاوہ شاہزادہائے والا گوہر و مخدرات کے مشاہیر مقربان بساط حضور میں جو سعادت ہمراہی کی خصوصیت رکھتے تھے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ شہباز خان کنبو۔ حکیم عین الملک صادق خان۔ راجہ مان سنگہ وغیرہ۔

دار الخلافت کی حفاظت واُردوئے معلیٰ کی حکومت جب اکبر مرزا محمد حکیم اپنے چھوٹے بھائی کے فتنہ و آشوب دفع کرنے کے لئے کابل گیا شہباز خان بنگالہ و بہار میں معصوم خان کو شکست فاش دیکر اُس ملک کو باغیوں سے صاف کر چکا تھا اور حسب الحکم شاہی آگرہ پہونچکر بادشاہ کی غیبت میں دار السلطنت کی حفاظت پر مامور و مصروف رہا چھبیسویں سال

سال جلوس مین بادشاہ نے مراجعت کی شہباز خان شرفیاب ملازمت ہوکر مورد مراحم خسروانہ ہوا
سفر کشمیر مین شہباز خان بادشاہ کے ہمراہ تھا بادشاہ نے تمام فوج اور اُردوے معلیٰ کو کشمیر کے
باہر چھوڑا شہباز خان کو کل اُردوے معلیٰ پر بہ نیابت خود حاکم کیا نواب نے دروازہ کشمیر پر قبضہ
رکھا یہ امر کمال اعتماد پر مبنی تھا کشمیر سے مراجعت کیوقت (ملک سواد) کی فتح کے لئے شہباز خان
کو روانہ کیا جس کو اُس نے جاتے جاتے مسخر و مفتوح کرلیا۔

اکبرنامہ مین ہے کہ سال ۲۷ جلوس روز یکشنبہ ۱۵ صفر سنہ ۹۹۰ ہجری تقریب نوروز بڑا جشن
ہوا بہت سی بردے آزاد کئے گئے اکبر نے حکم دیا کہ ہر ایک امیر درباری عمدہ عمدہ رفاہ خلائق کی
تجویزین عرض کری چنانچہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ نے عرض کیا حکام ملک کو حکم دیا جاوے
کہ قتل ملزمان مین دلیری و جلدی نکیا کرین تا گاہے کہ حضور مین اطلاع نہو کیونکہ ہر شخص مین انجام
بینی اور بے غرضی نہین ہوتی راجہ تودرمل نے التماس کیا کہ جسطرح ہر روز بارگاہ دولت مین
طرح طرح کی خیرات ہوتی ہے امرا بھی ہفتہ یا مہینہ یا سال مین تہیدستون کے حال پر التفات کیا
کرین مرزا یوسف خان نے شہر و قصبات سے روزنامچہ سوانحات کا آنا شہباز خان نے واسطے
آسایش متردوین و مسافرین کے تمام قلمرو کے گذرگاہون پر سراؤن کا آباد کرنا حکیم ابوالفتح
نے دارالشفا کی بنیاد علیٰ ہذا القیاس راجہ بیربر و شیخ جمال و فیضی و ابوالفضل نے جاسوس اور
نرخ اشیاء وغیرہ مقرر کرنے کی تجویزین پیش کین۔

سال ۳۱ جلوس مین اکبر کو خبر لگی کہ خرید و فروخت اشیاء مین حریص لوگ دست طمع دراز
کرکے سوداگرون کو نقصان پہونچاتے ہین لہذا بحسب قابلیت و استعداد امرا معتمد کو جداگانہ
ہر جنس کی نگرانی کے واسطے نامزد و مقرر فرمایا۔ چنانچہ مرزا جان خانخانان کو دیدبانی اسپ راجہ
تودرمل کو فیل زین خان کوکہ کو غلہ۔ صادق خان کو میوہ و شیرینی۔ اعتماد خان گجراتی کو
زر و سیم مخصوص خان کو نمک حکیم ابوالفتح کو عقاقیر راجہ بیربر کو آہک یعنی چونہ غازی خان بدخشی
اور پارچات

کو بہیر بکری نقیب خان کو عطریات ابوالفضل کو پشمینہ اور شہباز خان کو جواہرات کی نگرانی سپرد کیگئی وقس علیٰ ہذا۔

سال ۲۸ جلوس مین ہر کام کا انصرام واہتمام امراء کبار و شاہزادگان والاتبار کو تفویض ہوا۔ انتظام بزم کتخدائی و ولادت وغیرہ سلطان سلیم کے متعلق ہوا مرزا جان خانخانان و شیخ فیضی و فتح اللہ اُن کے مددگار ہوئے امور مذہبی وغیرہ کی خبرگیری سلطان دانیال کے سپرد ہوئی غازی خان بدخشی و رلے سرجن و ابوالفضل اون کے پیشدست کئے گئے۔ اسی قسم کے بعض کارخانون کا شاہزادہ سلطان مراد سے تعلق ہوا اسے سال درباری و کریم اللہ خان کنبو برادر خرد شہباز خان و خواجہ عبداللہ شیرین رقم و محمد علی اُن کے پیشکار کئے گئے وظائف و خیرات سلطان خواجہ و حکیم ابوالفتح و میر ابوتراب کے سپرد ہوا آگہی سپاہ و قرارداد علوفہ شہباز خان و جعفر بیگ و علی دوست خان کے اختیار مین دیا گیا و علیٰ ہذا القیاس دیگر انتظامات اور امراء کے تعلق کئے گئے۔

محرم سنہ ۹۸۹ھ مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم حسب طلب معصوم خان فرنخودی تسخیر ہندوستان کو آتا ہے اور شادمان نامی اُس کا ایک نوکر اٹک کو اتر آیا ہے اکبر فتحپور سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرآباد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہی پہنچا شہباز خان کی فتح عظیم پالنے اور معصوم خان فرنخودی کے آوارہ دشت ادبار کرنے ڈیڈھ ہزار سو ہاتھی اور بہت سا مال و اسباب ہاتھ آنے و معصوم خان کے اہل و عیال گرفتار ہو جانے کی خبر پہونچی اس فتح نمایان کی بڑی خوشی ہوئی اور فال نیک سمجھی گئی شہباز خان کے نام فرمان عنایت اقتران بھیجا گیا اور معصوم خان کے اہل و عیال کی حفاظت کی ہدایت کی گئی بادشاہ کے ایام غیبت مین دکرہی (نام مقام در گجرات ۱۲) سے (پنجاب) تک تمام ملک شہباز خان کے زیر حکومت تھا اُس کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جو منصب چاہتا دیتا تھا جب اکبر پانی پت مین داخل ہوا شہباز خان نے بڑے کرّ و فر سے ملازمت حاصل کی اکبر نے اوس سے پوچھا کہ تمکو بیدریغ مناصب کے دینے مین کیون ایسی جرأت ہوئی اُس نے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح

دلاسا نکرتا تو سب بلکل باغی ہو جاتے اب آپکا ملک ہے اور آپ کی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہیئے دیجئے اور جس سے چاہئے نکال لیجئے۔

سیر کشمیر سے فارغ ہو کر ستائیسوین رمضان سنہ ٩٩٧ ہجری کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر (دیکھگی) کے راستہ سے اٹک کی طرف روانہ ہوا جب اٹک پہنچا یوسف زیون کا فتنہ باقی تہا شہباز خان اس سیر و سیاحت مین رفیق طریق تہا اُسی منزل سے اس فتنہ و آشوب کے دفع کرنے کے لئے اُس کو نامزد فرمایا راجہ ٹوڈرمل و راجہ بھگوانداس امیر الامرا جو لاہور مین رہ گئے تھے سنہ ٩٩٨ مین اونہون نے انتقال کیا کسی نے یہ تاریخ وفات لکہی ہے ؎

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم | چون رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خرم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم | خوش گفت پیر دانا دے رفت در جہنم

٢٩ ذیقعدہ سنہ ١٠٠١ہجری اڑتیسوین سال جلوس مین اکبر نے مرزا شاہرخ ابن مرزا ابراہیم کو جو اکبر کے چچا کا بیٹا تہا حکومت مالوہ عنایت کی بغرض انتظام شہباز خان کو اُس کا وکیل اور نایب مقرر کیا۔ ماورا ان واقعات اور واردات کے کہ مختصراً بطور مشتے نمونہ از خروارے لکہے گئے ہین شہنشاہ اکبر نے صوبہ داری مالوہ اوسکو تفویض کرکے جو فرمان اُس کے نام لکہا ہے اور رقعات ابوالفضل مطبوعہ مطبع حاجی محمد حسین واقعہ کانپور ١٧ جمادی الاول سنہ ١٢٦٩ ہجری کے صفحہ ٤٤ مین اس سرخی سے درج ہے (فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبو) شہباز خان کے اقبال رفعت قدر و قابلیت ملکداری اور اکبر جیسے شاہنشاہ دانشور کے دل مین اُس کی جس قدر جگہہ تہی اُس سے اُس کا اندازہ ہو سکتا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے ہم اوس کو اوس کی عبارت مین یہان درج کرتے ہین۔

فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبوہ

چون پیش نہاد ہمت گزین و نیت معدلت آئین این نیاز مند درگاہ بے نیاز از ابتداے جلوس بر اورنگ شاہنشاہی

واستظلال بحیرت والای ظل الهی آنست که جمیع سکنه رعایا و سائر خلائق برایا که بدایع و ودایع ازلی و
شرائف امانت ایزدی اند جل جناب کبریائه در ظلال عدل و افضال آزاده خاطر و آسوده حال بوده
در وظایف شکر خدا که موجب ازدیاد نعمت و استدامت سعادت ست رطب اللسان و عذب البیان
باشند المنة لله که روز بروز صورت این معنی از مکامن قوة بمواطن فعل بر حسب دلخواه ظهور نموده و
همواره امراء اخلاص منش و حکام عدالت نژاد که نقد معاملات ایشان بر محک قبول اشرف رسیده
در جمیع اطراف و اقطار ممالک محروسه بر شاهراه اعتدال سلوک نموده داد دادگستری میدهند و بمیامن
خدمات پسندیده منظور نظرات تربیت و ترقی گشته بمدارج عالیه و مراتب سامیه [بلند ۱۲] ارتقا و اعتلا می نمایند
و چون سبقت [ابتدا ۱۲] عبودیت و خدمتگاری و نسبت دولتخواهی و جانسپاری عمدة الملک رکن السلطنة
العلیه موتمن الدولة البهیه مستشار المملکة الخاقانیه مقرب الحضرة السلطانیه وافر الاعتماد کامل الاعتقاد
مورد العنایة والاحسان **نظام الدین شهباز خان** که مزاجدان بساط اقدس و پرورده
نظرهای خاص الخاص ست و از مبادی ملازمت تا غایت هر خدمتی که بدو تفویض فرمودیم بنوعی
که مرضی خاطر ارفع اشرف بوده بتقدیم رسانیده از محض راستی و درستی بسعادتهای روزبه امتیاز
در بنولا بموجب فرط عنایت و کمال التفات حکم فرمودیم که حکومت و حراست و اختیار رتق [بستن ۱۲] و فتق [کشادن ۱۲]
و قبض و بسط و تمامی کاروبار ملکی و مالی صوبه مالوه که خلاصه ممالک دلکشاست از مهام خالصات
و مهمات جاگیرداران و زمینداران تمام و کمال بطریق استقلال بعمدة الملک مشار الیه متعلق و مفوض باشد
که در معموری آن بلاد و امصار و تکثیر زراعت و محصول و تعمیر مواضع و مزارع و محافظت سپاهیان
و مرمت شکسته و رعایت خواطر رعایا و قمع و قلع [از بیخ برکندن ۱۲] مفسدان و استیصال متمردان [سرکشان ۱۲] و تقویت ضعیفان
و تنبیه ظالمان و تائید مظلومان و جبر منکسران [شکسته ۱۲] مساعی جمیله بر وجه اکمل و اتم تاکید چنان کند که
علوفه سپاهیان و مواجب تابینان ارباب مناصب بنوعی که نام بنام بدرگاه والا قرار یافته موافق
حال حاصل بلا قصور واصل شده باشد باید که امراء عظام و سائر جاگیرداران و کروریان و زمینداران

آن صوبہ عمدۃ الملک مشار الیہ را صاحب صوبہ بالاستقلال دانستہ از صلاح و صوابدید او کہ بہر نہج
موافق حساب و مطابق قانون ابد مقرون خواہد بود بیرون نروند و ہرگاہ طلب نماید جارہ بجا رسے
شائبہ تاخیر و اہمال حاضر شوند و نیز حکم جہان مطاع شرف نفاذ یافت کہ ہر کس کہ بصلاح و صوابدید
آن عمدۃ الملک عمل نکند محال جاگیر او را تغییر دادہ بدرگاہ معلی عرضداشت نماید تا دیگرے از
مخلصان عتبہ علیہ بجاے او نصب فرمائیم کہ انتظام سلسلۂ جہانبانی و استحکام رابطہ عالم آرائی
آستانہ ۱۲
باین امور منسلک و منتظم ست و ہمچنین در جمیع ضوابط و قوانین بادشاہی و اوامر و احکام جہانداری
کہ ہر یکے اساس بنیان سلطنت و رکن قصر خلافت ست ثابت قدم بودہ در اشاعت و اعلاے
ستون ۱۲
آن آداب الٰہی کمال اہتمام لازم داند و خاطر الہام مورد را متوجہ احوال سعادت قرین خود دانستہ
ہمیشہ امیدوار الطاف گوناگون و عنایات روز افزون باشد چون مراکب انجم ثواقب شاہنشاہی
درین نزدیکے بہ تسخیر دکن متوجہ است چہ والیان آنجا سالک مسالک غفلت بودہ دست تعدی برعایا
ستم کشادہ اند و نیز قدر عنایت بادشاہی ندانستہ در لوازم اطاعت اہتمام ندارند باید کہ آن رکن السلطنت
بزودے بآن صوبہ رفتہ سرانجام آن لشکر بنوعے نماید کہ موجب تحسین و آفرین گردد چون رایات
اقبال بشکار گوالیار نہضت فرماید آن رکن السلطنت را با جمیع جاگیرداران صوبہ مالوہ حکم قضا امضا
خواہد شد کہ پیشتر در ملک دکن رفتہ غمخواری آن ملک نماید و در آسودگی و رفاہت جمہور سکنہ دیار
دکن از سپاہی و رعیت مساعی جمیلہ بظہور آرد و ہر کس از روے عقیدت پیش از اضطرار روے نیاز
بدرگاہ آورد او را بعواطف ظل الٰہی امیدوار سازد کہ ذات مقدس ما مظہر عفو و لطف ست انتہی۔

شہباز خان کے باغ مین بادشاہ کا سیر کو جانا

بروز جشن سال ۲۲ جلوس شہریار آگاہ دل گل گشت کیواسطے شہباز خان کے باغ مین تشریف لیگئے چونکہ شہباز خان اُس وقت مین کارہاے عمدہ کر رہے تھے اِس طرح اون کی عزت افزائی فرمائی گئی۔

فتوحات ملکی اور جنگی کارنامے

اُن کے فتوحات اور جنگی کارروائیون کا سلسلہ الیا

وسیع ہے کہ اس مختصر مین تفصیلاً اُس کے لکھنے کی گنجایش نہین جو صاحب شایق ہون مطولات
مین مثل مآثر الامراء وغیرہ ملاحظہ فرمائین مجملاً یہ ہے کہ جونپور ۔ بنگالہ ۔ بہار ۔ اودہ ۔ اجمیر ۔ اودیپور
جودہپور ۔ دکن ۔ ولایت ۔ کوکرہ ۔ پنجاب ۔ ملک بہاتی ۔ قلاع سوانہ ۔ جگدیش پور ۔ شیر گڈہ ۔ رہتاس
کوتلمیر ۔ حصار گولکنڈہ ۔ وساحل دریاے برہمپتر جو ایک دریائے عظیم ملک خطا سے آتا ہے وگہورہ گہاٹ
وسوناگانون وغیرہ تمام ہند انکی نبرد آزمائی کشور کشائی ۔ قلاع شکنی کے لئے ایک بازی گاہ
تہا دریا کہنگال ڈالے جنگل اور بن کاٹ کر چٹیل میدان کردیئے معصوم خان فرنخودی پنجہزاری
عرب بہادر ۔ رانا پرتاب راجہ چندرسین راجہ کنجو لی رانا کیکا ۔ رانا کونبہل میر راجہ گجپتی بیری سال
سریرام ۔ دودا ۔ سنگرام ۔ کنورسین افغانان سواد وکلہ نبیرہ راے مالدیو راٹہور وغیرہم بڑے بڑے
سرکش باغیون و والیان ملک کو آغشتہ خاک وخون کردیا جہان بڑے بہادرون کے زہرے
آب ہوتے یہ جاکر فوراً فتحیاب ہوتے جب امراء بہار وبنگالہ باغی ہوگئے ۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر و خان
اعظم کوکلتاس جو بعد قتل مظفر خان واسطے رفع شورش اُس ملک کے بہیجے گئے تہے اونہون نے
بحضور سلطانی عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ بغیر تشریف آوری حضور شاہی کے یہان
کا غبار شورش فرو نہوگا شہباز خان اوسوقت اجمیر تہے اوس ملک کو حسب الحکم شاہی جاکر فتنۂ آشوب
سے صاف کرچکے تہے رانا پرتاب آوارۂ دشت ادبار ہوگیا تہا بہت مخالف مارے گئے اور بے شمار
مال غنیمت ہاتہ آیا تہا غرض بادشاہ نے شہباز خان کو اجمیر سے طلب فرمایا ساتوین تاریخ
وہ حاضر دربار ہوئے اور انکو معہ لشکر جرّار وخزانۂ بیشمار بنگالہ وبہار کی مہم پر رخصت پائی اور
خدمات شایستہ بجالائے جاتے ہی امراء کی مناصب مین ترقی دے اور سب مہم اپنے ہاتہ مین لے
بعد جنگ ہائے عظیم باغیون کو شکست پرشکست دیکر ازسرنو دونون صوبون پر قبضہ کرلیا ۔ یہ انکی
کاردانی کا سبب تہا کہ اکثر بڑے معرکون مین جو عہدہ داران سے زیادہ مناصب بہی رکہتے تہے
وہ اُن کے ماتحت کام کرتے تہے چنانچہ اسی بنگالہ کی لڑائیون مین راجہ ٹوڈرمل وزیر مرزا عزیز اعظم خان

خان کوکہ میر فتح اللہ و شاہ قلیخان وزرا اور آقا وغیرہ کی چند لڑائیون مین نواب خانخانان باوجود
خطاب خانخانی و سپہ سالاری اُن کے ماتحت وزیر کمان رہے غرض ضوابط ملک داری و قواعد
صف آرائی و آراستگی و ہستی سپاہ مین یکتائے روزگار تھے نصرت و فیروزی خدا کی طرف سے
دم قدم کے ساتھ تھی ہمیشہ فتحیاب رہے وقت مرگ عمر ستر برس سے تجاوز کر چکے تھے پر ان کی
تیغ خارا شگاف غلاف نہوئی تھی -

تموّل و دولتمندی سخاوت اور قومی ہمدردی جس طرح یہ شجاعت مین
معروف تھے سخاوت بھی ان کی کچھ کم نہ تھی ان کے اخراجات کو دیکھکر لوگ محو تحیر ہوتے تھے -
مآثر الامرا مین ہے کہ ان کی سرکار مین بیش قرار تنخواہون کے ملازم تھے چنانچہ منجملہ اون کے
دس آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتے تھے اور نو ہزار سوار آزمودہ کار اُن کے ذاتی
ملازم تھے جس کی تنخواہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے ہر پنجشنبہ کو سو اشرفی کی شیرینی نیاز
حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے جس کا سالانہ
خرچ قریب لاکھ روپیہ کے ہوتا ہے ہمدردی قومی اس درجہ تھی کہ اپنی قوم مین کسی کو مفلس
و محتاج نچھوڑا تھا اسی پر ان کے دیگر مصارف کو قیاس کر لینا چاہیئے باانہمہ اخراجات کثیر اُن
کے انتقال کے بعد پچاس برس تک اُن کے خزانے اور دفینے برآمد ہوتے رہے لہذا شہرت ہوگئی
تھی کہ پارس پتھر ان کے ہاتھ لگ گیا ہے یہ اخراجات اوسی کی وجہ سے ہین -

حق پسندی انصاف و حق پژوہی و نیکخواہی دولت ایسی تھی کہ مخالفین سے بھی اچھے کامون
مین خوش ہوتے اور داد دیتے تھے -

نقل چار چمن مین ہے کہ شہباز خان و راجہ تو ڈرمل وزیر کے باہم چشمک وان بن تھی،
باوصف وزارت یہ اوس کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے جب صوبہ داری مالوہ سے واپس آئے
دربار مین راجہ تو ڈرمل سے بغلگیر ہو کر ملے اور بہت شفقت و مدارات سے پیش آئے بادشاہ نے

یہ امر خلاف عادت دیکھکر استعجاباً سبب پوچھا عرض کیا کہ مالوہ مین جس جگہہ مینے دفتر کا معائنہ
کیا اس ہندو بچہ کی کاردانی سے مین بہت خوش ہوا لہذا پیار کرتا ہون اور دلی خوشنودی
کا اظہار کرتا ہون ۔

اتباع سنت اتقا پرہیزگاری بجنسب صلاح وتقویٰ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص کھلا
ہوا دلی تھا۔ اکبری دربار مین نت نئے خانہ بر انداز شریعت احکام جاری ہوتے امراء کو چار
ونا چار پابندی کرنی پڑتی۔ ڈاڑھی منڈانا کان چھدانا۔ شراب پینا۔ پھر مین لفظ مرید کندہ
کرانا۔ اور بہت سی مزخرفات گویا آئین دربار مین داخل ہوگئے تھے اس بہادر خدا پرست نے
باایں ہمہ قربت شاہنشاہی ان مین سے ایک بات کا بھی اتباع نکیا اور ہر امر نامشروعہ کے
اجرا کی تعمیل مین کبھی بادشاہی احکام اور ناخوشی کی پروا نہین کی جسم وجوارح کو خدمات
شاہی کے لئے وقف کر دیا تھا پر دل کی لو حاکم حقیقی کے ساتھہ لگی ہوئی تھی۔ تہجد واشراق
یہانتک کہ سنت عصر بھی کبھی قضا نہین کی۔ ہر وقت باوضو ہمیشہ تسبیح بدست ورد بزبان
اور مابین عصر ومغرب حرف دنیوی سے ساکت رہتا۔

نقل ایک روز بادشاہ قریب عصر شہباز خان کا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لئے ہوئے (فتحپور)
کے تالاب پر چہل قدمی اور ہوا خوری کرتا ہوا باتون مین مصروف تھا شہباز خان بار بار جانب
آفتاب نگاہ کرکے نماز کا وقت دیکھہ لیتا حکیم ابوالفتح وحکیم علی گیلانی وغیرہ چند امراو ندمائے
سلطانی کچھہ فاصلہ سے علیحدہ کھڑے ہوئے باہم کہہ رہے تھے اگر آج اس شخص کی نماز قضا
نہوئی تو جانو کہ پکا دین دار ہے ورنہ ریاکار ہے کیونکہ موقعہ ایسا ہی تھا ہرگز امید نتھی کہ بادشاہ
نماز کی مہلت دیگا اور یہ خلاف مرضی اس کے پنجے سے چھوٹنے کی جرأت کر سکین گے۔ جب
وقت نماز اخیر ہونے لگا بادشاہ سے اجازت چاہی فرمایا قضا پڑھ لینا وقت تنگ ہونے لگا
اور شہباز خان نے جان لیا کہ اب یہ نچھوڑے گا تب یکایک اپنا ہاتھہ بادشاہ کے ہاتھہ مین
سے کھینچ اور دوپٹہ بچھا کر جھٹ نیت باندھ لی ناچار بادشاہ خاموش ٹہلنے لگا بعد نماز نواب نے

وظیفہ معمولی شروع کردیا بادشاہ جب پاس آتا اٹھتا تا اور کہتا کہ وظیفہ پہر پڑھ لینا حکیم علی گیلانی
وغیرہ نے اس کار خیر مین نواب کی یہ جرأت وجسارت دیکھکر آفرین کے اور باہم مشورہ کیا کہ اب
اس عزیز کے کام مین خلل پڑنا اچھا نہین آگے بڑہے اور بادشاہ کو باین التماس اپنی طرف
متوجہ کیا کہ لطف خسروانی انہین کا حصہ نہین اور بہی خانہ زاد وبندگان سلطانی عنایت ومراحم
شاہی کے امیدوار ہین چنانچہ بادشاہ ادن سے مشغول بہ سخن ہوگیا اور شہباز خان نے باطمینان
خاطر اپنا معمول پورا کیا صاحب منتخب نے ۹۸۷ھ کے واقعات مین لکھا ہے۔ اکبر نے قطب الدین محمد
او شہباز خان سے تقلید چھوڑنے کی تاکید کی قطب الدین سیدھا سادہ سپاہی تھا اُس نے
دلسوزی سے کہا اَور ولایتون کے فرمانروا مثل سلطان روم وغیرہ ان باتون کو سُنکر کیا کہینگے
وہ سب دیندار ہین تقلید ہو یا تحقیق اکبر نے بگڑ کر کہا تو اپنا مُنہ کالا کر وہین چلا جا شہباز خان نے
بھی تیز و تند سوال وجواب کئے بیربر جو دین الٰہی اکبر شاہی مین داخل ومرید باخلاص تھے اسلام
واہل اسلام والون کو چوچاہتے کہہ جاتے مسلمان امرا کو یہ بات ناگوار ہوتی ہوگی پر کوئی زبان نہ
کھول سکتا تھا بیربر اسوقت بہی موقع تاک کر کچھہ بولے اور بار بار اسلام پر طعن کرنے لگے شہباز خان
بجوش حمیت اسلامی اس گفتگو مین بہت گرم ہوگیا اور بیربر کو اُس نے اس سختی سے ڈانٹا کہ
صحبت بدمزہ ہوگئی امرا آپس مین کھسر پھسر کرنے لگے اُس نے بیدھڑک سر دربار صاف صاف
کہدیا کہ اے کافر ملعون اب تو بہی ایسی باتین کرنے لگا ہم تیرا کام تمام کر سکتے ہین بادشاہ کی
طبیعت بگڑگئی وہ بیربر کی طرفدار ہوگئے شہباز خان کو صاف صاف اور ون کو گھما پھرا کر بہت
ہی سخت سُست برا بھلا کہا کیا بکتے ہو گوبہری جوتیان تمہارے مُنہ پر لگواؤنگا۔
یہ سب کچھہ ہوا مگر شہباز خان اپنی اخلاقی دلیری وجوش مذہبی سے اسی صراط مستقیم پر قایم رہا
لطیفہ سننے مین آیا ہے کہ جب شہنشاہ جمجاہ نے کانون مین بالا پہنی کا حکم دیا امرا نے تعمیل
کیا سب کان چھید چھید اگوشوارہ پہن دربار مین پہونچے شہباز خان نے سر قبضہ شمشیر پر چمڑے کا
حلقہ ڈلوایا اور حاضر حضور ہوئے انہین دیکھکر چشمک زنی ہونے لگی اکبر کی نظر پڑی عدم تعمیل

حلم کا سبب ہونچا شہباز خان نے دست بقبضہ ہوکر تلوار پیش کی اور بادب تمام عرض کیا حضور مردون کے ناک کان بہی ہے جس کے ہاتہہ مین تلوار نہین وہ مرد نہین اور ہے بہی تو بے گوش دہنی ہے بادشاہ کو پسند آیا اور اس سے درگذر فرمایا۔

اللہ اللہ یہ اسلاف محمود کیسے مقبول و مستقل تھے بادشاہ کا تقرب ملکی و مالی خدمات کا تعلق دائمی سفر جنگ و جدل ملک گیری رات دن کا مشغلہ صدہا نازک تعلقات ہزاروں تم کے معاملات صدہا تفکرات مگر آفرین صد آفرین پہر بہی پابندی وضع ضبط اوقات اتباع احکام شریعت مین اس درجہ تہی کہ فوت فرائض و واجبات کا تو ذکر کیا ترک استحباب بہی نہو۔

بعض اخلاف نامسعود جنکو جہل و نادانی سستی کاہلی نے نکما کردیا ہے جنہین نہ دین سے مس نہ دُنیا کی حس وہ دولت دُنیا کو منافی و متناقض سعادت اخروی سمجھتے ہین لیکن ان اسلاف کے سچے حالات اون کے خیالات کی تردید و تکذیب کرتے ہین اسقدر دنیوی عروج کے ہوتے ہوئے جیسے دلی خلوص سے یہ لوگ خداے بے ہمتا کی بے لوث پرستش کرتے تھے ذرا انصاف سے دیکھا جاوے تو بلا تامل اقرار کرنا پڑے گا کہ باوصف اس کے کہ اُن کے مقابلہ مین دولت دُنیا کا کوئی عدد صحیح ہمارے حصہ مین نہین آسکتا دینی احکام کی بجا آوری مین بہی ہم ان سے بہت پیچہے ہٹے ہوئے ہین اس سے ظاہر ہے کہ نہ دولت نے ہمکو دین سے روکا نہ شریعت غرا نے دولت کمانے سے ہمین منع کیا ہان سما ہوا ہے جہل و غفلت کا جو خدا و رسولؐ سے بے پروا کردیتی ہے مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

	چیست دُنیا از خدا غافل بُدن		نے قماش نقرہ و فرزند و زن	

علامی فہامی شیخ ابو الفضل جیسا شخص باوجود اتنے مخالف طریقت کے شہباز خان کی نسبت سواے اس کے کچہہ نہ لکہہ سکا "و در ہر گونہ پرستاری (خدمت) و سربراہی سپاہ کم ہمتا بود اگر تقلید پرستی واہشتی ذرہ بازا نہمپایہ گشودے طراز فرو ہندگی برگرفتی" قید و رہائی دُنیا مین ہر شخص کو کچہہ نشیب و فراز پیش آجایا کرتے ہین ؎

ڈہنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے	کچہہ دن خزان کے ہوتے ہین کچہہ دن بہار کے

خصوصًا بادشاہون کی نسبت توحکما کا قول ہے (گاہے بسلامی برنجند ووقتے بدشنامے
خلعت دہند) اسی طرح اکبر نے کسیوجہ سے ناخوش ہوکر چند روز کے لئے شہباز خان کو نظر بند
کردیا تہا قید شہباز خان کے ساتہہ مخصوص نتہے اکثر امراء معتوب ہوکر بغرض ادب آموزی
مقید و معطل کردئے جایا کرتے تہے مصرعہ نزدیکان راپیش بود حیرانی -
چنانچہ واقعات ۹۸۷ھ سے ظاہر ہے کہ خان اعظم جو بہت دنون سے نظر بند تہا اگرہ سے
پانچہزار سوارون کے ساتہہ حکومت بنگالہ پر نامزد کیا گیا ماوراے اس کے اکبر وغیرہ دیگر
کی تاریخ مین ایسی بہت نظیرین ملین گی جسے بخوف طوالت وعدم ضرورت ہم قلم انداز کرتے
ہین علی ہذا القیاس چند روز کو شہباز خان بہی ادب آموزی کے لئے بٹہاے گئے جب ۹۹۱
ہجری و سنہ ۲۹ جلوس اکبری مین بنگالہ منبع شور و فساد تہا شاہی امرا مقابلہ معصوم خان کابلی
سے عاجز آگئے تہے اکبر نے شہباز خان کو رہائی دیکر لشکر بنگالہ کی کمک کو روانہ کیا تاکہ معصوم
کو صوبہ عیسیٰ سے نکال کر اُس سرکار کو جاگیر دارون کے حوالہ کردے - اس بہادر جرنیل
سپہ سالار نے وہان پہونچکر سخت لڑائیان کین اور غنیم کو شکست پر شکست دیکر فتح
ابو الفضل نے لکہا ہے کہ قید سے رہائی پاکر شہباز خان نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز کیا گیا
اُس نے بہی اخلاص گزینی و خدمت پذیری بآئین گزیدہ کرکے نیک نامی حاصل کی یعنی خدمات
شایستہ سے نعم البدل پایا جو باعث مکافات زمانہ گذشتہ ہوا -

شہباز خان کی وفات

سنہ ۴۳ جلوس مین اکبر نے شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر کو رانا
اودیپور کی تسخیر کے لئے اجمیر شریف روانہ کیا - نواب شہباز خان پہلے رانا کو شکست دیکر
پہاڑون مین بہگاکر آوارۂ دشت ادبار کرچکے تہے اونکو شاہزادہ کا اتالیق مقرر کیا شہباز خان
کو سیلاب خوری کا شوق تہا پہلے اُس کے ضرر سے دست و کمر مین درد ہوکر اچہے ہوگئے تہے
اب اجمیر مین وہی عارضہ لاحق ہوا ساتہہ ہی تپ عارض ہوئی لیکین علاج سے تندرستی

سن چوالیس جلوس اکبری مین مطابق ۱۰۰۸ ہجری دفعتہً انتقال ہوگیا عمر ستر برس سے
گذر گئی تھی دین و دنیا کے سب مزے چکھ چکے تھے مرنیکے سوا باقی کیا رہا تھا ؎

کہ می بند قدم اندر رہ لے کون و فساد | کہ باز روے براہ عدم نمے آرد

شاہزادہ اون کے مال و متاع پر متصرف ہوکر بلا انصرام مہم رانا الہ آباد چلا گیا مرتے وقت
روضۂ مقدس حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے اندر دفن کرنے
کی وصیت کی تھی خدام روضۂ معلے رضی نہوئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ
غریب نواز نے مجاوروں و منتظمون کو بعالم خواب تاکید و تہدید فرمائی کہ شہباز خان ہمارا
دوست ہے اسکو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہہ دو۔ صبح اون کے مبالغہ و منت سماجت سے
نعش قبر سے نکالکر اُس جگہہ جہان خواجہ بزرگ رح نے ارشاد فرمایا تھا دفن کی گئی۔ اس سے
اُس کا پایۂ قبولیت اور اُس کی اخروی معاملات کی حالت بخوبی سمجھہ مین آسکتی ہے ؎

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون | شربت دیدار پلاتے ہین یون

الحق یہ شخص نہایت سخی شجیع معرکہ آرا مدبر متقی اقبال مند و مقبول بارگاہ صمدیت تھا۔

نقل عجیب جب اپنے عہد سلطنت مین نورالدین جہانگیر بادشاہ دارالخیر اجمیر کو گیا مرزا
محمد علی بیگ نے حاضر ہوکر مزار پرانوار خواجہ بزرگ کی زیارت کی نواب شہباز خان کے ساتھ
مرزا کو ہمیشہ سے الفت تھی اُس کی قبر دیکھکر بکمال تپاک اُس سے لپٹ گیا اور کہا یہ ہمارا قدیمی
دوست تھا بس اوسی وقت جان نکل گئی وہین مرزا کو دفن کیا گیا اور مثل (دوست بدوست
پیوست) صادق آئی۔

یہ واقعہ ۱۱ سالہ جلوس جہانگیری و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ ہجری کا ہے مرزا کا مولد و منشا ر
بدخشان تھا بعد ورود ہندوستان اکبر کی ملازمت مین داخل ہوا اکبر شاہی خطاب پایا عہد
جہانگیر مین منصب چار ہزاری و چار ہزار سوار و صوبہ داری کشمیر پر مامور رہا صحبت مین والا ہم
اور فضلا و صلحا کا دوست تھا۔

شہباز خان کی اولاد اُن کی اولاد کی پوری تعداد اور تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے
اتنا معلوم ہے کہ دو بیٹیان اور نیاز خان و الہام اللہ خان دو بیٹے تھے ایک لڑکی کی شادی
شیخ محمد مارہروی کے ساتھ ہوئی تھی۔ شیخ محمد کا حال اون کے اسلاف کے ساتھ اسی ضمن
مین ہم لکھین گے۔ دوسری بیٹی زین الدین کو بیاہی تھی۔ زین الدین شہباز خان کے داماد
اکبری امرا مین تھے ہمیشہ ملکی مہمات مین شریک رہے ۹۸۸ھ مین جبکہ راجہ ٹوڈرل محمد معصوم
کابلی کے مقابلہ سے عاجز ہوکر (مونگیر) مین قلعہ بند اور پناہ گزین ہوگیا تھا اُس کے پاس
خزانہ ہوچکا لشکر پر خرچ کی تکلیف گذرنے لگی تب زین الدین نے ایک لاکھ روپیہ ڈاک چوکی
کے ذریعہ سے دریا کے راستہ راجہ پاس پہونچایا ۲۹ جلوس اکبری و ۹۹۱ھ مین امراء اکبری
نے مظفر ابن سلطان محمود گجراتی والی احمد آباد سے ہزیمت پائی قطب الدین احمد قلعہ برودہ
مین بند ہوگیا اُس کے سردار مظفر سے آملے زین الدین نے ساتھ نچھوڑا قطب الدین احمد نے
بغرض صلح زین الدین کو جو قابل شخص تھے بطور سفارت مظفر پاس بھیجا اُس نے بکمال نخوت
وخیرہ سری فی الفور زین الدین کو قتل کردیا اس طرح اُن کی جان عزیز اپنے خداوند نعمت کی
خدمات مین نثار ہوگئے۔ بعد مین قطب الدین کو امن دیکر قلعہ سے نکالا وہ بڑی عاجزی سے
اُس کی خدمت مین آیا چودہ لاکھ خزانہ کنہایت اور تمام خزانہ واسباب قطب الدین احمد جو زائد
از دس کرور تھا مظفر کے ہاتھ لگا اکبر نے مرزا جان ولد بیرم خان خانخانان و دیگر امرا کو اس
مہم پر مامور کیا اور بعد زدوبرد بسیار فتح پائی —

نیاز خان پسر نواب شہباز خان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران کے
امراء مین تھا ملا عبد المجید نے (بادشاہ نامہ) مین ذکر کیا ہے کہ ہشت صدی ذات دو چار صد
سوار انکا منصب تھا۔ (جس کی تنخواہ پانچہزار روپیہ ماہوار ہوتی ہے) —

الہام اللہ خان فرزند شہباز خان صاحب نام ونمود تھے ہمیشہ روشناس بارگاہ
سلاطین رہے عہد شاہجہان بادشاہ مین خدمت وقایع نگاری

(بکلانہ)[۱] ان کے سپرد تھی عمر گرامی وہین بسر کی۔

مولوی محمد احسان علی خان بچند واسطہ شہباز خان کی نسل سے ذیعلم شخص تھے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین پانصدی ذات پانصد سوار انکا منصب تھا بربادی دہلی کے سبب امروہہ آکر سکونت کی ان کے بیٹے حافظ عبد الرحمن علم تجوید و حفظ قرآن و صلاح و تقوے مین بیعدیل اور اون کے سات بیٹے ساتون حافظ و قاری تھے اونکی اولاد کا سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہے۔

اکرام اللہ خان شہباز خان کا چھوٹا بھائی (جلال الدین اکبر بادشاہ) کے امرا مین دو ہزاری منصب تھا (جس کے بارہ ہزار ماہوار ہوتے ہین) لاہور مین اونہون نے نہایت نفیس مکان بنوائے تھے ۳۱ سنہ جلوس مین اکبر کی بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی بیش بہا تحفے پیشکش کئے بعض چیزین بادشاہ نے قبول فرمائین علاوہ اس کے اور بھی چند مرتبہ بادشاہ اون کے مکان پر گیا و مشمول عواطف خسروانی فرمایا اکثر سفر و حضر مین اکبر کے ساتھہ اور لڑائیون مین شریک رہے ۳۱ سنہ جلوس و ۹۹۴ھ مین اکبر نے ہر صوبہ مین بخشیون کے پاس دو دو دیوان مقرر کئے شہباز خان اوسوقت ملتان کے بخشی تھے اور کرم اللہ خان اون کے دیوان بیسوین تیرماہ سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو ہجری بمقام (سرونج) بیماری سے انتقال ہوگیا اکبر نے اون کے بیٹون کو مراحم خسروانی سے تسلی و تشفی دے کر

---

[۱] بکلانہ دکن مین ایک ملک ہے اوس کے دو قلعہ (سالیر) (ملیر) سر بفلک کشیدہ ہین چودہ سو برس سے بہرجی حاکم اس ملک کے اباؤ اجداد کے تصرف مین تھا پندرہ لاکھہ سالانہ آمدنی تھی سنہ ۲۱ جلوس شاہجہانی مین مطابق ۱۰۴۸ھ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے فتح کیا اعتدال آب و ہوا و کثرت انہار و اشجار ثمردار و سبزہ و ریاحین مین نظیر کشمیر ہے خوشہ انگور فخری و ترنج آٹھہ آٹھہ اور ایک ایک آنبہ ڈیڑہ ڈیڑہ سیر وزن کا ہوتا ہے وہان کے آنبون کی کثرت و کلانی اور اوس کی فصل کی درازی مدت اور بیج کمو و کی تحفگی اہل دکن مین مشہور ہے ۱۲ منتخب اللباب صفحہ ۵۶۱ ——

ستکیا گیا بعض مورخ لکھتے ہین کہ خواجہ شاہ منصور کو جو مرزا حکیم سوتیلی بہائی اکبر کے ساتھ
سازش رکہنے کی علت مین منزل دکھیہ کوٹ نواح انبالہ مین سولی دئیے گئے اون کے قتل
کی سازش مین کرم اللہ بہی شریک تھے اور کچہ خطوط پیش کئے جو جعلی تھے تعجب یہ ہے کہ راجہ
مان سنگہ نے بہی تین خط اٹک سے گرفتار کرکے بہیجے اور لکہا کہ شادمان کے بستر مین سے
ہین منصور کے مزاج مین وقت جزرسی سخت گیری بشدت تہی امراسے سپاہی تک سب اوس
سے تنگ تھے راجہ ٹوڈرمل سے انکی چشمک اور نہایت ان بن تہی اونہین کی کارسازی
اوسوقت کوئی نہ سمجہا بعد قتل مرزا حکیم کے کابل پہونچکر اکبر نے تحقیقات کی اور راز کہلا
اور خواجہ کی کاغذی بحثین تہین دونون منجہے ہوئے اہلکار اور سلجہے ہوئے چپت تھے
طرفین سے کیا کیا وار چلتے ہون گے اوس وقت انکا چلا گیا انکا نہ چلا۔

شیخ مجاہد خان ابن مصاحب خان ابن محب علی خان صاحب طبقات اکبری نے
امراء کبار پایۂ تخت اکبری انکا ذکر کیا ہے نہایت شجیع و دلاور تھے منصب ہزاری پایا
بڑی بڑی لڑائیون مین شریک رہکر داد شجاعت دی جب اکبر نے سنہ ۹۸۴ھ و سنہ ۲۲ الہی
تہا بسرکردگی کنور مان سنگہ پانچہزار سوار جرار رانا کیکا کی سرکوبی کو روانہ کئے شاہ غازی خان
تبریزی و خواجہ محمد رفیع بدخشی و مجاہد خان سرداران کو اون کے ہمراہ کیا آصف خان
کو منصب بخشی گری اور مان سنگہ و جمیع سرداران کو خلعت فاخرہ و اسپان عراقی
عطا ہوئے ۲۰ محرم سنہ ۹۸۵ھ کو یہ لشکر فتح و فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔

جس زمانہ مین شہباز خان ملک بہاٹی مین جس کے مشرق طرف دریائے شور و جانب
کوہستان بنگالہ و جنوب ٹانڈہ و شمال دریائے شور و کوہستان تبت ہے عیسی والی
سے معرکہ آرائی کر رہا تہا اور امرائے تخت عیسی سے زر کثیر لیکر براہ کوتاہ بینی لشکر شاہی کی
چاہنے لگے شہباز خان کے اطلاع دینے پر اکبر نے اول سعید خان چغتا و پیشرو خان اور
فتح اللہ خان کو بہر امداد بہیجا اہم و شیخ مجاہد کو جو سردار نامدار تھے روانہ کیا اور شہباز

کو لکہا کہ اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل و مطلب خان و شیخ جمال بختیار و دیگر بندگان کارگذار کو بھیجا جاوے - اوس نے جواب دیا کہ لشکر کافی ہے اور مکرر چڑہائی کر کے بعبور دریائے شور جنگ کی معصوم خان کو شکست فاش ہوئی بہت سے آدمی اوسکے گرفتار ہوئے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئے عیسیٰ خان نے اطاعت قبول کی - معصوم خان کو یقین تھا کہ لشکر اس دریار بزرگ سے عبور نکر سکیگا یہی باعث اوسکی نخوت و پندار کا تھا بالاخر (شیخ مجاہد) نے ولایت (کوتلمیر) کے معرکہ جنگ مین مردانہ داد شجاعت دیکر درجہ شہادت حاصل کیا (محب علی خان) مجاہد خان کے دادا بھی امرار شاہی مین تھے اکثر مخالفان سلطنت سے نبرد آزما و گرم پیکار رہکر نام آوری حاصل کی -

شیخ گدائی اصلی نام عبدالصمد تھا - مولانا شیخ جمالی دہلوی جو مشہور شاعر و عالم عارف تھا اوسکے بڑے بیٹے ہین بزرگی و جاہ مین ہم پہلوئے پدر نامور تھے - آغاز شعور سے پایان عمر تک ہمت عالی اکتساب مفاخر و معالی پر مصروف رکھے ہمیشہ اطوار بزرگی اور اوضاع جاہ و دولت کا پاس ملحوظ رہا طبیعت لطیف پائی تھی کمالات صوری خوب حاصل کئے - بڑے بڑے فاضلون کی صحبت مین رہے اور اونکی برکتون سے متمتع ہوئے - ماورائے دیگر کمالات علمی شعر گوئی سے بھی انکو مناسبت تھی - ہندی زبان مین خوب لکہتے اور پڑہتے بھی اچھا تھے - میر علاء الدولہ قزوینی متخلص (بہ کامی) نے اپنے تذکرۃ الشعرا موسوم بہ (نفایس المآثر) مین یہہ غزل انکی نقل کی ہے -

غزل

گہے جان منزلِ غم شد گہے دل
کہ از حالِ تو یکدم نیست غافل
بجان دادن اگر آسان شدی کار
نشد کارم ز لعل یار حاصل

غمت راہے برم منزل بمنزل
دلِ دیوانہ در زلفِ تو بستم
نبودے عاشقانرا کار مشکل

مشو غافل ز حالِ دردمندے
گرفتارم بآن مشکین سلاسل
گدائی جان بنا کامی برآمد

شروع مین نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کے مقربون مین تھے جب سلطنت شیر شاہ کے ہاتھ آئی بوجہ اون خصوصیتون کے جو ہمایون کے ساتھ تہین ہند مین

ٹھیرنا مناسب نجانا سیاحت کو اقامت پر ترجیح دیکر گجرات گئے وہان سے معہ اہل و عیال حرمین شریفین کی راہ لی حج سے مشرف ہو کر جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد دولت مین وطن مالوف کی طرف مراجعت کی۔ ہمایون کے شکست کہانے کے بعد جب نواب بیرم خان خانخانان شیرشاہ کے پاس گرفتار ہو گیا اور بسفارش مسند علی و عیسی خان رہائی پاکر گجرات گیا شیخ گدائی وہان موجود تھے۔ اوس حالت غربت و بیکسی مین خانخانان کے ساتھ اونھون نے بہت لطف و مدارا کیا اور نہایت آدمیت و جوانمردی سے پیش آکر بکمال حسن سلوک عزت و حرمت سے ہمایون پاس روانہ کر دیا تھا۔ سال اول جلوس اکبری مین مطابق ۹۶۳ھ نوسو ترسیٹھ ہجری شیخ نے گجرات سے دہلی پہونچکر ملازمت شاہی حاصل کی اوسوقت سلطنت کی باگ بیرم خان کے ہاتھ مین تھی اوس نے بوجہ سابقہ حقوق صحبت و صداقت شیخ کا نہایت اعزاز و اکرام کیا اور منصب اعلی (صدارت کل) پر جو قریب منصب وزارت ہے شیخ کا تقرر ہوا۔ تمام ہندوستان۔ ماوراء النہر خراسان۔ عراق کے علما و مشایخ کا شیخ سے رجوع و تعلق تھا۔ خانخانان کے ساتھ ایسی موافقت آئی تھی کہ خان موصوف کوئی ملکی کام ہو یا مالی بلا مشورت و بغیر صلاح شیخ کے ہرگز نکرتا تھا۔ فرمانون کے پشت پر شیخ کی مہر ہوتی تھی۔ اور تسلیم اونکو معاف ہو گئی تھی۔ شیخ کی عظمت شان اس درجہ بڑہ گئی تھی کہ سواری مین عرش آشیان (اکبر) کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے مجلسون اور محفلون مین جمیع اکابر و علما اور کل سردارون پر شیخ کو ترجیح دیجاتی تھی۔ جبکہ اکبر حصار مین تھا باہم ناصر الملک و شیخ کے ان بن ہو گئی بیرم خان کو شیخ کی رعایت ملحوظ تھی وہ اوس کا جانبدار ہو گیا ناصر الملک چندروز دربار مین نہ آیا بارے چند مصلحون نے درمیان پڑکہ صلح کرا دی جب بیرم خان ترک تعلقات کرکے عازم حرمین شریفین ہوا نواحی بیکانیر مین شیخ اوس سے رخصت ہوا بوجہ خصومت بعض حسد پیشہ اشخاص کے چندے کوہ (اجا جلیر) پر قیام کیا۔ پہر دہلی آئے اور گوشۂ آسایش مین قیام فرمایا۔ مدد معاش معین پر قناعت کی۔ مشایخ دہلی کے مزارات پر عرس کی تقریب مین بڑی زیب و زینت و کرّ و فر سے مجلسین ترتیب دیتے۔ اور باوصف کبر سن نہایت عیش و تنعم

وعظمت کے ساتھ بسلاطین بہشت آئین مین بسر کرتے تھے شیخ کی وضع صوفیانہ تھی اکثر خانخانان اور گاہ گاہ خود شہنشاہ جلال الدین اکبر اونکے مکان پر جاکر مجالس سماع مین شریک ہوتا تھا امرا کو اوس کے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہو گیا تھا کہ گویا گھر ماتم تھا میر سید نعمت اللہ رسولی نے ایک قطعہ اوسکی ہجو مین لکھکر مشہور کر دیا تھا کسی شخص نے شیخ کی مسجد مین لکھ بھی دیا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے۔ شعر

نام گدائی مبر نان گدائی مخور	زانکہ گدائی بد است روئی گدائی سیاہ

سنہ ۹۷۶ نوسوچھہتر ہجری مین بمقام دہلی شیخ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اپنے باپ کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ ایک مسجد نہایت عالی شان اونکی بنائی ہوئی مزار پدر کے متصل موجود و یادگار زمانہ ہے شیخ جان محمد اونکے بیٹے اور جانشین تھے اکبر کو اونکے ساتھ لطف وحسن ظن تھا۔ شیخ پر حسد پیشہ و نفاق سرشت لوگون نے بعض الزام لگائے ہین مثلاً بیرم خان کا بادشاہ سے بگاڑ کرا دینا۔ اراضی مدد معاش کا ضبط کر لینا اپنے درباروں کو جاگیرین عطا کرنا۔ ملائی بدایونی تو عیب چینی و بدگوئی کے بادشاہ ہین بقول آزاد دہلوی۔ (جو شخص ملا صاحب کی تاریخ پڑھے گا بلکہ دربار اکبری مین اونکی باتین سنیگے گا سمجھ جائے گا کہ انکی طبیعت کا حال کیا ہے کسیکو ترقی کرتے دیکھا نجا تا تہا جسے عزت کے کپڑے پہنے دیکھے ضرور نوچینی لی اہل علم کی زیادہ کہ ہم پیشہ تھے انہین اگر شیعہ ہے تو کیا کہنا شکار ہاتھ آیا بہلا تمام دنیا کے لوگ کیسے اہل معرفت و اہل اللہ بنجا ہین[1]) اونہون نے عاو نا بات بات پر چٹکیان لی ہین۔ دبی زبان[2] سے شیخ کے نسب پر بھی حملہ کر گئے ہین لکھتے ہین کہ (شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب اکابر گھبرائے) واقعات ۹۷۶ھ مین شیخ کے مرگ کی تاریخ (مُردہ خوک کلان) لکھکر اپنے جوہر فضیلت و شرافت نفس و پاک طینتی کا ثبوت دیا ہے۔ پھر[3] لکھتے ہین کہ اوسکی اولاد کا گھر بھی اور گھرون کی طرح خراب ہے۔ لیکن اہل خرد جانتے ہین کہ یہ سب امور کچھ زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نہین۔ بات صرف اتنی ہے کہ بیرم خان خانخانان سے انکی خصوصیت

[1] صفحہ ۶۶۲ دربار اکبری ۱۲

تھی - بیرم خان جو کہنے کو وزیر پر تدبیر کا بادشاہ تھا - جو سارے مصائب مین ہمایون کا ہمدم
و ہمقدم اور اکبر کا حامی رہا - جو ہندوستان مین سلطنت تیموریہ کا بانی ہوا - جسے اکبر خان
بابا کہتا تھا - جسکی خوبیان لکہنے مین اہل تاریخ کی زبانین خشک ہوئی جاتی ہین بالاخر خود
غرض لوگ اوسے نہ دیکھ سکے وہ وہ داؤن چلے کہ دربار اکبری سے ایسا دلسوز دانشور مدبر
علیحدہ ہی کردیا گیا اور جس طرح اوسکی جان گئی اس داستان طویل کے اس مختصر مین گنجایش نہین
جب بیرم خان نے تنگ آکر اپنے وفادار مصاحبون سے مشورہ کیا بعض کی راے تھی کہ بہادر خان
کو فوج دیکر مالوہ بہیجا ہے وہان چلو ملک تسخیر کرو اور بیٹھ جاؤ - بعض کی صلاح تھی کہ خانزمان
پاس چلو پورب کا علاقہ افغانون سے صاف کرکے وہان رہو شیخ گدائی و چند دیگر اشخاص کی
راے ہوئی کہ جریدہ سوار ہوکر حضور شاہی مین حاضر ہوکر عرض و معروض کرو - اس واقعہ سے
شیخ کے خیالات کی پاکیزگی صلاحیت و سنجیدگی راے ہوا خواہی سلطنت ظاہر ہوتی ہے اگر
شیخ بد دماغ کوتاہ نظر بدخواہ سلطنت اور بدسگال سلطان ہوتا تو مثل دوسرے سردارون
کے بغاوت کی راے دیتا - اوسوقت ذرا ذرا سی مخالفت پر حقوق نعمت دیرینہ نظر انداز
کرکے امرا باغی ہوجایا کرتے تھے - بیرم خان ہر شخص اور زمانہ کا مزاجدان و دولت اکبری کا
جان نثار اور خود اس چمن کا باغبان تہا اوس نے شیخ ہی کی نیک صلاح پر کاربند ہونا مناسب
جانا - بااینہمہ خود غرض ستم پیشہ لوگون کے ہاتھون جو کچھ اوسپر گذرا تاریخ مین جلی حرفون سے
لکہا ہوا ہے - یہانتو یہہ بات بہت آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ جب خانخانان جیسے شخص
کے ساتھ بدخواہون نے وہ سلوک کئے ہین اوسکی رفقا پر کیا کیا تہ ارنچلے ہوتگے بیچارے شیخ
گدائی جسکی خصوصیت اوسکے ساتھ سب سے زیادہ تھی اونکے طعن و تشنیع سے کیونکر بچ
رہتے اور جو کچھ اونکی نسبت کہا اور کیا جاتا بہت تہوڑا تھا - پر ہم سے پوچھو تو شیخ تہا خوش
قسمت جب بیرم خان سے جدا ہوکر حضور شاہی مین آیا بقول صاحب (مآثر الامرا) ارکان
خلافت و امرا دربار نے اوسکی ایذادہی کے واسطے ہر طرح بادشاہ کو بہڑکایا اور کوئی دقیقہ

سعایت گری کا اوٹھا نہ کہا لیکن دانشمند بادشاہ ذرا نہ بگڑا اور کمال عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بالآخر خرد و ربادشاہ نے بیرم خان اور اوسکی رفقا خصوص شیخ گدائی کی بیگناہی اور خودغرضون کی چالین تاڑلی ہونگی ورنہ لغزش و بدراہی کی حالت مین بڑے بڑون کا ایکدم مین قلع قمع ہوجاتا تھا۔ شیخ الاسلام مخدوم الملک ملان عبداللہ سلطانپوری اور شیخ عبدالنبی صدر وغیرہ کے حالات سے یہ اسرار کہل سکتے ہین۔ صاحبو وقفی املاک و اراضیات مدد معاش کی حالت اور متولیون کی دیانت تمہارے پیش نظر ہے **شعر**

	دیگر چہ معلم چہ کتابت باید		چشمے داری و عالمے در نظر است	

صدارت کا عہدہ کوئی ادنی عہدہ نہ تھا تمام قلمرو ہند کے اوقاف کا اوس سے تعلق اور کل علما و مشایخ و متولیون کا اوس سے علاقہ تھا سب نوری نہ تھے اکبر کے وقت مین بہی یہی زمین و آسمان اور یہی حضرت انسان تھے ہر طرح کی بدمعاشیان اور بدعنوانیان ظہور مین آتی تہین ہر قسم کے مقدمات پیش ہوکر لوگ سزائین پاتے تھے قصورداروں جابرون ستمگرون غاصبون کی جاگیرین ضبط بھی ہوتی ہونگی خالق بیچون و چرا سے تو مخلوق راضی رہ نہین سکتی کسطرح ممکن ہے کہ تمام دنیا کی بے انتہا مخلوق کو اوتھی مین کا کوئی شخص اپنے سے سبکو راضی رکھ سکے جب ہم دیکھتے ہین کہ اکبر ہی کے زمانہ مین بڑے بڑے مقدس شیوخ و صدور پر سخت بدد یانتیون بدعنوانیون بداعمالیون کی پاداش مین مقدمات قایم ہوکر سنگین سزائین دی گئی ہین اور شیخ گدائی اون الزامون اور آفتون سے محفوظ رہے تو ضرور یقین ہوتا ہے کہ شیخ نے کس خوش اسلوبی سے اس کار عظیم کو انجام دیا ہوگا۔

آزاد دہلوی دربار اکبری کے صفحہ ۱۷۴ مین لکھتے ہین (خانخانان نے جو انہین صدارت کا منصب دیا تھا بادشاہی فرمان مین جہان اور اعتراض ہین ایک یہ بھی اعتراض ہے) خانخانان نے ضرور کہا ہوگا کہ شیخ نے میرے ساتھ جو رفاقت کی ہے شاہ جنت مکان کا ملازم سمجھکر کی تھی اور بادشاہی امید پر کی تھی اب جو اوسکے ساتھ کیا گیا بادشاہی خدمت کا صلہ ہے

اپنا حق قرابت نہین جو لوگ باپ دادا کا نام لیکر آج حاضر ہین اوسوقت کہان گئے تھے حریفون کے
ساتھ تھے یا جان بچا گئے تھے جنہون نے رفاقت کی بہر صورت اونکا حق مقدم ہے اور حضور حق
شناسی سے قطع نظر کرکے دیکھین آئین مملکت کیا فتوی دیتا ہے جو لوگ بُرے وقت مین رفاقت
کرتے ہین اگر پہلے وقت اون سے سلوک نکیا جائے تو آیندہ کسیکو کیا امید ہو گی مسجد نشین ملانے
یا خود غرض لوگ جو چاہین کہین یہہ مسجد و مدرسہ کا وظیفہ نہین کہ حضرت پیر صاحب کی اولاد
ہین یا مولوی صاحب کے بیٹے انہین کو دیدو یہہ مہمات سلطنت ہین ذراسی اونچ نیچ مین بات
بگڑتی ہے اور اس سے ایسا طوفان اوٹھ کہڑا ہوتا ہے کہ ملک و مملکت تہ و بالا ہو جاتی ہے
اور ذرا ہی سی بات مین بنجاتی ہے پھر کسیکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کیا تھا **ازاد** جن مشایخ اور
اماموں سے اونچا بٹھایا تھا غور تو کرو وہ کون تھے وہی بزرگوار جنکا حال چند سال بعد کہل گیا
اگر ایسے لوگون سے اونچا بٹھایا تو کیا کفر ہو گیا)

باقی رہا نسب کا طعن وہ ایسا ہے جیسا کہ شیخ مبارک پدر ابو الفضل کو گندم نما جو فروش حاسدون
نے بے اصل مطعون کر دیا تھا اگر کوئی واقعی کھوٹ ہوتی تو ملا صاحب اوسے خوب کہر اکرکے کہاتے
اتنا ہی کہکر چپ نہو جاتے کہ شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب کا برا ٓئمہ گہبرائے
ازاد دہلوی دربار اکبری صفحہ ۴۸ مین لکھتے ہین مجھے ابتک نہین کہلا کہ شیخ گدائی کی ذات
یا صفات مین کیا داغ تھا ہر صاحب تاریخ انکے باب مین گول گول بات کہتا ہے مگر کہول کر نہین کہا
دوسری جگہ لکھتے ہین۔ ازاد حیران تھا کہ شیخ گدائی اور اونکے بزرگون کی اینک کوئی برائی نظر نہین
آتی کیا سبب ہے کہ اکثر اہل تاریخ اونہین سبک لفاظ سے یاد کرتے ہین۔ اور ملا صاحب کا تو کیا
کہنا نظم نثر لطیفہ تاریخ کے تیرون سے خاک تودہ بنا دیا ہے ماثر سے یہہ عقدہ حل ہوا کہ انکے
خاندان کا مذہب بھی شیعہ تھا۔ الہی تیری امان الہی تیری امان **شعر**

بدنہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے	ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

فصیح فارسی کیا خوب کہتا ہے۔

در حقیقت نسبِ عاشق و معشوق یکے است | ابو الفضولان صنم و برہمنے ساختہ اند
یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن | ہر کسے نگرے انجمنے ساختہ اند

شیخ کی تاریخ وفات مین جو داد فضیلت و فضیحت دیگئی ہے اوسکی شکایت نہین ہو سکتی ملا صاحب کی عادت ہی یون ہے مثل مشہور ہے علّت بدلے عادت نہین بدلتی اکبر کے دربار یون اور امرا مین بہت سے شان و شوکت والون کی نسبت اونہین کے ہمعصر حاسد و ہجو گویون نے بہت کچھ لکھا ہے - شیخ سلیم چشتی رح کے بڑے صاحبزادے شیخ ابراہیم نے ۹۹۹ھ مین انتقال کیا یہہ بڑے دولتمند تھے ملان صاحب نے لکہا ہے ۲۵ کروڑ نقد و علی ہذالقیاس ہاتھی گہوڑا و اجناس چہوڑا (شیخ لیئم) اور (ذمیم الاوصاف) تاریخ ہوئی - حکیم ابو الفتح گیلانی کی تاریخ وفات ملا صاحب نے یہہ لکھی ہے - (حذایش سزادباد) ابو الفیض فیضی فیاضی نے ۱۰۰۳ھ ہجری مین انتقال کیا ملا صاحب نے (قاعدہ الحاد شکست) تاریخ کہی - موتمن الدولہ عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل وزیر جو وفادار سلطنت تہا اوسکی تاریخ ہے - **تاریخ**

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم | چون رفت سوئے دوزخ خلقی شدند خرم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم | خوش گفت پیر دانا او رفت در جہنم

اورکسی نے اوس کا سجع یون لکہا ہے - ؎ آنکہ شد کار ہندا از و مختل ٭ راجہ راجہاست ٹوڈرمل

ابو الفضل ساجان نثار سلطنت جسکے لاشہ بے سر کو اکبر دیکہکر آٹھ آٹھ آنسو روتا اور یہہ شعر پڑہتا تھا - **شعر** - شیخ ما از شوق بے حد چون سوئے ما آمدہ ٭ ز اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ آزاد لکھتے ہین امرا اکبری کے دلون کا حال اس نکتہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوکلتاش خان نے تاریخ اوسکی لکھی ہے ؎ تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی برید ٭ مگر اوس نے خواب مین اوس سے کہا کہ میری تاریخ تو - بندہ ابو الفضل ہے - ابو الفضل کے اعداد سے نکلتے ہی اسکی قبر بمقام (انتری) گوالیار سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اوس کے دل کی روشنی اور نیک نیتی کی برکت ہے کہ آجتک انتری کے لوگ ہر جمعرات کو وہان ہزارون چراغ جلاتے اور

چڑہاوا چڑہاتے ہین[1]۔ قاضی علی بغدادی ملا حسین واعظ کے پوتے جو عہدہ صدر پر مقرر تھے ملان صاحب نے اونکی تاریخ وفات لکھی ہے ؎

چونکہ قاضی علیؒ بغدادی	حسرتے یادگار با خود برد
خامہ منشیٔ قضا بنوشت	سال تاریخ اوکہ موذی مرد

خواجہ منظفر علی المخاطب بہ منظفر خان جب دیوان کل ہوئے۔ ظالم تاریخ کہی گئی۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان جو خوبیون اور محبوبیون مین اپنا آپ نظیر تھا جسکی بے انتہا خوبیون کے لکھنے مین مورخون کے قلم گہس گئے ہین پہر بھی کسی حریف یا حریفون کے خوشامدی نے اوسکی نسبت لکھا ہے۔ **شعر**۔ یک وجب قد و صد گرہ در دل ✤ مشتکی استخوان و صد مشکل ✤ شاہجہان اور جہانگیر کی بدمزگیون مین داراب اسکے بیٹے کا سر کاٹ کر خوان مین کہانے کی طرح کسوا کر بدنصیب باپ کے پاس بھیجدیا تھا مہابت خان کے ملازمون نے بموجب اوسکی حکم کے کہا حضور نے تربوز بھیجا ہے دل فگار باپ نے آبدیدہ ہوکر کہا درست (شہیدی) ہے۔ خواجہ امین الدین تربتی خراسانی مخاطب بخان جہان سفر ایران مین ہمایون کے ساتھ رہا ایام شہزادگی مین اکبر کا بخشی بیرم خان کا معتمد تھا ابوالفضل اوسکی حساب دانی خوش خطی مہمات سلطنت و بندوبست مال کی قابلیت بیان کرکے لکھتا ہے کہ غرضمندون کی کارسازی مین بے نظیر تھا اپنے بیگانے کی قید نہ تھی درباریون مین جسکا کام آن پڑتا فوراً کوشش کرکے طورغ علم نقارہ سب کچھ دلوادیتا لیکن حق سعی لے لیتا اہل علم و فضل کو ہزارون ہی دلوائے خود ملا صاحب کو اقرار ہے کہ اونکی سعی سے بادشاہ مجھے بہت کچھ روپیہ دیتا تھا اور جسطرح اور امیر دیتے تھے وہ خود بھی دیتا تھا اور ہر شخص سے سلوک کرتا تھا ملا عصام تاشکندی مصنف تفسیر سورہ محمدؐ کو بادشاہ و امراسے چالیس ہزار دلوائے پھر ملا صاحب لکھتے ہین کہ رشوت خواری کا شیر تھا

[1] ابھی حال مین ایک یورپین سیاح کا ابوالفضل کی قبر پر گذر ہوا اوس نے قبر کو نہایت شکستہ حالت مین پایا ایک بوڑہے شخص نے بیان کیا کہ قبر پر بخط عربی ایک کتبہ تھا ۲۲ برس کے قریب ہوئی کہ ایک شخص اوسی یہی اوکھاڑ کر لیگیا عبرت عبرت

اوسکے اختیار سے لوگ اکبر سے بھی ناراض ہوگئے تھے جوہی شاعر نے لکھا ہے ؎

برا ہل نہر سند سکندر در نست — یاجوج کہ گویند صفت لشکر تست
در دور تو آثار قیامت پیدا ست — دجّال توئی خواجہ امیناخر تست

خواجہ شاہ منصور دیوان کل تھے۔ دفتر حساب کو خوب درست کیا پُرانے معاملات سلجہائی مزاج مین تیزی رہی تھی کسی کا شعر ہے۔ ؎

ناقابل است انکہ بدولت نمی رسد — ورنہ زمانہ در طلب مرد کامل است

ملا صاحب اصلاح دیکر خواجہ پر یون چوٹ کرتے ہین۔ ؎

ناقابلانِ دہر بدولت رسیدہ اند — پس چون زمانہ در طلبِ مرد قابل است

مظفر خان وکیل مطلق تو ڈرمل کے شریک کام کرتے تھے ۹۸۲ھ مین بنگالہ کا انتظام انکی سپرد ہوا اہل ظرافت مین ایک شعر مشہور تھا۔ شعر

سگ کاشے بہ از خراسانی — گرچہ صد بار سگ ز کاشے بہ

یارون نے جلکر یہ اصلاح دی۔ شعر

سگ راجہ بہ از مظفر خان — گرچہ صد بار سگ ز راجہ بہ

اکبر نے جب مالگذاری کا بندوبست کیا چپہ چپہ بہر زمین کی پیمایش کرائی چوریان خرابیان دور کین آئین مقرر کیے لیکن انسان قدرتاً کسی پابندی کو پسند نہین کرتا اسپر ناخوشیان ہوئین عاملون کی ہجوین کی قواعد آئین کے مضحکہ اوڑائے انہین مین سے جریب کے حق مین کسی مثنوی کا شعر ہے شعر

در نظر عبرتِ مرد لبیب — مار دو سر ہے کہ طناب جریب

ناظرین یہ سب رقابت خود غرضی و خود مطلبی کی بہار ہے جو مشتی نمونہ از خروار ہے لیکن کسی زمانہ پر اس کا انحصار نہین آج ایسے مہذب زمانہ مین بھی کوئی دربار یا محفل ون سے خالی نہین اور بیسیون نظرین ہماری پیش نگاہ ہین عوام کالانعام کا بُرا کہہ لینا شاید

کسی موقع پر جایز ہو علما کو دیکہئے کہ اپنی ہی جماعت کے مقدس لوگون کی نسبت ذراسی مخالفت اور خود غرضی پر کیا کچھ کہہ جاتے ہین مسلم کو کافر و ملحد بنا دینا اونکے نزدیک ایک ادنے بات ہے اکبر کے زمانہ مین کسی نے یہہ طریقہ اختیار کیا تو کیا تعجب ہے۔

ملا صاحب نے شیخ گدائی کی اولاد کو بھی نظر شفقت سے دیکہا ہے ہمین تسلیم ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ملا صاحب فرماتے ہین بخت و مقدر میراث نہین نوشتہ تقدیر موروثی پٹہ نہین کہ باپ سے بیٹے کو منتقل ہو ؎

	جز بتائید آسمانی نیست		بخت و دولت بکاردانی نیست	

شیخ کی اولاد مین بیشک اونکے باپ دادا کی سی قابلیت نہو گی لیکن زمانہ کی اکثر یہی حالت ہے اسواسطے بطور خردہ گیری اس کا مذکور کرنا صرف اظہار لطافت طبع ہے ان بطور تاسف کہا جاتا تو نیک خیالی تھی بات بات ہی مین تو فرق ہو جاتا ہے اور کلام سے ہی آدمی کی ولی کیفیت سمجھی جاتی ہے۔ہم اوسی زمانہ کی چند نظیرین اس باب مین بھی دکہاتے ہین شیخ ابوالفضل جو آسمان فضل و کمال کا آفتاب تھا اوسکے بعد اوسکے خاندان مین پھر کوئی اوس جیسا باقی نرہا۔

ازاد دہلوی کا یہہ فقرہ جو اوس نے نہ چشمک سے نہ چوٹ چٹکی بلکہ دلسوزی سے لکہا ہے کسقدر موثر ہے۔

(افسوس کے قلم اور سینہ بختی کی سیاہی سے لکہنے کے قابل یہہ بات ہے کہ جو فضل و کمال تہا فضل اور فیضی کے ساتھ گیا اتنے بہائی اور عبدالرحمن اکلوتا بیٹا تھا سب خالی رہ گئے)

حکیم ہمام برادر حکیم علی گیلانی کے دو بیٹے تھے حکیم حاذق و حکیم خوشحال منصب ملا مگر کمال مین باپ کا سا رتبہ نپایا۔حکیم ابوالفتح کے بیٹے کو بھی وہ فضل و کمال نصیب نہوا بلکہ جہانگیر کے عہد مین بمقام کابل خسرو کی سازش کے الزام مین یہہ سزا ملی کہ گدہے پر الٹا سوار کرکے منزل بمنزل تشہیر کرنے کے بعد آخر اندہا کر دیا گیا۔

خود ملان عبد القادر بدایونی کی اولاد مین کوئی مثل ملان کے ذیعلم و با نام و نمود نہین ہوا
بہایئو ابتدا ارآفرینش سے دنیا کی یہی چال ڈہال ہے کیسیکی بد اقبالی یا اولاد کی ناہنجاری
باعث تاسف ہونا چاہیے نہ موجب مسرت و مضحکہ سلطنت کی انحطاط اور زوال کے ساتھ
بڑے بڑے خاندانون کا تنزل ہوتا گیا لیکن شیخ کی اولاد کا ہر وقت مین پتہ ملتا رہا ہے
اب بھی میرٹھ و امروہہ مین اونکی نسل موجود ہے۔ محمد محتشم خان دہلوی امروہوی
بن محمد اشرف خان بن دانشمند خان بن بہلول خان شیخ گدائی کی اولاد مین سے تھے
صاحب نخبتہ التواریخ نے لکھا ہے کہ نظر برابطہ موروثی دربار محمد شاہی مین معزز منصبدار تھے
ایام غدر نادرشاہی مین (دہلی) سے نقل کرکے (امروہہ) آرہے اونکی اولاد مین
اکثر لایق لایق اور مقدس بزرگ گذرے ہین - انکے پرپوتے حاجی امیر علی حضرت
مولانا عبد الحی قدس سرہ کے مرید نہایت خاکسار بردبار جامع صلاح و تقویٰ تھے پیر کے
ساتھ انکو عشق تہا بعد وفات پیر حرمین شریفین کو گئے مدینہ طیبہ مین نکاح کرلیا وہین
وفات پائی اونکے بہائی حاجی قایم علی بھی صالح تھے حج سے لوٹتے ہوئے بمقام بمبئی
جوار بمبئی مین انتقال کیا اونکے بیٹے شیخ اشرف علی شاہ احمد سعید دہلوی کے مرید اور
ہر دلعزیز شخص تھے طبیعت پُر مذاق پائی تھی اب اونکی اولاد کچھ میرٹھ کچھ امروہہ مین رہتی ہے۔

خانجہان عماد الملک - ملک تاج الدین - میان چمن حجاب خاص

یہ تینون حضرات ارکین سلطنت اور امراء کبار مین شمار تھے منجملہ چونتیس ۳۴ کس امرا نامی کے
جو سلطان بہلول لودی کے تخت نشینی کے وقت رونق افروز دربار تھے ملک چمن بنسبہ
خانجہان عماد الملک کا نام لیا گیا ہے اور جبکہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی
کے جشن تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی ترپن ۵۳ امراء عالی منزلت و اعیان والا پایہ شریک
دربار تھے صاحب تاریخ فرشتہ نے اون سبکی اسمواد فہرست دی ہے اور
ان حضرات گرامی کا نام نامی بھی اون مین شمار کیا ہے و صاحب طبقات اکبری نے

بالتصریح بتایا ہے کہ سکندر لودی کے امرا مین مولانا چمن (حاجب[1] خاص) و عماد الملک (میر عدل[2]) تھے۔

شیخ عبد العزیز سلطان ابراہیم لودی کے مدار المہام سلطنت تھے بادشاہ کے باغی بھائی کو انکے بہادر فرزند نے گرفتار کیا تھا سلطان سکندر نے اتوار کے دن ۱۷ ذیقعد سنہ ۹۲۳ھ مین سلطنت دنیا سے کنارہ کیا تہا او سیدن ابراہیم اوس کا چھوٹا بیٹا اگرہ مین تخت نشین ہوا۔ ؎

ساقیا نندرین بزم بدان سرحمی	کہ چو ہنگام طرب جام بدور گیرند
کاس عشرت ز گل خاک سکندر سازند	بادۂ عیش ز خون دل سخیر گیرند

سکندر و ابراہیم کے وقت سے شیخ عبد العزیز کے زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔

نواب اعتماد الملک سنبھلی امیر کبیر و زیر خوش تدبیر و صاحب خیر و صلاح تھے جس زمانہ مین شیر شاہ ہمایون کے ساتھ گرم پیکار تھا انہون نے شیر شاہ کی سرکار مین نوکری کی اور اپنی ذاتی قابلیت و جوہر دانش و بلاغت سے تہوڑی مدت مین داخل مقربان بارگاہ ہوگئے۔ جدال و قتال کے معرکون مین دل کھول کر داد شجاعت دی اور ناخن تدبیر سے کارہائے بستہ کی عقدہ کشائی کی اوسی جنگ مین انکا پیارا بیٹا مبارز خان مارا گیا جب سنہ ۹۴۶ھ نو سو چھیالیس مین شاہ فتحیاب ہوکر تخت دہلی کا مالک ہوا نواب کو

[1] ابتداء سلطنت اسلام مین حاجب نہایت جلیل القدر منصب تھا خلفا کے روبرو وہی سب کام پیش کرتا اور کل احکام وہی جاری کرتا تھا وزیر اعظم تک اوسکے دست نگر رہتے تھے اوسکے ذریعہ سے خلیفہ کی ملاقات ہوتی تھی جب وزرا کے اختیارات کا انتظام ہوا دیوان اور اہل دفاتر مقرر ہوئے تدریجا حاجب کے رتبہ مین کمی ہوگئی بالاخر اوس کا لقب عرض بیگی و داروغہ دیوانخانہ قرار پایا سلاطین تیموریہ کے عہد دولت مین جو شخص سلطنت قاہرہ کی طرف سے شاہان مطیع و راجگان باجگذار کی اصلاح نیک و بد خبر داری کے واسطے اون کی ریاستون مین رہتا تھا اوسکو حاجب کہتے تھے اب انگریزی سلطنت مین اوسکو رزیڈنٹ و ایجنٹ کہتے ہین ۱۲ تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۔

[2] میر عدل حاکم عدالت کو کہتے تھے ۱۲

بحسب استحقاق منصب وزارت اعلیٰ پر سرفراز کیا اور اعتماد الملک خطاب دیا سنبھل ان کا
مسکن اور وہی مدفن ہے مقبرہ پر گنبد دار عمارت بنی ہوئی ہے سال رحلت دریافت
نہین ہوئے سنبھل مین انکی نسل کا پتہ پایا جاتا ہے –

شریف خان صدر اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین منصب جلیلہ صدارت پر
ممتاز تھے ماثر عالمگیری مین بضمن واقعات سال چھبیس جلوس عالمگیری سنہ ۹۳ ایکہزار ترانوے
ہجری مذکور ہے کہ شریف خان صدر نے ۱۲ رجب کو رخت ہستی چھوڑا (محمد عادل) و (محمد
صالح کنبو) فرزندان مرحوم نے خلعت تعزیت پایا۔ شیخ مخدوم منشی کو خدمت صدارت
کل کا اعزازی خلعت ملا۔ اور محمد صالح کنبو بتغیر میرک حسین پیشدستی صدارت پر مقرر ہوا

شیخ عبدالمومن سنبھلی قدیم سے عالی خاندان امیر با نام و رؤسا عظام سنبھل سے تھے
دربار دُربار شاہجہان بادشاہ مین مقرب و منصب دیوان تن حاصل تھا بڑے فیاض
وسیر چشم تھے انکے دست کرم نے سنبھل کے محتاجونکو غنی بنادیا تھا نواب سعد اللہ خان وزیر
شاہجہان صاحبقران آغاز حال مین انکے اطفال کی تعلیم کیواسطے مقرر ہوکر آپکی رفاقت
مین رہا کرتے تھے۔ صاحب ملاحت مقال نے نقل کیا ہے کہ والئے ایران نے شاہجہان کو
لکھا جہان مین بہت سے ملک اور کثیر التعداد سلاطین ہین تم جمیع اقالیم کے فرمان رواکب
ہوکہ شاہجہان اپنا لقب کیا ہے مصرع برعکس نہند نام زنگی کافور بادشاہ کو جواب مین تردد ہوا
امرا کو حکم دیا کہ سوچکر جواب معقول عرض کرین سب متفکر تھے۔ سعد اللہ خان معلم اطفال دیوان
عبدالمومن تھے اونہون نے اپنے آقا سے وجہ تشویش دریافت کرکے کہا حضور شاہ تک میری
رسائی ہو تو اسکی عقدہ کشائی ہو چنانچہ حضور مین پہونچائے گئے اور عرض کیا کہ لفظ (جہان)
(و ہند کے) اعداد مساوی ہین حقیقۃً شاہجہان سے شاہ ہند مراد ہے نہ تمام دنیا کی بادشاہت
بادشاہ کو جواب پسند آیا اور یہی نکتہ انکی قرب و منزلت کا باعث ہوا خلعت و اسپ خاصہ عنایت کیا گیا
پھر اسی سال سنہ ۱۴ جلوس و سنہ ۱۰۵۱ھ منصب ہزاری و دوبیست سوار و خطاب خانی و داروغگی دولتخانہ

خاص مرحمت ہوا رفتہ رفتہ وزارت کل و منصب ہفت ہزاری پر عروج کیا۔ ایام وزارت مین
بوجہ حقوق پیشین سعد اللہ خان شیخ کے ساتھ سلوک رہا اونکے لڑکون کو جو اوسکے شاگرد تھے
اپنی نیابت مین مناصب دیوانی تن و دیوانی خالصہ پر مقرر کیا اوسوقت انتظام سلطنت چار ارکان پر منحصر تھا
وکیل مطلق اس کا رتبہ سب سے اعلی تھا وزیر بھی اوسکے روبرو کھڑا ہوکر دستخط کراتا تھا بادشاہ کو کسی
جگہ مثل دار القضا حاضری دینا ہوتا تو بجائے شاہ وکیل مطلق جاتا۔ وزیر سے بند و بست تمامی مداخل
و مخارج اوس سے متعلق تھا اوسکے دو نائب ہوتے تھے۔ ایک دیوان خالصہ درآمد برآمد و اہتمام
خزانہ اسکے ہاتھ مین تھا۔ دوسرا دیوان تن جمع خرچ سالانہ و ماہانہ و عطائے جاگیرات و ترقیات
مناصب اس سے متعلق تھے ہر نائب کے چار چار پیشکار ہوتے تھے۔ امیر الامرا جسے وزیر جنگ
کہیے بحالی و برطرفی فوج کا اوسکو اختیار تھا۔ صدر الصدور امور قضا و افتا و احتساب و قواعد معافی
و مدد معاش اوسکے اہتمام مین تھے بالجملہ عبد المومن شاہ عبد الرحمن سنبھلی کے مریدان خاص
و یاران با اختصاص مین تھے عنایات مرشدی سے اونکو بہرہ وافی ملا تھا بظاہر سلطان مجازی
کی خدمت مین کمربستہ و بحسب تعلقات باطن شاہنشاہ حقیقی کی یاد مین دل خستہ تھے انکے
اخلاف مین (محمد جہانگیر) و (محمد انوار) شاہی منصبدار تھے۔ انکی نسل ابتک سنبھل
و مارہرہ مین موجود ہے۔ از انجملہ نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان
بہادر انتصار جنگ نہایت معروف و مشہور شخص ہین جدی سلسلہ دیوان عبد المومن خان سے
اور مادری حکیم محمد منیر سے ملتا ہے شیخ فضل حسین باپکا اور شیخ نجیب علی دادا کا نام تھا دختر نیک اختر انور علی پسر حکیم
محمد منیر کے ساتھ انکے باپ کی شادی ہوئی اور یہی توطن امروہہ کا سبب ہوا۔ نواب صاحب نے
امروہہ مین نشو و نما پایا وہی مسکن ہے۔ مکارم اخلاق و محاسن اوصاف مین شہرہ آفاق
ہین۔ سادگی بے تکلفی تہذیب انمین کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ تدین۔ تدبیر۔ نیک اندیشی
حق پژوہی۔ راست بازی۔ ہمدردی۔ دستگیری۔ ضعفا۔ کنبہ پروری۔ مہمان نوازی۔
انکا حصہ ہے۔ بروئے علم فارسی عربی مین کامل الاستعداد اور خط نستعلیق کے اوستاد

ہین - طاعات وعبادات مین علاوہ معمولی - فرایض و سُنن کے تہجد اشراق چاشت تک کبھی قضا نہین کیا - انتہائی پابندی صلواۃ یہہ ہے کہ جس زمانہ مین سررشتہ دار کلکٹری ضلع علیگڈہ تھے جب نماز کا وقت آتا فوراً کام چھوڑکر حکام مجازی کے اجلاس سے حاکم حقیقی کے حضور مین نہایت خشوع وخضوع سے حاضر ہوجاتے - اور جمعہ کے دن جامع مسجد مین شریک جماعت ہوتے - چونکہ یہہ امور انکی کمال تدین وصلاحیت کی دلیل تھی حکام وقت نے کبھی اسبات کی روک ٹوک نہین کی - جب بجٹ کالون صاحب نے کلکٹری ومجسٹریٹی کی کرسی پر اجلاس فرمایا اونکو یہہ امر پسند نہ آیا فرمایا تمہارے چلے جانے سے کام کا ہرج ہوتا ہے عرض کیا نماز مین دیر نہین لگتی چند منٹ مین فارغ ہوکر آجاتا ہون - صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا ضرور ہرج ہے دو کام ایکوقت مین نہین ہوسکتے جواب (مین نماز نہین چہوڑ سکتا) استعفا حاضر ہے - چنانچہ استعفا لکھکر پیش کردیا انکی ایمانداری اور کام مین اعلی درجہ کی قابلیت مسلم تھی صاحب بہادر نے اولاً فہمایش کی اور بالاخر چھ مہینہ کی رخصت دی -

ناظرین مقام غور ہے - اول تو نماز کی مواظبت اور پابندی کرنے والے تہوڑے ہین اور جو ہون بھی تو اتنے مزاحمت پر ایسی جراءت کرنا ہر کسی کا کام نہین - لیکن جس شخص کے پاک دلمین مضمون - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ[1] ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ہ گہرے لفظون مین لکھ گیا ہو اور جس نے - اِنَّ[2] اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْن پر پورا بہروسا کرلیا ہو اوس کا روکنا اور باز رکہنا آسان نہ تہا - سچ ہے مسلمان اور مسلمانی مین بہت فرق ہے گنتی گنانے کو دنیا مین مسلمانون کی کمی نہین لیکن اسلام کے خط مستقیم پر چلنے والے تہوڑے ہین - نظم

---

[1] ترجمہ کہڑی رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہو - ۱۲ - آغاز پارہ ۲۱
[2] ترجمہ البتہ اللہ ساتھ ہے ڈروالون کے ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ

سالکا اسلام اگر آسان بدی	ہر کسے چون شبلئے واد ہم بدی
تانگردی تو مسلمان از درون	کے توانی شد مسلمان از برون

علیمٌ بذات الصدور یعنی چہپی ہوئی باتون کا جاننا اور عالم الغیب والشہادۃ[1] وہو الحکیم الخبیر خدا کی صفت ہے۔ انکی قلبی صداقت اور ارادی استقامت اوسکی جناب مین منظور و مقبول ہوگئی۔ یہہ علیحدگی جو ظاہر بین آنکھون مین ذرا کہٹکتی ہوگی حقیقۃً ایک بڑی ترقی کا سامان تہا۔ ایام رخصت ابہی ختم نہونے پائے تہے کہ حسب ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین[2] لطیفہ غیبی ظہور مین آیا۔ اور نیز ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون[3]۔ کا وعدہ پورا ہوا۔ یعنی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام حیدر آباد دکن نے بتعین تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار بولا لیا اور جاتے ہی معتمدی دیوانی کے عہدہ پر مقرر کردیا۔ وہان انکو اپنے جوہر قابلیت دکہانے کا بہت زیادہ موقع ملا محنت دیانت معاملہ شناسی خوش فہمی سے وہ رنگ جمایا کہ تہوڑے ہی عرصہ مین بمشاہرہ بارہ سو روپیہ صوبہ دار سمت شمالی مقرر ہوئے۔ پہر بیافت اٹہارہ سو روپیہ ماہانہ ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام ہوگئے۔ اوسکے بعد دو ہزار تین سو روپیہ ماہوار پر ترقی پائی نائب وزیر پیشدست مدار المہام و مشیر سلطنت ہوگئے۔ پہلے نواب انتصار جنگ خان بہادر۔ اور پہر دسمبر ۱۸۹۰ء مین نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ کا معزز خطاب ملا۔ انصرام امور سلطنت و انجام خدمات مین ہر پہلو دولت آصفیہ کی بہبود اور گورنمنٹ نظام کی بہی خواہی ملحوظ رہے۔ سیر پائی اور دیانت داری مین وہ ناموری پائی جسکی نظیر نہین۔ باوجود ایسے عروج اور اتنے وسیع اختیارات کے اپنی سادگی و منع انکسار طبع اور تدین و راستبازی کو ہاتھ سے نہ دینا اسی بہادر نیکدل پاک نہاد مقدس شخص کا

[1] ترجمہ چہپا اور کہلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار ۱۲ پارہ ۔ قریباً ثلث [2] ترجمہ تحقیق اللہ نہین کہوتا ہے حق نیکی والون کا ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ [3] اور بدلے مین دین گے ہم اون کو بیوض انکے نیک کامون کا جو کرتے تہے پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳-

کام تھا۔ اب آٹھ سو روپیہ ماہوار کی پنشن پاکر خانہ نشین اور امور خیر مین شاغل و مصروف و بہمہ اوصاف موصوف ہین۔

سر سید احمد خان کے ساتھ انکو ابتدا سے تعلق و ارتباط پیدا ہوا لیاقت نے سر سید کے دلمین جگہ کرلی پھر گو یکجائی کا زمانہ ختم ہوگیا لیکن یکجہتی مین روز افزون ترقی رہی اور رہے لیکن جب مسودہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم مسلمانان واقعہ علیگڈہ کا معاملہ پیش ہوا نواب صاحب نے اوسکی نسبت جو رائے تحریر فرمائی ہے اونکی کمال آزادی سچائی بے ریائی ایمانداری ہمدردی اسلامی و پابندی اسلام کی دلیل کافی و برہان شافی ہے جسکی چند دفعات نظیراً بہم ناظرین کرتے ہین۔

دفعہ ۲۴ سید صاحب یہ تو قبول کرین گے کہ جو محبت اور فکر اونکو اپنی قوم کی نسبت ہے اوس سے بہت زیادہ محبت اور فکر پیغمبر صاحب ہمارے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی اُمّت سے تھی سید صاحب کے سامنے صرف ایک کالج کا انتظام ہے اور آنحضرت ؐ کے سامنے اس قدر بڑے مذہب کا انتظام تھا لیکن مین اوسی عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ جو میرا اور سید صاحب کا یکسان ہے انکی توجہ اس بات مین چاہتا ہون کہ آخر نبی ؐ نے کیا کیا یہی کیا کہ خلافت کا مسئلہ امت ہی پر چھوڑا اور خدا جو ایک ایسی جمہوری کام مین ایسے ما بعد لوازمات کے نتیجہ سے بخوبی واقف تھا اوس نے بھی کوئی وحی نبی ؐ کو اسباب مین نہین بھیجی کہ اپنے جانشین کا معاملہ نبی ؐ کو اپنے سامنے طے کرنا چاہیئے۔

دفعہ ۲۵ یہہ فقرہ جواب مین لکھتا ہون کبھی بھی نہ لکھتا اگر مجکو خوف ہوتا کہ میرے دلایل جو مین اوپر بیان کرتا ہون صرف اسیقدر رکھنے سے غلط ثابت ہو جائین کہ سید صاحب نے بھی خلافت کے اس مسئلہ کو امت ہی پر چھوڑا ہے جسکو اونہون نے اوسکے تصفیہ کے لئے کالج کمیٹی کے ممبرون کے سامنے رکھدیا اور یہہ کہدیا کہ اخیر تصفیہ ممبرون کی کثرت رائے پر منحصر ہے مگر یہہ عذر صحیح ہوگا سید صاحب نے کم از کم اسقدر کوشش تو ضرور

کی ہے کہ یہہ مسئلہ اونکے سامنے ہی طے ہوجائے حالانکہ اسقدر بھی اونکو اوس اعلی درجہ
کے مناسب نہ تھا جسکی ہم سب لوگ ابتدا سے قدر کرتے چلے آتے ہین کیونکہ انکہون
کی مروت اور پیٹھ پیچھے کی بات مین بہت فرق ہوتا ہے اسوقت یہہ بات ممکن ہے کہ جو لوگ
سید محمود صاحب کو سکرٹری کے عہدہ کے قابل نہ بھی سمجھتے ہون وہ سید صاحب کی مروت سے
اقبال کرلین سید صاحب کے بعد یہہ احتمال جاتا رہیگا اوسوقت جو مفید ہوگا وہ بالکل آزادی کا
فیصلہ ہوگا جو اوس شخص کے لئے بھی کہ جسکے حق مین فیصلہ ہو البتہ ایک عزت
کی بات ہوگی۔

وقعہ ۲۶ پہر واقعات یہہ ہین کہ صرف اسی پر قناعت نہین کیگئی کہ مروت ہی سے
کام نکل سکے بلکہ اوس سے زیادہ کارروائی ہوئی ہے مینے بچشم خود سید صاحب کی وہ
تحریر بہی دیکھی ہے اور سید صاحب نے اوسکو مخفی بھی نہین رکہا ہے کوئی دقیقہ اس
بات کے لئے اوٹہا نہین رکہا گیا کہ رائے دینے والے سید محمود کے حق مین رائے دین۔
رائے دینے والون کو یہانتک خوف دلایا گیا ہے کہ اگر وہ سید صاحب کی اس تجویز سے
اتفاق نکرینگے تو سید صاحب صرف سکرٹری عہدے ہی سے استعفا دینگے بلکہ جو مدرسے کے
تعلق اسوقت تک ہوا ہے اوس سبکو ملیامیٹ کرکے رکہدینگے ان تحریرون کا اثر
رائے دینے والون پر یہہ تھا کہ وہ سمجھے کہ اگر سید صاحب کے خلاف مزاج ہم کوئی رائے
دیتے ہین وہ سید صاحب کی بے انتہا ناراضی برداشت کئے بغیر ناممکن ہے پھر اون مین
کوئی تھا کہ سید صاحب کی مروت اوپر غالب تھی اور اسباب سے تو شاید کوئی بھی خالی نہو گا
کہ جس کے دلمین سید صاحب کی عظمت کا ادب ملحوظ نہو اور اس قسم کا دباؤ ڈالا گیا ہو تو نتیجہ
جو ہوسکتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے مجکو اپنے ایسے دوست معلوم ہین کہ جنہون نے
مسودہ کے پڑہنے کی تکلیف نہین اوٹہائی اور یہہ کہکر کہ سید صاحب قوم کے بہت بڑے
خیر خواہ ہین اور بہت بڑے دانشمند ہین اونہون نے جو کیا ہوگا اوسمین کچھ مصلحت ہوگی

تمام مسودہ کی نسبت آنکھ بند کرکے ووٹ دیدیا خیر یہانتک بھی پردہ ڈہکا ہوا تھا مگر مین اون صاحبون سے بھی واقف ہون کہ جنھون نے سید صاحب سے کہا کہ یہہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اوسکا جواب اونکو ایسے لفظون مین ملا کہ وہ ڈر گئے اور سمجھے کہ اگر اقرار نہین کرتے تو سید صاحب کے ساتھ اپنی قدیمی دوستی اور وضعداری کو قایم نہین رکھ سکتے اور اسبات کو اچھی طرح سمجھ کر کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ناانصافی ہے اونھون نے سید صاحب کی ہان مین ہان ملادی اور ووٹ دیدیا کہ سید صاحب کے بعد سید محمود سکرٹری مقرر کردئے جائین یہہ مین کسی چھوٹے آدمی کی طرف اشارہ نہین کر رہا ہون بلکہ ایسے بڑے درجہ والون اور مشہور قابلیت والون اور لیاقتون کے لوگون کی داستان بیان کر رہا ہون کہ اگر اونکا نام لون تو فارسی مین ایک اور انگریزی مین تین سطرین اونکا نام اور خطاب لکھنے کے لئے درکار ہون اس سے زیادہ کونسا نامناسب طریقہ انتخاب کا کام مین لایا جاسکتا ہے اور کیونکر ایسے ووٹون کی بنیاد پر ایسے بڑے مسئلہ کا تصفیہ ہوسکتا ہے ۔

دفعہ ۲۷ میری خود کبھی ہمت نہ پڑتی کہ مین اس ازادی سے اپنی رائے لکھتا اگر مجکو یہہ خوف نہوتا کہ ایکدن مرنا ہے اور خدا کے سامنے اپنے اعمال کا جواب بھی دینا ہے اگر ایک خدا کا گناہ ہوجائے تو ممکن ہے کہ اوس سے توبہ کرین اور وہ اپنی رحیمی سے بخشدے انسانون کی متعلق اگر ایک دو کی نسبت کچھ خطا ہوجائے تو اون سے معذرت کرکے صفائی حاصل کرسکتے ہین لیکن قوم اور ملک کا گنہگار کس کس سے اور کہان کہان تک اپنا گناہ بخشواتا پھرے گا تمام عمر بھی اگر صرف ہوجائے تو عہدہ برا نہین ہوسکتا سید صاحب نے بیشک اس درجہ کے کالج کے لئے سید محمود صاحب کے انتخاب کو مفید خیال کیا کہ اوسکے حاصل کرنے مین اونھون نے جایز و ناجایز دونون ذریعون سے کام لینے کو مباح کردیا ہے مگر مجکو امید ہے کہ اگر سید محمود صاحب اس تفصیل کے ساتھ ان واقعات پر مطلع ہونگے تو وہ خود خیال کرینگے کہ جو انتخاب ایسے ذریعون سے ہوا ہو وہ کوئی عزت کا انتخاب نہین ہے ۔

دفعہ ۲۸ مضمون اس حصہ کے متعلق میری بہت کچھ خواہش تھی کہ صرف مسودہ قانون کی
نسبت اپنی رائے دیدوں اور سید محمود صاحب اور مولوی سمیع اللہ خان کی ذات سے کچھ بحث نکرونا
اور ہرچند مینے اوسکو سوچا لیکن چونکہ مسودہ قانون مین خود ذاتیات سے بحث تھی لہذا مجکو
کوئی راستہ نہین ملا جسمین اپنے مدعا کو اور اپنے دلایل کو بغیر ذاتیات کی بحث مین پڑے ہوئے
کافی طور پر بیان کرسکتا باانیہمہ اگر مجھسے اونمین سے کسیکی نسبت کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو کہ
جسکو ناپسند کرتے ہون گو مینے حتی الامکان اوسکے ہر ایک موقع پر ممکن احتیاط کو ملحوظ رکھا
ہے تو مین اونکی معافی چاہتا ہون ۱۲-

بالآخر جسوقت قانون ٹرسٹیان پاس ہوگیا اور سرسید کے بعد سید محمود ہی کا سکرٹری ہونا قرار
پایا تو جن لوگون نے اس تجویز سے اختلاف کیا تھا سبنے کالج کی ممبری اور ٹرسٹی ہونے سے
استعفا دیدیا اکثر کالج کے مخالف ہوگئے مگر اس مہذب مآل اندیش کو مخلصانہ اختلاف تھا نہ
مخاصمانہ اس رائے پر عمل نہونے سے اونھون نے سرسید کے ساتھ بدمزگی اور کالج کے ساتھ
بے اعتنائی پیدا نہین کی اپنی اوسی استقامت وضع پر قایم رہے اور کالج جو مسلمانون کی
تعلیم وتربیت کا مرکز و ترقی و بہبود کا آلہ ہے اوسکی امداد و ہمدردی مین ذرا کوتاہی نکی - اوسکے
بعد ریاست نظام سے کالج کیواسطے ایک ہزار روپیہ جاگیر مین اضافہ کرایا - دکن سے کالج کے
چندہ کی کوشش کی - اور ہمیشہ اپنی ذات خاص سے مدد کرتے رہے - جب سرسید نے ابتداءً
علیگڈہ مین انسٹیٹیوٹ سوسیٹی قایم کی تھی اوسکے سرگرم ممبر اور اخبار انسٹیٹیوٹ سوسیٹی کے
عرصہ تک مہتمم رہے اور اوسمین عمدہ مضامین نگاری کی - جب سرسید نے تہذیب اخلاق مسلمانون
کی اصلاح و ترقی کیواسطے جاری کیا اوسمین انکے مضامین نہایت زور و شور سے نکلے - ایک
دفعہ جب کسی پولیٹکل وجہ سے تعلق ریاست چھوڑ کر چلے آئے تھے علی گڈہ مین مقیم رہکر
نہایت محنت کے ساتھ بورڈنگ ہوس کا کام انجام دیا - اوسکے بعد پھر حیدرآباد بلالئے گئے
انکے علمی مذاق کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے وطن امروہہ مین اپنے ذاتی صرف سے ایک مدرسہ

موسوم بہ (تاج المدارس) جاری کیا۔ سرکاری مدرسہ موجودہ مرادآباد مین انتفاع عوام کی غرض سے بجائے مڈل کے انگریزی انٹرینس تک کی تعلیم کا بندوبست کرا دیا۔ سب سے بڑھکر یہہ ہمدردی اسلامی قابل شکرگذاری ہے کہ انگریزی تعلیم کی وجہ سے جو بد نتایج کا ظہور ہونے لگا اور آزادی پسند نوجوانون کی طبیعتون مین بسبب ناواقفیت اصول مذہبی جدید فلسفہ نے نئے نئے خیال پیدا کردئے نواب صاحب نے ان خانہ برانداز مشکلات کے رفع کرنیکو اسبات کی کوشش کی کہ انگریزی مدارس مین مذہبی تعلیم کی اجازت دیجائے اور محض تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانون کی اصلاح کی غرض سے اپنا وقت عزیز صرف کرکے دو مہینہ نینی تال پر قیام کیا اور بفضلہ تعالی ایک حد تک اوسمین کامیابی حاصل کی گورنمنٹ نے ہفتے مین دوبار آدہ آدہ گھنٹہ کا وقت مذہبی تعلیم کیواسطے منظور کرلیا اور اوسکا انتظام و نصاب درس کی درستی و خواندگی مین تغیر و تبدل کا اہتمام مسلمانون کی تجویز پر چھوڑ دیا نواب صاحب نے اوسکی قواعد چھپوا دی اور (ندوۃ العلما) سے درخواست کی کہ اسکا انتظام اپنے ہاتھ مین لے و نصاب درس مرتب کرے چنانچہ اجلاس چہارم ۱۷۔ شوال سنہ ۱۳۱۴ھ و ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء منعقدہ شہر میرٹھ مین جمیع علما و حاضرین جلسہ نے گورنمنٹ کی اس عنایت اور نواب صاحب کی سعی کا نہایت مسرت سے شکریہ ادا کیا۔

نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس جس نے ایک سپاہی کے درجہ سے شہنشاہی پر عروج لیا اوسکی سوانح عمری کا انگریزی دان کی امداد سے اپنی زبان مین ترجمہ کیا۔

حضرت رسول مقبول صلعم نے جو نامہ جات شاہان وقت کے نام جاری فرمائے ہین اونکو یکجا فراہم کرکے اور اپنے ذاتی سرمایہ سے چھپوا کر کل جلدین اوسکی مدرستہ العلوم مسلمانان کو وقف کردین۔

غریب طلبا کو وظیفہ دیتے اور اکثر ایک ایک طالبعلم کو اپنے ذاتی صرفہ سے تعلیم دلاتے ہین امروہہ و سنبھل اپنے اور اپنے اجداد کے وطن مین کثیر التعداد بیمایہ و معذور مرد عورتون

کی ماہوار تنخواہین مقرر کردی ہین ایک طبیب صرف اسلئے ملازم ہے کہ اوسکی خدمات بلااجرت غربا کے لئے وقف ہون سنا ہے کہ اکثر ادویات بھی غربا کو بلاقیمت دیجاتی ہین۔
کسی بیکس غریب و مفلس کے مکان پر جانے اور اوسیطرح سادگی کے ساتھ اوس سے ملنے جلنے ہین انکو ذرا بھی تکلف نہین۔
سب سمجھتے ہین کہ قومی افلاس کس درجہ بڑھ گیا ہے صدہا ناجایز و نامشروع و غیر ضروری رسمین جو شادی غمی کے موقعون پر ہمسایہ قومون کے اتصال یا دولتمندی کے سبب رایج ہو گئی تہین مقتضار وقت یہ تھا کہ اب اون سے احتراز کیا جاتا پر نہین ساری قوتین سلب ہو گیئن اسمین ابھی مادہ ایجاد موجود ہے تباہ کن اصراف کی وجہ سے اِنَّ المسرفین کا مصداق بننا اور لاتسرفوا ط اِنَّہٗ لایحبُّ المسرفین ط پر عمل نکرنا فخر مندانہ اولوالعزمی اور مردانہ ہمت جانتے ہین مولوی صاحب نے ڈوبتی ہوئی قوم کو اس دلدل سے نکالنے مین بھی دلچسپی لی ہے چاہتے ہین کہ قوم فضول خرچیون سے محترز ہو کر معتدل حالت پیدا کرے سنہ ١٣١١ ہجری مین ایک رسالہ مصارف شادی کی تخفیف اور اوس سے معذورین و مستحقین قوم کی امداد و پرداخت کئے جانے کے باب مین لکھا عملاً خود اوسکی نظیر اپنے ہان قایم کی۔ بالجملہ اس نکبت قومی کے وقت مین من کل الوجوہ جو اوصاف گزیدہ انکی ذات با صفات مین مجموعًا پائے جاتے ہین جہانتک میرا خیال ہے نہ صرف اپنی قوم و قبیلہ خاص بلکہ اسلامی دنیا مین آج اونکا نظیر کم ملے گا اونکی ذات ستودہ صفات اکابر سلف کی عمدہ و قابل تقلید نمونہ ہے۔
مینے چاہا تھا کہ اس فخر قوم بزرگ کے حالات ذرا اور تفصیل سے لکھے جائین اور اوسکے معلوم کرنے مین کوشش بھی کی خود حضرت معزی الیہ سے مستدعی ہوا اونھون نے اس امر خاص کی نسبت جو جواب دیا ہے وہ فقرات بجنسہٖ یہان درج کئے جاتے ہین۔ وھو ہذا جو کچھ مہربانی سے میرے نامۂ اعمال کی نسبت ارشاد ہوا ہے اوسکی شرح میرے قلم سے مشکل ہے اسلئے کہ اپنے

معائب سے جس قدر مجکو وسیع اطلاع ہے ایسی کسی دوسرے کو نہین ہے اور وہ اسقدر زیادہ ہین کہ محاسن کو بالکل اپنے مین ڈہکے ہوئے ہین یہ نہ میرے لئے انصاف کی بات ہوگی اور نہ ایک مورخ کے لئے کہ وہ حسنات کو تو بتلادے اور سیئات سے درگذر کرے پس اگر شرح احوال پُر اختلال میرے ذمہ ہو تو وہ سرتاسر ایک خرابا تی دفتر ہوگا ۱۱

اسکے بعد ایک اور عنایت فرمائیے جو اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزون و مناسب تھی خط کتابت کی گئی بعد چندین تحریرات اونھون نے مفصل واقعات کی اطلاع دہی کا اطمینان دلایا لیکن بالآخر وہ اپنے وعدہ کو پورا نکر سکے اور نتیجہ مین ناکامیابی کا افسوس رہا۔

دبیر بے نظیر والا پایۂ گاہ امارت دستگاہ شیخ عنایت اللہ باشندہ لاہور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین خدمات دیوانی و میر منشی گری پر مامور تھے انشا پردازی مین جو سحر کاری اونکو حاصل تھی وہی باعث عروج ہوئی ابتدائے عدالت شاہی مین عرایض نویسی کیا کرتے تھے نقل ہے۔ کہ ایک روز کسی مفلس برہمن نے درخواست کی میرے دو لڑکیان ناکتخدا ہین تہیدستی اونکی ازدواج کی مانع ہے آپ عرضی لکھدین تو حضور شاہی مین پیش کرکے بخت آزمائی کرون اونھون نے قلم اوٹھاکر دو حرفی عرضداشت ان الفاظ مین لکھدی (این عاجز بیار دو عاجزہ عاجز ــــ چو عاجز رہا نندہ ز انم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا) برہمن نے عرضی اعلیٰ حضرت شاہجہان بادشاہ کے حضور مین پہونچادی بادشاہ نے بملاحظہ عرضداشت حسن خط ادائے مضمون طرز تحریر پسند کرکے برہمن کو بلایا اوس نے نویسندہ کا نام و نشان بتایا چوبدار کو کاتب عرضداشت کے پیش کرنے کا حکم ملا عنایت اللہ حاضر دربار ہوئے اداب شاہی بجالائے بات چیت طور و قیافہ سے قابلیت کا اندازہ کرکے بسبب کمال جوہر شناسی جو اعلیٰ حضرت کی ذات مین ودیعت تہا اپنی میر منشی گری پر مقرر فرمایا۔ نقل ایک مرتبہ بادشاہ نے کسی امیر کے نام فرمان لکہنے کا حکم دیا تھا عنایت اللہ بہول گئے دوسرے دن

جب حاضر حضور ہوئے بادشاہ نے فرمایا فرمان لکھدیا عرض کیا طیار ہے اور سادہ کاغذ
ہاتھ مین لیکر فرفر پڑھ سنایا بادشاہ نے مضمون و مطالب کو پسند فرمایا پھر دفتر مین آکر قلمبند
کیا جب بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی بہت خوش ہوا اور بعطاے خلعت و انعام
و اضافۂ منصب سرفراز کیا **بہار دانش** انکی تصنیف سے مشہور کتاب ہے جو آغاز سال
سنہ ۱۰۶۰ ایکہزار ساٹھ ہجری مین بعہد شاہجہان بادشاہ مرتب ہوئی محمد صالح کنبو نے
جسکو انکے ساتھ نسبت ہم گوہری و شاگردی حاصل تھی ایک دیباچہ اس کتاب کا لکھا
ہے عنایت اللہ کی فکر سخن مین سحر کاری اور اوسکی رشحات قلم کی معجز نگاری محتاج دلیل
و برہان و حاجتمند تفسیر و بیان نہین۔ بہار دانش باعتبار فصاحت و بلاغت و متانت
عبارت جس خوبی کی کتاب ہے ماہران زبان واقف ہین اوسکی نسبت زیادہ بحث
کرنے کی ضرورت نہین اڑہائی سو برس تک یہہ کتاب داخل درس ہر مبتدی
و منتہی رہی ہے۔ مصنف کی قابلیت اور اوسکے زور قلم کا ہر شخص کو اعتراف رہا ہے۔
الا اوسکے مضامین جو مکار عورتون کی مکاید کے ظاہر کرنے مین ایک صاف و شفاف
شیشہ کا کام دے رہے ہین بعضی طبیعتین پسند نہین کرتین ذرا غور کیا جاوے تو اعتراض
زیادہ باوقعت نہین ہے دانشمندون نے پند و نصایح کرنے اور حسن و قبایح بتانے کا
ایک انداز اور کوئی طرز خاص اختیار نہین کیا کبھی صریح گاہے کنایہ استعارہ مین بیان کرتے
ہین کبھی اصلی واقعات اور گاہ فرضی قصص و حکایات لطافت و ظرافت کے پیرایہ مین اور
بعض اوقات جانورون کی زبان مین لکھتے ہین غرض مختلف اقسام کی اخلاقی امور
کثرت کے ساتھ موجود ہین عورتون کے مکاید کسی بسوط اور مستقل کتاب مین منضبط نہین تھے
حالانکہ عورتون کی نسبت دنیا کے تمام مذاہب و اقوام نے بے اعتباری ظاہر کی ہے۔
زمانہ قدیم کے کل مقنن قریب قریب عورتون کے باب مین ہمرای و ہمزبان ہین۔ ہندؤنکا
قانون کہتا ہے تقدیر۔ طوفان۔ موت۔ جہنم۔ زہر۔ زہریلے سانپ انمین سے کوئی اسقدر

خراب نہین جتنی عورت - آنحضرتؐ سے دو ہزار سال پہلے (منو) ہندوستان کے مقنن قدیم نے اس بے اعتباری کو صاف الفاظ مین ظاہر کیا ہے "کسی عورت کو زانیہ کہنے کے لئے اسقدر کافی ہے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر مین ایک انڈا تلا جاسکتا ہے" (منو) کا قانون کہتا ہے کہ عورت - صغیر سنی مین ماباپ کی مطیع ہے - جوانی مین شوہر کے بعد بیٹون کی بیٹے نہون تو اقربا کی کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لایق نہین کہ خود مختاری سے زندگی بسر کرسکے - کتاب[2] مقدس مین لکھا ہے عورت موت سے زیادہ تلخ ہے - عہد قدیم کے باب وعظ مین ہے جو خدا کا پیارا ہے اپنے کو عورت سے بچائے گا مینے ہزار آدمیون مین ایک خدا کا پیارا پایا لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک بھی ایسی نہ پائی جو خدا کی پیاری ہو - چینیون مین[3] مثل ہے اپنی بی بی کی بات سُننی چاہیے لیکن اوسے ہرگز یقین نکیا جاوے - روسی[4] مثل ہے دس عورتون مین ایک روح ہوتی ہے - اطالیون[5] کا قول ہے گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اوسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی یا بُری ہو اوسے مار کی ضرورت ہے - اسپین[6] کی زبان مین مثل ہے بُری عورت سے بچنا چاہیے - مگر اچھی صورت پر کبھی بھروسہ نکرنا چاہیے - خود کلام پاک مین فرمایا گیا ہے - اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ٥
البتہ تمہارا فریب بڑا ہے ۱۲

جامی سعدی وغیرہ مصنفین نے بھی بعض حکائتین مختصر و متفرق طور پر اس مضمون مین لکھی ہین - ایک شاعر کا کلام ہے **قطعہ**
غالب دہلوی ۱۲

بہ آدم زن بشیطان طوق لعنت
سپردند از رہ تکریم و تذلیل
ولیکن مرد اسیرے طوق آدم
گرانتر آمد از طوق عزازیل

مصنف **بہار دانش** نے وہ تمام امور شرح و بسط سے ایک علیحدہ کتاب مین جمع کردیے تاکہ دور اندیش آدمی چالاک عورتون کے فریب سے بچا رہے اور اونکے دام تذویر مین مبتلا نہو سکے عبارت کی عمدگی نے کتاب کو قبولیت کا درجہ دیا دلچسپ قصص نے نہ صرف ناظرین کو ربط عبارت بندش الفاظ حسن انشا کا شیفتہ کیا بلکہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے کتاب

لکھی گئی تھی اوس کا اچھا نتیجہ پیدا ہوا **میسکر و ستو** بدکردار عورتون کی نسبت بوجہ اونکی ناقص العقل ہونے کے جو کچھ لکھا پڑھا گیا اور کہا سنا جائے تھوڑا ہے پھر بھی عورتون کی طرف سے بالکل بے اعتنائی و بالعموم بدخیالی ویسے اعتباری مناسب نہین وہ خداوند تعالی کی عمدہ ودیعت ہین اونمین بہت سی خوبیان ومحبوبیان پائی جاتی ہین قدرت نے اونکو ضعیف الخلقت بنایا ہے اونمین لینت نرمی خداترسی رحمدلی غمخواری دردمندی زیادہ ہے اونھون نے حیات اُخروی کے اعلی مراتب - اور معاد کے اقصی مدارج حاصل کرنے مین مردون سے کم حصہ نہین لیا مذہب اسلام جو دنیا کے تمام مذاہب مین سے مہذب معتدل ومحمود ہے اوس نے اونکے ساتھ رفق وملایمت اور سلوک ومصالحت رکھنے کی ہدایت کی ہے منجملہ امور معاشرت دنیوی مین بھی عورتین نہایت مفید وکارآمد ثابت ہوئی ہین کسی نے سچ کہا ہے ؎

عیش دنیا با زن ودندان بود		بے زن ودندان جہان زندان بود	

مصنف بہار دانش کی ایک انشا بھی ہے اوسمین فرامین شاہی اور خطوط جوالتی مصنف نے اپنے عزیزون کو لکھے ہین اور دیباچہ وخاتمہ بعض کتب کے نثرین تحریر کی ہین محمد صالح کنبو مصنف شاہجہان نامہ نے ۱۰۷۲ھ ایکہزار بہتر ہجری مین بعہد ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی جمع کیا ہے - **اشرف الصحایف** اس انشا کا نام ہے - دو رقعہ غیر منقوط الفاظ مین لکھے ہین - ایک ۲۳ سطر کا - دوسرا ایکسو گیارہ سطر کا جسمین کوئی نقطہ دار حرف نہین آیا - پہلا رقعہ صدر الصدور کے نام ہے اسمین ایک عالم کے او دار معینہ کے اجرا کی سفارش کی گئی ہے مضمون یہ ہے کہ ملا معصوم مدرس مدرسہ مطہرہ نے راہ مکہ مین انتقال کیا اونکے فرزند ملا محمد عاصم نے دار السرور لاہور مین بجائے اپنے باپ کے علوم حدیث وفقہ وتفسیر وکلام کا درس دینا شروع کیا ہے حاکم لاہور نے روزینہ مقررہ بند کر دیا ہے وہ بدستور جاری کر دیا جاے - اس سے انکا علم دوست وہوا خواہ علما ہونا ثابت ہوتا ہے - دوسرا رقعہ ایک دوست کے نام ہے اوسمین فتوحات

شاہی کا مذکور ہے بادشاہ کی تعریف مین جو نظم بے نقطہ لکھی ہے اوسکے چند اشعار یہان درج کئے جاتے ہین۔

عماد عالم و عادل سوار عرصۂ ملک
سماک رمح و اسد حملہ و ہلال علم
رسوم محکم او کرد حکم عالم رد
ہم او ہمدم او داے ملک را مرہم

اساس طارم اسلام و سرور عالم
دل مطہر او ہمدم کلام علوم
سموم حملہ او کرد کار اعدا گم

مدار ملک عماد و عطارد علوم و مہر عطا
و ہم مکرم او مورد صلاح امم
ہم او ہمہ دل او داد عدل را معمار

رقعات سے شیخ کا کابل و قندہار جانا وہان کے جلسے زمین کابل کی برف باری و زمستانی موسم کی بہار معلوم ہوتی ہے۔ غرض انشا پردازی مین یہ شخص اوستاد وقت تھا۔

خواجہ حسن ملتانی مارہروی ابن خواجہ بڈہی ابن خواجہ عبدالرحمن حسب مصرحہ کتاب سلسلہ عالیہ انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے شیخ عبد اللطیف کے ساتھ ملتا ہے شیخ عبد اللطیف عابدین و مجاہدین مین سے تھے جو قریب زمانہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان مین آئے اور بندائے جاہد الکفار بلند قربانی اونکی اولاد ملتان مین جاگزین ہوئی۔ خواجہ حسن چار بھائی تھے۔ احمد قاسم۔ واحمد ہاشم و محمد امین و خواجہ حسن دو بھائی اخر الذکر تحصیل علم کے شوق مین دورہ سیر کرتے ہوئے ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری ابتدائے سلطنت ہمایون بادشاہ مین ملتان سے چلکر بحسب اتفاق قصبہ طیبہ (مارہرہ) مین پہنچے انکے آنے سے پہلے **خواجہ عماد الدین المعروف شیخ عماد قریشی ملتانی** جو انکی قوم قبیلہ سے تھے معہ اہل و عیال خود کسیوجہ سے ملتان چھوڑکر مخدوم **شیخ ظہیر الدین** قدس سرہ کے مرید و مستفیض بیعت ہوکر یہین سکونت پذیر ہوگئے تھے اور شیخ کی توجہ سے اونکو بہت جمیعت و فارغ البالی حاصل تھی۔ شیخ اکابر افاضل اور اجلہ مشایخ سے تھے انکا مزار اندرون آبادی (مارہرہ) محلہ کڑہ احمد سعید خان مین زیارت گاہ خلایق ہے جب یہ دونون بھائی مارہرہ آئے بوجہ رابطہ ہمقومی محمد عماد کے مکان پر فروکش ہوئے

پہلے حضرت مخدوم قدس سرہ سے علم کی تکمیل کی۔ بعد فراغ علمی رسم بیعت بجالائے محمد عماد کی دو لڑکیاں تہین مخدوم صاحب نے بجہت اتحاد قومی دونوں لڑکیوں کے ساتھ ان دونوں بھائیوں کا نکاح کرادیا تہین توجہ حضرت مخدوم یوماً فیوماً انکو ترقی ہونے لگی۔ جب شیرشاہ افغان سور ہمایون بادشاہ پر غالب آیا اور ہندوستان کا بادشاہ ہوا اوس نے رفاہ رعایا کی غرض سے عمدہ عمدہ انتظام کئے ہر پرگنہ مین چودہری اور قانونگو مقرر کیا تاکہ دفتر شاہی مین پرگنات کا حال مفصل معلوم ہوتا رہے اور نیا عامل پرگنات کے جمع وحالات جزئیہ وکلیہ کے معلوم کرنے کا محتاج نہو۔ چنانچہ (مارہرہ) کے پرگنہ مین خواجہ حسن برادر خرد محمد امین ازروئے علم وفراست وعقل وکیاست وشرافت نسب ان عہدون کے واسطے نامزد اور منتخب ہوئے ۹۴۹ نوسوانچاس ہجری مین دونون عہدہ انکو عطا کئے گئے۔ اوسوقت سے اس دم تک ان عہدون کا تعلق انکے خاندان مین نسلاً بعد نسل اور بضیمہ ان عہدون کی کل ریاست اس قصبہ کی انہین کی اولاد مین چلی آتی ہے چنانچہ ہنوز چودہری عنایت الٰہی جو خواجہ حسن سے دسوین پشت مین ایک ہنرمند نیک سیرت واخلاقمند شخص ہین گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدہ قانونگوئی کی پنشن پارہے ہین مگر اب چند سال ہوئے کہ قانون جدید انگریزی کے موافق عہدہ قانونگوی کا حق موروثیت زایل ہوگیا ہے انکی نسل مین خداوند تعالیٰ نے برکت عظیم عطا فرمائے بہت سے ہنرمند ذیعلیم اور صاحب ثروت وامارت گذرے ہین ایک جماعت کثیر انکی اولاد کی اب بھی قصبہ مارہرہ مین موجود ہے۔ دانہ از خرمن وخارے از گلشن۔ ریاست قدیم کے کچھ آثار پائے جاتے ہین چودہری عنایت الٰہی کے دادا چودہری کرم اللہ کے نام کا فرمان عطیہ شاہ عالم بادشاہ ہمنے دیکھا ہے فرمان کی پشت پر خلاصہ عرضی کرم اللہ اور کیفیت دفتر وجہر وزیرالممالک ابوالمنصور خان صفدر جنگ یحییٰ خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ودیگر امرا واہل دفاتر کی مہرین دستخط وعبارتین بکثرت درج ہین جنہین طوالت کے سبب ہم قلم انداز کرتے

ہین یادگارکے طورپر اصل فرمان کی نقل کی جاتی ہے کیفیت دفتر مندرجہ پشت فرمان سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ اوسوقت کا غذات پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافتہ اکبرآباد بابت سال ۱۱۳۴ف بدستخطی اعظم خان جد چہارم کرم اللہ کے دفتر شاہی مین موجود تھی اور خدمت چودہرہ قانونگوی اونکے نام مقرر تھی۔

هوالغالب

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ

فرمان بادشاہ عالیجاہ المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم

دریںوقت میمنت اقتران فرمان والاشان

واجب الاطاعت والاذعان صادر شد کہ خدمت چودہرہ و قانونگوئی پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافتہ اکبرآباد موافق معمول قدیم در وجہ انعام التمغائی کرم اللہ ولد عتیق اللہ ابن محمد عزیز بافرزندان از ابتدائے ربیع ئیلان ئیل بمعاقی تصدیق وبادداشت وپیشکش معہ رسوم نانکار وغیرہ مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار عالی نسب والانبار و وزرائی ذوالاقتدار وامرائے عالی مقدار ومتصدیان مہمات دیوانی ومتکفلان معاملات سلطانی ابداً و موبداً در استقرار استمرار این حکم مقدس معلی کوشیدہ مشاراً الیہ را نسلاً بعد نسلاً وبطناً بعد بطناً خالداً و مخلداً چودہری و قانونگوی مستقل پرگنہ مذکور دانستہ دیگرے را سہیم وشریک او ندانند و رسوم چودہرائی و قانونگوئی

موافق معمول قدیم میدہا بندہ باشند و دست تصدی موم الیہ در امور متعلقہ خدمات مزبور مستقل دانند و از صوادم تغیر و تبدیل مصوّن و محروس شمارند درینباب تاکید اکید و قدغن مزید دانستہ ہر سال سند و نطلبند و از ریلغ کرامت تبلیغ والاتخلف و انحراف نوازند تاریخ پنجم شہر رمضان المبارک سال سی و نہم از جلوس ابد مانوس مقدس معلیٰ زیب تحریر یافت۔

شاہ عالم ۴۔ جمادالاول سنہ ۱۱۳۱ھ میں پیدا اور ۴۔ جمادالاول سنہ ۱۱۷۳ہجری کو تخت نشین ہوا اور ۷۔ رمضان سنہ ۱۲۲۱ہجری میں رحلت کی اور کرم اللہ نے ۲۸۔ شعبان سنہ ۱۲۵۳ہجری کو انتقال کیا

وزیر محمد الملقب وزیر خان باشندہ مارہرہ خواجہ حسن سے تیسری پشت نہایت مخیر اخلاقمند صلاح و تقوی جود و سخا میں بے نظیر تھے سید العارفین مرشد العالمین حضرت سید عبد الجلیل بن شیخ عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ جو اولیاء کرام سے تھے انہیں کے زمانہ میں سنہ ۱۱۱۷ ایکہزار سترہ ہجری کو مارہرہ تشریف لاکر رونق افروز سجادہ مشیخت ہوئے وزیر خان کو عالم رویا میں مکرر بشارت ہوئی تھی کہ تمہارا پیر صاحب ولایت مارہرہ سمت مشرق سے آتا ہے اوسکی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت بھی دکھائی گئی تھی بعد تکرار متنبہ ہو کر جماعت صلحا اور رؤسا کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ اترنجی کہیڑہ ایک مقام ہے مارہرہ سے چار کوس پورب کی طرف پہلے یہاں ایک بڑا راجہ رہتا تھا جسے راجہ بین کہتے تھے۔ سلطان[۱] معز الدین سام ملقب بہ شہاب الدین غوری نے راجہ سے جنگ کرکے اوس مقام کو سرنگ سے اوڑا کر پلیٹ دیا اور وہ جگہ پھر آباد نہیں ہوئی جنگل ویران پڑا ہوا ہے گاہ گاہ پرانے سکہ کے روپیہ پیسہ کسیکو مل جاتے ہیں ایک بزرگ کا وہاں مزار بھی ہے جو حسین شہید کے نام سے مشہور ہے شاید اوسی معرکہ کے شہدا میں سے ہوں۔ اوس پر انبوہ جنگل میں برگ نباتات سے ستر پوشی کئے

---

[۱] یہ بادشاہ شجاع عادل خدا ترس تہا سنہ ۵۶۹ھ میں غزنین پر حکمران ہوا چند مرتبہ ہندوستان پر لشکرکشی کی سنہ ۵۸۸ ہجری میں راے پتھورا قتل اور سنہ ۵۸۹ھ میں دہلی دارالاسلام ہوا — ۳ شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری قریب غزنین بمقام دمیک شہید ہو گیا ۳۲ برس چند مہینے سلطنت کی پانچسو من الماس جواہر نفیس چھوڑا دیگر مال و متاع کو اسی پر قیاس کرسکتے ہیں ۱۲

ہوئے آپ مراقب بیٹھے تھے جب وزیر خان پہونچے فرمایا وزیر خان تو آگیا انہون نے بھی اوس شبیہ سے جو خواب مین دیکھی تھی پہچانا اور جلال ولایت کا رعب و اثر انپر غالب ہو گیا فوراً قدمبوس ہو کر مارہرہ لائے اور معہ مجمع اکابر و اصاغر مرید و مستفیض ہوئے حضرت میر پر پہلے جذب غالب تہا بارہ برس کامل صحرا گردی و بیابان نوردی و تجرید و تفرید مین برگ نباتات سے قوۃ لایموۃ کیا اب سلوک مین آئے تھے۔ تقریباً چالیس برس ہنگامہ ارشاد گرم رکہکر بعہد شاہجہان بادشاہ ۱۰۔ صفر ۱۰۵۸ھ کو رحلت فرمائے عالم قدس ہوئے مزار پر انوار حضرت کا مارہرہ مین زیارت گاہ خلایق ہے۔ انکی اولاد مین بڑے بڑے نامی مشایخ اور اولیاء کبار گذرے ہین اور انکی اولاد کا ایک خاص محلہ جسکو (پیرزادون کی بستی) کہتے ہین مارہرہ مین آباد ہے (اثار احمدی) مصنفہ عنایت حسین طبیب مارہروی حضرت میر کے خاندان کے حالات کی خاص تاریخ ہے۔ بالجملہ وزیر خان ایک نامور رئیس تھے قبولیت خدا داد حاصل تھی سجلات قدیم سے ۱۰۶۰ ایکہزار ساٹہ تک انکا منصۂ حیات پر جلوہ گر ہونا پایا گیا ہے۔

کھورن خان وزیر محمد خان کے پوتے نہایت بہادر و شجاع و صاحب عزت وجاہ تھے باہم انکے اور راجہ کشن سنگھ ایٹہ والہ کی جو رایان والا تبار مین سے تہا بہت دوستی تہی دونون پگڑی بدل بہائی بن گئے تھے آخر راجہ کی امداد مین کسی معرکہ جدال و قتال مین مردانہ وار شہید ہو گئے۔

غلام حسین خلف کریم الدین محمد وزیر محمد خان سے چوتھی پشت امارت و ریاست مین مشاہیر زمان قابلیت مین رشید خاندان علم و دانش و حذاقت و فن مصوری و موسیقی و سہنس کرت مین بے نظیر نہایت خوبصورت نیک سیرت رنگین طبع خوش مزاج عالیہمت فراخ حوصلہ خط نسخ مین اوستاد نغمہ و سرود کے شایق تصنیفات ہندی مین اوستادون پر فایق تھے پچاس برس کامل اسیطرح نشاط و کامرانی و علو جاہ کے ساتھ حکمران رہے ۲۷۔ ربیع الاول ۱۲۰۴ھ بارہ سو چار ہجری مین بعد نماز صبح کدورت گاہ فنا سے نزہتگاہ بقا

کی راہ لی حضرت سید شاہ گدا صاحب سجادہ سرکار خرد مارہرہ نے بدیہہ فقرہ آہ غلام حسین
مین تاریخ وفات کہی۔

محمد جیون خان وزیر محمد خان کے چھوٹے بیٹے صاحب ثروت وجاہ تھے بارگاہ خسروی
مین حاضر ہوکر مجدداً سند عہدہ وریاست حاصل کے پایان عمر تک با اقبال رہے۔

عمر خان شہید خواجہ حسن ملتانی مارہروی کے دوسرے بیٹے رئیس مرتاض نہایت
فیاض مجمع البحرین فضایل صوری ومعنوی صلاح وتقوی مردانگی ہمت خلق ومروت مین بے نظیر
وقت تھے جلال الدین اکبر بادشاہ جب مارہرہ مین خیمہ انداز ہوا انکا ذکر خیر سنکر باریابی کا
حکم دیا اور بوقت ملاقات بملاحظہ قابلیت مورد الطاف خسروانہ کیا موقع پاکر طعام ماحضر لانی
کے مستدعی ہوئے اور منظوری سلطانی حاصل کرکے بڑی دھوم دہام کی دعوت کی
بادشاہ نے انکی وسعت حوصلہ حسن سعی اور خوش سلیقگی کی داد دیکر دریافت کیا جو مدعا
اور ضرورت ہو اوس کا اظہار کیا جائے بمقتضاء استغناء ذاتی انہون نے کچھ خواہش
نکی تاہم بادشاہ نے پانچہزار بیگھ پختہ آراضی بنام مقبوضہ خاص سمت شرقی ملحق آبادی
قصبہ مارہرہ معہ فرمان عشر اور سند مسجد وعہدہ چودہری وقانونگوی عطا فرماکر باعزاز
رخصت کیا انہون نے اوسی زمین مین محلہ جداگانہ آباد کیا جو اب (کنبو محلہ) کے نام سے
مشہور ہے اوسکے قریب سرائے وبازار بنایا اور محلہ مین مسجد تعمیر کرائی ۹۷۰ نوسوستر ہجری
وسنہ جلوس اکبر بادشاہ مین ہمراہ کسی سادات کے حسبتہً للہ شہید ہوگئے مرقد انکا مارہرہ
مین ہے۔ سید شاہ جلال لسوی قدس سرہ متخلص بہ خرد جو ایک اکابر طریقت سے تھے
اونہون نے تاریخ شہادت یون لکہی ہے **تاریخ وفات**

از باغ جہان رفت عمر خان افسوس	گردید بزیر خاک پنہان افسوس
تاریخ وفاتش ز خرد پرسیدم	گریان شد وگفت حیف وا زخان افسوس

انکے پوتے **شیخ محمد** خلف ارشد علیخان صاحب حکومت وثروت تھے اونکی پہلی شادی دختر

عالی اختر نواب شہباز خان اکبری کے ساتھ اور دوسری عشیرہ کنبوہان سنبھل مین ہوئی تھی پہلی بیوی سے محمد شریف خان نہایت ذیجاہ و مرتبت ہوئے سجلات قدیم سے سنہ [illegible]ھ مین انکا بقید حیات ہونا پایا گیا ہے کول مین محمد سعید خان شہید شاہجہانی کی دختر بلند اختر سے ان کی شادی ہوئی تھی انکے بیٹے **محمد افضل** بڑے نخمند فروغ کاشانہ ریاست تھے سو برس کال نہایت جاہ و جلال کے ساتھ رہے سنہ ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین رحلت کی مسجد جامع مارہرہ انکے آثار خیر و صلاح کی نشانی ہے تاریخ بنا مسجد

در جہان این قصر نور آگین شدہ	نور او بر چہرہ پروین شدہ
سال تاریخ اساسش گفت خضر	مسجد افضل بنائے دین شدہ ۱۱۴۵

محمد عاقل شیخ محمد کے پوتے دانشمند بلیغ تھے وراثت قدیم پر اکتفا کی اپنے خسر محمد جیون کے ساتھ بارگاہ خسروی مین باریاب ہو کر سند تجدید عہدہ موروثی کی لی اور بہت جمعیت و اقتدار سے بسر کی، کرم علی محمد عاقل کے بیٹے نواب غالب جنگ احمد خان بنگش والی فرخ آباد کی رفاقت و ملازمت مین نہایت مقتدر و معزز رہے سنہ ۱۱۹۳ھ گیارہ سو ترانوے ہجری مین انتقال کیا۔

نیاز علی بن کرم علی حسن صورت و سیرت جود و سخا ثقاہت وضع متانت طبع دانش و تقیا فہ جو صفات بشری چاہئین انمین سب موجود تہین پایان شباب تک باپ کی زندگی مین دنیا کا عیش جیسا چاہیے سب کر لیا رات دن یاران رنگین طبع کے ساتھ گل چھرے اوڑاتے بعد مرگ پدر مسند ریاست پر رونق طراز ہوئے اور خوب نامور ی حاصل کی جب عیش و طرب سے طبیعت سیر ہو گئی حق شناسی کی طرف میل ہوا حضرت قدوۃ الاصفیا سید شاہ آل احمد اچھے[1] میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفید بیعت و مستفیض طریقہ باطن ہوئے بعد کسب اشغال مراقبہ تلاوۃ

[1] حضرت اچھے صاحب اپنے وقت کے مشاہیر اولیا سے تھے ۲۸۔ رمضان سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو انجمن امکان مین جلوہ افروز ہوئے (سلطان شاہ جہان) تاریخ پیدایش ہے اور ۱۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ ہجری کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے بڑے بڑے نامی گرامی عالم فاضل اصحاب شرایت آپ سے مستفیض بیعت طریقت اور آپ کے حلقہ ارادتمندان مین داخل تھے مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی آپکی شان مین فرماتے ہین سے نہ اندیز جنید و شبلی از سیر مقاماتش چہ بگویم باکہ کشفی داستان آل احمد را

وجود سے کشایش راہ مقصود ہوئے بتوجہ مرشد کامل تہوڑے عرصہ مین استغراق کلی ہوگیا پہر تمکین وسلوک مین آگئے بحکم مرشدی دل بیار و دست بکار پر عمل رہا وحدۃ الوجود مشرب تہا عہدہ کا کام چہوڑا نہین جو فتوح آتا علاوہ بایحتاج خود محتاجونکو تقسیم کردیتے - باتین تمکین وفصاحت تہی - رموز تصوف و اسرار حقایق اشارات وکنایات مین ادا فرماتے - فن موسیقی ہندی کو اون سے بہتر جاننے والا او سوقت اس نواح مین کوئی نہ تہا - گاہ گاہ بحسب تفنن طبع خلوۃ مین کچھ گاتے تو سننے والے بیخود ہوجاتے - قریب پچاس برس بجمعیت صوری و غنا معنوی کوس یکتائی بجاتے رہے - کاسگنج جو مارہرہ سے چار کوس سمت شمال ہے وہان ناظم وقت سے ملنے گئے تھے ناگاہ رات کو درد احشا مین مبتلا ہوئے صبح تدبیر تسکین کرکے اپنے کام مین مشغول ہوگئے بعد ادائے نماز ظہر بہ بیداری دل وآگاہی باطن ودیعت جان خدا کو سونپی نعش مارہرہ لاکر دفن کی گئی - ۲۲ - شعبان ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری کو یہ حادثہ پیش آیا

تاریخ وفات من نتایج فکر حکیم عنایت حسین مصنف سلسلہ عالیہ وغیرہ

زدنیائے دون چون نیاز علی	یکایک بملک عدم بر دپے
خرد فکر سعدی پسندید و گفت	بود در بہشت برین جائے وے

مصرع اخیر تمام تاریخ ہے -

چودہری حمایت حسن بن رونق حسن محمد عاقل سے چوتہی پشت اپنے عہد مین مارہرہ کے نامی گرامی رئیس و علاقہ دار فیل نشین نہایت خوبرو وجیہ تنومند و شجیع تہے - ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگلشیہ کے خیرخواہ اور مورد لطف حکام ذیجاہ رہے شہر مارہرہ کی خوب حفاظت کی ہر موقع پر بلوائیون سے بچایا - گہوڑے ہاتہی مرغ بط کبوتر لعل طوطی مینا طرح طرح کے جانور رنگ برنگ کی چڑیان چہوری کٹاری بندوق تلوار قسم قسم کے ہندی و ولایتی یورپی ہتیار ہر چیز کا ذوق و شوق تہا فن طب مین عمدہ دستگاہ تہی حکیم عنایت حسین مارہروی مولف کتاب ریاض احمدی و آثار احمدی وغیرہ سے جو طبیب والا پایہ گاہ تہے طب پڑہی تہی اور انہین سے

مطب کیا تھا۔ ۲۰ - شوال روز پنجشنبہ ۱۲۰۰ھ بارہ سو سن ہجری مین ڈیڑہ پہر دن چڑہے بیٹہے ناگاہ اچہے خاصے ہوکہ کی راہ خون کثیر ڈالکر بیک چشم زدن سب جاہ وحشم چہوڑ کر جہان گذران سے عالم جاودانی کو سفر کیا۔

جہان اے برادر نماند بکس	دل اندر جہان آفرین بند و بس

کوئی اولاد نہین چہوڑی - انکی جائداد کثیر انکی ہمشیر کے نواسون پر منتقل ہوگئی - جنمین حافظ محمد یعقوب علیخان ابن حاجی محمد مومن علیخان لایق اور مدبر شخص ہین انکا سلسلہ نسب ابائے عشیرہ نواب خیر اندیش خان بن نواب صواب اندیش خان میرٹھی سے ملتا ہے -

چودہری حافظ حسن حمایت حسن کے چہوٹے بہائی عظمت و حشمت مین ہم پہلہ سے برادر نامور تھے شعر و سخن سے ذوق تہا بڑے مدبر و منتظم تہے ۲۹ - ذیقعد سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا ان سے نسل دختری باقی رہی -

شیخ علی احمد ملتانی مارہروی صاحب ثروت و اقتدار و نواب شائستہ خان[۵] کے عمدہ رفقا

۵ نواب شائستہ خان امیر الامرا کا نام مرزا ابو طالب تہا یمین الدولہ آصف خان کے فرزند رشید تہے سال اول جلوس شاہجہان مین پنجہزاری ہوئے اورنگ زیب کے حضور سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب اور امیر الامرائے کا خطاب پایا حلم تواضع حسن سلوک جود و سخا مین کوئی امیر انکا ہمسر نہ تہا نخوت و پندار چہو نگئے تھے لاکہون روپیہ مساجد و مہانسرائے و پلون کی تعمیر مین لگا دئے اونکے مال و متاع کی انتہا نہ تہی **نقل ہی** جب ۲۰ سنہ جلوس مین بنگالہ سے حاضر دربار ہوئے تیس لاکہ نقد اور چار لاکہ کا جواہرات معہ دیگر تحایف نفیسہ نذر شاہی کیا تحفہ مین ایک آئینہ عجیب صفت کا تہا جب آئینہ اوسکے مقابل رکہتے خشک ہوکر قطرہ قطرہ پانی اوس سے ٹپکتا تہا ایک صندوق تہا ایک طرف اوسکے ہاتہی دوسری جانب بکرے کو باندہ دیا ہاتہی نہ کہینچ سکا بکرا صندوق کو معہ ہاتہی کہینچ لیگیا بادشاہ نے خوش ہوکر سنگ یشم کی عصا جو دست مبارک مین تہے عطا کی اور حکم ہوا کہ امیر الامرا غسل خانہ تک پالکی مین آیا کرین شاہ عالم کی نوبت کے بعد اونکی نوبت بجا کرے - **نقل** ایکمرتبہ سرکار عالمگیر مین موم مطلوب تہا عمال خالصہ و پرگنات نے بعذر برسات لکہا کہ اسوقت قطعًا میسر نہین آتا خانساماں نے عرض کیا موم کہین نہین ملتا مگر امیر الامرا کے کارخانہ دہلی مین موم کا ذخیرہ سنا جاتا ہے حکم ہوا کہ بقدر ضرورت عاریت لے لیا جاوے امیر الامرا کے متصدی کے نام فرمان جاری ہوا امیر اوسوقت بنگالہ مین تہا اجازت منگانے مین تاخیر متصور تہی اس عرصہ تک فرمان شاہی کی تعمیل نکرنا ممکن نہ تہا ناچار دو سو من اپنی طرف سے اور ہزار چکتیان موم کے جنمین سے ہر ایک کا وزن دو دو تین تین من تہا پیشکش کر کے معذرت کی اسوقت امیر الامرا تشریف نہین رکہتے زیادہ

ہین تھے نواب کی رفاقت مین عمر عزیز اعزاز وحشمت سے بسر کی مارہرہ مین بوجہ خویشی محمد وزیر خان
قانونگو کے سکونت پذیر ہوئے انکی نسل مین مولوی فضل احمد حافظ کلام اللہ متقی پرہیزگار حلیم و باوقار
شخص تھے فارسی مین کامل دستگاہ تھی عبارت دلچسپ قلم برداشتہ لکھتے تھے عمر گرامی درس
وتدریس کے مشغلہ مین بسر کی اب اونکے چھوٹے بیٹے مولوی عبد الجلیل عہدہ جلیلہ ڈپٹی کلکٹری
پر ممتاز ہین طبیعت لطیف اور شعر وسخن کا مذاق ہے۔

محمد امین انکے اسلاف ملتان سے آکر بدایون مین مقیم اور وہان کے عہدہ [illegible]
وقانونگوی پر مامور ہوئے ایکمدت بعیش وکامرانی بسر کی اتفاقاً حاکم وعامل وقت سے
ناچاقی ہوگئی عہدہ سے استعفا دیکر اور اسناد پارہ پارہ کرکے حاکم کے مونھہ پر مارکر [illegible]
وقبایل سنبھل پہونچے دیوان عبد المومن کا زمانہ تھا اونھون نے خیر مقدم کہا اہذا وہین
توطن کیا خدا نے جوہر بلاغت عطا فرمایا تھا اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار مین حاضر ہوکر
منصب لایقہ پر سرفرازی پائی انکی شجاعت نقش نگین خاطر سلطانی تھی ہمیشہ ہمرکاب ظفر انتساب
رہتی تھی جب بادشاہ تسخیر دکن کو چلا لشکر شاہی کے ساتھ تھے اوسی سفر مین انتقال کیا۔

حافظ محمد نظام ساکن قصبہ جیسور دربار شاہی سے ملک بوندیلکھنڈ کی حکومت پر سرفراز تھے
راجہ ستر سال بوندیلکھنڈ کا فرمان روا جو راجان باشوکت واقبال مین شمار ہوتا تھا حافظ صاحب
ساتھ پگڑی بدل بھائی تھا اب سے پہلے مونھ بولے بھائیون مین مان جائے بھائیون سے
زیادہ محبت ہوجایا کرتی تھی مارہرہ مین شادی ہونے کی وجہ سے جیسور کی سکونت چھوڑ کر
وہان توطن اختیار کرلیا تھا تا آخر عمر اوسی حکومت وامارت سے گزاری انکے بعد (بایزید خان)
اونکے بیٹے باقتضاء جوہر بلاغت وقابلیت مورد مراحم خسروانی ہوکر بجائے پدر حاکم مقرر ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹ - نہین بہیج سکا یہی تھوڑا سا بہیجا جاتا ہے ذخیرہ میوہ کے واسطے کوئین کہود رکہتے تھے گرمی کے موسم مین اونمین
پانی بھر دیا جاتا تھا کہ گل بچاوے اسی پر دیگر اسباب واجناس کا قیاس کرلیا جاوے ۱۱۰۵ھ جلوس عالمگیری مین مطابق ۱۱۰۵ ہجری
امیر الامرا نے وفات پائی ۱۲ تاریخ وفات یہ ہے۔ قطعہ ۔ مصدر فیض وکرم شایستہ خان ✤ گو ئی جود وفیض از آفاق برد
سال نقل آن امیر باکرم ✤ گفت ہاتف اہل خیر وداد مرد۔

بلکہ باپ سے بھی زیادہ مقتدر رہے عزیزون قریبون واہل استحقاق کے ساتھ بہت مراعت وسلوک کرتے تھے بوندیلکھنڈ مین کسی معرکہ مین مردانہ وار شہید ہوئے اونکے پوتے احمد اشرف پرگنات راٹھ مہوبہ پنواری وغیرہ متعلقہ ملک بوندیلکھنڈ کے حاکم تھے۔

محمود خان بن عبداللہ خان بن شیخ عبدالصمد ملتانی عالی نسب والا خاندان روشناس بارگاہ سلطانی تھے ملتان سے دہلی اور دہلی سے (شاہگڈہ) آئے قصبہ شاہگڈہ مارہرہ سے پچھم کی طرف بارہ کوس جہان اب (کوڈیاگنج) آباد ہے حضور بادشاہی سے انکی جاگیر مین تھا ہمقومی اور سابقہ تعلقات ہموطنی کی وجہ سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی لڑکی کے ساتھ انکا عقد ہوا۔ انکے انتقال کے بعد عمر خان شہید ابن خواجہ حسن اپنی بہن بھانجونکو مارہرہ لے آئے اور اپنی ظل عاطفت مین رکھا حویلی اور زمین سکنی اور پانسو بیگہہ پختہ آراضی زرعی منجملہ مقبوضہ خاص اپنی انکو دی چنانچہ (احمد نگر عرف نگلہ مدا) خاص اوسی جگہ آباد ہے مدا خان جمال خان شہباز خان۔ انکے تین فرزند قابل ہمہ دان فصیح وبلیغ تھے اردوئے معلی خاقان وقت مین حاضر و داخل بندگان شاہی ہوئے۔ **مدا خان** نے نیابت صوبہ داری لاہور پر سرفرازی پائی۔

دولت خان مدا خان کے پرپوتے نہایت شجاع وبہادر تھے دیوان بازید خان کی رفاقت مین ملک بوندیلکھنڈ کی جنگ مین مردانہ شہادت پائی انکے بیٹے۔

نعمت اللہ ملقب بہ نعمت خان قاضی انعام اللہ دہولپوری کے نواسہ حافظ قرآن ورشید دودمان معتزا ماثل واقران صاحب خیر وبرکت ورشد اقبال تھے لڑکپن سے ایام بلوغ تک دہولپور مین نہایت ناز ونعم سے پرورش پائی پہر رونق طراز مقام آبائی ہوکر خوب عظمت وجمعیت بہم پہنچائی آخر مین شوق خداشناسی دامنگیر ہوا اسباب دنیوی سب ترک کردیا ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستتر ہجری مین رحلت کی اور بحسب وصیت زمین پائین درگاہ شریف حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ جانب دیوار جنوبی احاطہ سرائے کے سرہانے

استراحت پر رکھکر آسایش فرمائی۔

جمال خان محمود خان کے دوسرے بیٹے گو ثروت و اقتدار مین نامدار تھے اور تقرب بارگاہ سلطانی بھی حاصل تھا لیکن ازادطبیعت نے منصب حاصل کرنے کی طرف ملتفت نہین کیا اور پابند تاہل بھی نہین ہوئے۔

شہباز خان پسر خرد محمود خان عمدہ ملازمان شاہی سے تھے شجاعت و مردانگی مین یکتا گنے جاتے تھے ہنگام مہم کابل و قندہار ہمرکاب ظفر انتساب عالمگیر مردانہ وار شہادت پائی قلعہ قندہار کے دروازہ پر انکی نعش دفن کی گئی۔

محمد عمر خان مدا خان کے چھوٹے بیٹے نہایت معزز و موقر و شجاع تھے مہم قندہار مین ہمرکاب دولت شاہی شہادت پائی انکے بیٹے تھے **الہ بخش** نام دربار حضرت محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی مین اونکو تقرب حاصل تہا دانش و ثقاہت و متانت مین یادگار ثقات سلف تھی انکی انگشتری پر یہ شعر نقش نگین تھا ؎

شد الہ بخش از صفا ضمیر | بندۂ بادشاہ عالمگیر

شیخ لالی قدمائی میرٹھ مین گنے جاتے ہین معزز و دولتمند شخص تھے لالی کا بازار جو شہر میرٹھ مین لالہ کا بازار مشہور ہے انہین کا آباد کیا ہوا تھا پر انقلاب زمانہ سے آج اوس کا ذرا سا حصہ بھی انکی نسل کے ہاتھ مین باقی نہین رہا انکی اولاد مین اکثر نامور و ذیعلم ہوتے رہے ہین **شکر اللہ المعروف شاکر محمد لاہوری** ان سے چوتھی پشت مین بڑے دولتمند صاحب امارت و اقتدار و معزز سلاطین روزگار تھے بعض قراین سے شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر کے ہمعصر ہوتا پایا جاتا ہے شکر اللہ سے ساتوین پشت **منشی ممتاز علی سررشتہ دار کمسریٹ میرٹھ** انشا ر فارسی و متانت تحریر مین دبیر عدیم النظیر گذرے ہین علم مجلسی بہت اچھا تہا انکی لسانی و خوش بیانی کا میرٹھ مین ابتک چرچا ہے تمام عمر خوشحالی و فارغ البالی مین امیرانہ بسر کی خدمت علما و مہانداری امرا مین سیر چشم تھے نواب مصطفی خان

شیفتہ و حسرتی تخلص رئیس جہانگیرآباد و نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی وغیرہ عماید و اہل فضل و کمال کے ساتھ بے تکلفانہ صحبت اور دوستانہ تعلقات تھے اب اونکے بیٹے **مولوی محمد احسن مہاجر بیت اللہ** منجانب حکام بیت الحرام عہدہ مطوفی پر مامور اور اوس بقعہ شریفہ مین معزز و مشہور ہین۔

شیخ لآلی کی نسل مین اسوقت **منشی رضا حسین** متوطن بریلی روہیلکھنڈ فارسی عربی مین ذی استعداد انگریزی زبان کے فاضل ہین انگلش مین (ایم اے) کی سند پائی ہے ذکی متین خلیق بے تکلف سادہ مزاج پابند صوم و صلواۃ صاحب دیانت و تقوی ہین۔ دنیوی اعزاز اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ عالیجناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی واودہ کے میر منشی اور اونکے دفتر کے اسسٹنٹ سکرٹر ہین۔

اسی سلسلہ مین **مولوی فدا حسین منصف پنشن یافتہ ہین** انکے اب وجد مارہرہ رہتے تھے بعد مین بریلی سکونت کی بعد فراغ تحصیل علم امتحان وکالت مین پاس حاصل کیا ضلع بریلی مین درجہ اول کے وکیل ہوئے پھر بقدر دانی حکام عہدہ منصفی پر امتیاز پایا اب پنشن لیکر وکالت کا کام کرتے ہین نہایت ذہین و طباع و خلیق و متواضع ہین انکی قانون دانی اور معاملات کی سمجھ بوجھ پر وثوق و اعتماد کیا جاتا ہے اور دیوانی کے معاملون مین رائے و مشورت مسلم مانی جاتی ہے فارسی عربی کی استعداد کامل ہے نستعلیق نسخ و شفیعہ وغیرہ خطوط مین خوش قلم و شیرین رقم ہین ۱۳۰۷ھ تیرہ سو سات ہجری مین ایک کتاب متضمن حالات اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور طریق استعانت حضرات موصوف کے اسمار تبرک سے کتب احادیث و سیر سے انتخاب کرکے اردو زبان مین مرتب کی اور مطبع اعجاز محمدی آگرہ مین چھپوا دی۔ اس کتاب کا تاریخی نام (ذکر باحوال اصحاب البدر) ہے اسمین مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال خیر اشتمال بھی لکھا گیا ہے غرض اچھی کتاب ہے۔

محمد سعید خان شہید ابن محمود خان باشندہ کول علیگڈھ حضرت مخدوم

شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ العزیز سے پانچوین پشت مین انکا سلسلہ ملتا ہے - عہد شاہجہان
بادشاہ مین ایک شجیع و بہادر سپہ سالار اور صاحب اعتبار و اقتدار سردار تھے وحسب اسم خود
صلاح و تقوی سے آراستہ ہمیشہ دل بیار و دست بکار رہتے اکثر معرکون مین بادشاہ کے
ساتھ رہکر داد شجاعت دی - بالآخر مہم لکھی جنگل سرکار دیال پور متعلق صوبہ ملتان مین معہ اپنے
ایک لڑکے محمد علی کے دیگر جماعت غازیون کے ساتھ مردانہ جام شہادت پیا اور داخل سلک
احیاء عند ربھم یرزقون ہوئے - چونکہ بارگاہ سلطانی مین تقرب حاصل تھا انکی وصیت
کے موافق بادشاہ دین پناہ نے نہایت عظمت و احترام سے نعش کول انکے وطن کو روانہ کی
جب تابوت قصبہ شاہگڈھ جو کول و مارہرہ کے درمیان مین واقعہ ہی پہونچا - محمد شریف قانونگوی
داماد شہید مغفور اپنے وطن مارہرہ سے یہ خبر وحشت اثر سنکر پہونچے اور دونون تابوت اپنی
ہمراہ شاہگڈھ سے مارہرہ لاکر اپنے باغ مین ملحق بہ آبادی شہر بجد گوشہ مغرب و جنوب دفن کیا

محمد خان ابن محمد سعید خان شہید اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین معظم
وقت یگانہ زمانہ معزز سلاطینیان تھے - علوم و حکمت دانش و بلاغت مین طاق ہمت و مردانگی
شجاعت و تیغ آزمائی مین شہرہ آفاق - راجہ جے سنگھ سوائی جو عمایدشاہی سے تھا انکا پگڑی
بدل بھائی تھا اور اس امر کو اپنی سربلندی کا باعث سمجھتا تھا - امرا رنامدار و شاہزادہائے
کامگار عزت و احترام کرتے تھے - حضرت حاجی سید شاہ عبد اللہ سیاح جو اکابر وقت مجاذیب
سالک و فرزندان جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ سے تھے اونکے ساتھ بیعت و
ارادت تھی ذوق معنوی غنائی صوری کے ساتھ انکی ذات بابرکات مین جمع تھا عمر
گرامی اسیطرح بجمیعت ظاہری و باطنی عظمت و اقتدار سے بسر کی سولہوین ربیع الاول
سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس ہجری مین رہ نورد عالم قدس ہوئے - اسی سال کی ۱۲ - محرم کو
ابو المظفر قطب الدین محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم پسر دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے
پانچ برس حکمرانی کے بعد انتقال کیا - انکی اسلاف کول کی حکومت حاصل کرکے دہلی سے

وہان آرہے تھے[1] اب حسب خواہش محمد شریف خان قانونگو انھون نے مارہرہ کی اقامت اختیار کی نواب دلدار خان دہلوی کی ہمشیرہ سے انکی شادی ہوئی اوس مخدرۂ محترمہ کے بطن سے دو فرزند صاحب علم و دانش و شجاع خلیق و متواضع صاحب صلاح و تقوے معزز و موقر ہوئے محمد لہرسپ خان و ہدایت اللہ خان **محمد لہرسپ خان** باپ کی حیات مین مردانہ وار ایک معرکہ مین شہید ہوگئے انکی شہادت کا واقعہ سنہ ۱۱۰۷ گیارہ سو سات ہجری مین ہوا

ہدایت اللہ خان نے ۲۲ ماہ صفر سنہ ۱۱۴۲ گیارہ سو بیالیس ہجری مین رحلت فرمائی جو دو سجادہ صلاح و تقوی و خلق و مروت مین متشائے روزگار تھے بفضلہ تعالی ان دونون کی نسل باقی ہے۔ چنانچہ اس بندۂ ناچیز فیض احمد مسود اوراق ہذا کا سلسلہ نسب جیسا کہ حضرت مخدوم شیخ اسحاق دہلوی کے حالات مین مذکور ہوا ہدایت اللہ خان سے ملتا ہے۔

نواب دلدار خان دہلوی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت مین امیر با نام و صاحب شوکت و احتشام تھے مدت العمر عظمت و اقتدار کے ساتھ رہے۔ پایان کار منصب و ملازمت شاہی سے کنارہ کش ہوکر یکسوئی و فارغ نشینی اختیار کی۔

مظفر خان ابن سعید خان دہلوی مشاہیر عہد اور عمدہ ملازمان شاہی سے تھے ایک مدت صوبہ کشمیر و اکبر آباد کی نیابت پر حکمران رہے۔ انھون نے دو لایق فرزند چھوڑے۔ عبد الرحمن و عبد اللہ دونون بہائی امیر صاحب ثروت اور نواسہ محمد سعید خان شہید کولوی مارہروی کے تھے۔ اونکے ماموں شیخ محمد خان مارہرہ مین ان دونون بہائیون کی اقامت کے باعث ہوئے۔ حسب مرضی اونکے دہلی سے

[1] ایک پروانا کا غذ سنہ ۱۱۳۱ ہجری کا لکھا ہوا جامع مختصر ہذا کی نگاہ سے گذرا ہے اوس سے پتہ چلتا ہی کہ محمد خان اور اونکے بہائی محمد طاہر خان کے مکانات اندرون قلعہ کول محلہ سید واڑہ متصل درگاہ پیر غیب طرف میٹھی کہڑکی کے تھے۔ ۱۲

ترک سکونت کر کے مارہرہ چلے آئے۔ عبدالرحمن کی تین شادیاں ہوئی تھین اول تو محمد شریف قانونگوی کی دو لڑکیون کے ساتھ یکے بعد دیگرے تیسری مرتبہ دختر شیخ جان محمد خلف شیخ گدائی دہلوی کے ساتھ **محمد مقیم** عبدالرحمن کے بیٹے پہلی بیوی کے بطن سے فاضل جید اور تمام اوصاف حمیدہ مین مستثنائے روزگار تھے **عبداللہ** ابن مظفر خان کی شادی نواب دلدار خان کی لڑکی سے ہوئی تھی **درویش محمد** عبداللہ کے بیٹے جاہ و مرتبت مین عمائد زمانہ سے تھے۔

تتارخان و یعقوب خان ابنائے علی خان ابن جلال خان مخدوم شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ سے پانچوین پشت مین ہین نواب منوچہر خان[۱] عرف مرزا جان نبیرہ نواب خانخانان بہادر کے عمدہ ملازمون اور خاص رفیقون مین تھے دونون بھائیون نے بمقام ایرچ تیس برس کامل نواب موصوف کی رفاقت مین نہایت عظمت و شان کے ساتھ بسر کی **شیخ غلام محی الدین** تتارخان کے بیٹے بڑے منشی اور صاحب عزت و وقار تھے دہلی مین اونکی شادی ہوئی اور کول سے ترک سکونت کر کے مارہرہ مین بود و باش کی انکے صرف ایک بیٹے تھے **شیخ عظیم الدین** یہ بھی شاعر نامدار اور باعلم و دانش تھے انکی نسل باقی نہین رہی۔

نواب ابو محمد خان و نواب بہادر خان میرٹھی شیخ عماد انکے باپ کا نام تھا۔ **نقل ہے**۔ کہ شیخ صدرالدین عرف صدر جہان ابو محمد خان کے دادا شیخ لآلی کے ساتھ آکر میرٹھ مین اقامت گزین ہوئے۔ اونکے دو بیٹے تھے شیخ عماد اور شیخ حبیب۔ انہین سے شیخ حبیب بڑے مقدس بزرگ تھے جنکا ذکر سامی اس مختصر مین بذیل مشائخ کیا گیا ہے۔ شیخ عماد صاحب جاہ تھے اونکے بیٹے اقبالمند ہوئے۔ دونون بھائی بعہد نورالدین جہانگیر بادشاہ و شہاب الدین شاہجہان صاحبقران امرائے شاہی سے تھے

---

[۱] منوچہر ایرچ الخاطب بہ شاہنواز خان ابن مرزا عبدالرحیم خان خانان کا بیٹا تھا اور دربار جہانگیری میں دو ہزاری ہزار سوار کا منصب رکھتا تھا۔

صفحہ ۳۰۸ بادشاہ نامہ مین عبدالحمید لاہوری نے لکھا ہے کہ شاہجہان صاحبقران کے
عہد دولت مہد مین ابو محمد خان کنبو کا منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار کا تھا۔ اور
صفحہ ۳۲۲ کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ نواب محمد بہادر خان کنبو شاہ موصوف کے زمانہ
سلطنت مین بمنصب پانصدی ذات وچار صد سوار ممتاز تھے۔ اور صفحہ ۴۳۵ مین بضمن
واقعات سال یازدہم جلوس شاہنشاہی لکھا ہے کہ عنایت اللہ خان ولد قاسم خان و
نواب بہادر خان کنبو حاضر حضور شاہی ہوئے عنایت اللہ خان نے دو اور نواب بہادر خان
نے تین ہاتھی نذر کئے۔ یہہ دونون بہائی صاحب خیر وصلاح تھے انھون نے بڑے بڑے
کام کئے ہین۔ رسالہ مبارک سے مستنبط ہوتا ہے کہ ہُگلی بندر کے راجہ کو شکست دیکر
ابو محمد خان نے اوس ملک کو فتح کیا تھا۔ (کالی ندی) سے ایک چشمہ کاٹکر میرٹھ مین
لائے مرور دہور اور مرمت نہونے کے سبب سے خراب ہوگیا ہے اب عوام الناس
اوسکو (اَبُو کا نالہ) کہتے ہین۔ میرٹھ کی عیدگاہ پختہ انکے نشانات خیر کی ابتک خبر دے
رہی ہے۔ ایک قلعہ تعمیر کردہ انکا میرٹھ مین تھا اوسکی دیوارین وبرج سب مسمار ہوگئے
لیکن اوس جگہ ایک بڑا محلہ آباد اور (کوٹلہ ابو محمد خان) کے نام سے مشہور ہے مقبرہ
عالیشان شیخ عماد سنگ سُرخ سے بنایا ہوا انکا یادگار زمانہ ہے مقبرہ کی محراب شمالی پر
متعدد اشعار تواریخ کندہ ہین اونمین سے ایک تاریخ کا مصرعہ اخیر یہہ ہے مصرعہ
از **شیخ عماد** آہ گفتا جس سے ۱۰۳۹ سنہ ہجری نکلتے ہین مقبرہ کے اندر چند قبرون کے
تعویذ وحوضہ سنگ مرمر کے ہین اونپر خط نسخ مین کلمہ توحید ابہرے ہوئے حرفون مین کندہ
ہے۔ مقبرہ ابو محمد خان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ابو محمد خان
نے بعد انتقال اپنے باپ کے تعمیر کرایا ہوگا اور خود بھی وہین مدفون ہوئے لہذا اونہین کے
نام سے شہرت پذیر ہوا الا ابو محمد خان کے وفات کی تاریخ کندہ نہین ہے۔ اس مقبرہ
کے متعلق صدہا بیگہ زمین تھی جکا زیادہ حصہ اب آباد ہوگیا ہے باقیماندہ مین کاشت ہوتی

ہے اور کُل زمین اسی قوم کے لوگون کے قبضہ مالکانہ مین ہے - اور قصبہ (بڈہانہ) مین مساجد و مہانسرائے وچاہ و باولی و قصبہ (جھجانہ) ضلع مظفرنگر مین بازار و جوئبار و مساجد و مسافرخانہ و تالاب پختہ اور باغ و بساطین وغیرہ - و موضع ابو محمد پور متصل قصبہ مرادنگر ضلع میرٹھ انہین کا آباد کیا ہوا ہے - شاہ العالمین شاہ عبدالرزاق جھجانوی قدس سرہ کے ساتھ شیخ عماد وغیرہ کو ارادت تھی - اور شہر میرٹھ مین بہت سی چھوٹی چھوٹی صندوقی مسجدین بہادر خان کی بنائی ہوئی موجود ہین انکی اولاد کا سلسلہ بھی ابتک میرٹھ مین پایا جاتا ہے - ایک فرمان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی کا ابو محمد خان کے نام ہماری نظر سے گذرا ہے ملاحظہ ناظرین کے واسطے بجنسہ یہان اوسکی نقل کیجاتی ہے -

الله اکبر

بخط طغرا

فرمان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی

لایق العنایة والمرحمة شجاعت شعار شیخ ابو محمد بعنایات بادشاہانہ سرفراز گشتہ بداند کہ از مضمون عرایض کسان اعتقاد سلطنت و فرمان روائی - اعتماد خلافت و کشورکشائی فض حاتم شجاعت و بختیاری - آب گوہر فتوت و جانسپاری - طراز آستین ابہت و اجلال گوہر درج دولت و اقبال - مخزن اسرار الٰہی - مجمع اطوار ہواداری و فیض خواہی - مونس وحدت سرائے حضور - محرم خاص الخاص سریر سرور - صاحب فطرت عالی عنوان

مثال بمثالی انجمن آرائے محفل بادشاہی - باریک بین دقایق آگاہی - ہمدم دلکشائے
مجلس خاص - جلیس خلوتسرائے وناد واخلاص - دقیقہ یاب سرایر سلطانی - رمزشناس
عالم مزاجدانی - منتخب نسخہ دانشوری ودانائی - فہرست مجموعہ بینش وبینائی
شناسائی رموز سلطنت - نگاہبان قوانین معدلت - قدوۂ خواتین سمو المکان -
عمدۂ امرا ورفیع الشان - مشیدۂ ارکان دولت عظمی - ممہد ضوابط سلطنت کبری -
عمومی بجان برابر دانائی بلند مکان - مبارزالدین یمین الدولہ آصف خان - چنان
بعرض اشرف رسید - کہ شقداران عمدۃ الملک لشکر خان - ذردان ومفسدان را
درمحال جاگیرہائے آن رکن السلطنۃ جائے دادہ حمایت مے نمایند - ونمیگذارند کہ بجزائے
اعمال خود برسند - واز مضمون عرضداشتہائے لشکر خان خلاف این بعرض مقدس
مے رسد - بنابرآن حکم فرمودیم کہ سیادت پناہ میر عبدالکریم - بآن پرگنات رفتہ بحقیقت
معاملہ بازرسد ومقدمہ متنازعہ فیہ را واشگافتہ حقیقت را از قرار واقع معلوم خود
نمودہ بہر دستور کہ مطابق حق وعدل بودہ باشد تجویز نماید تا مطابق تجویز او بہ عمل
آید وہیچکس از تجویز وتشخیص او قدم بیرون نہد واگر برائے رفع مناقشہ معاملہ اجارا را
قرار دہد احدی از صلاح میر مذکور بیرون نرود تا بہر تقدیر کہ میر مشارالیہ مناسب داند
بعمل آورد مے باید کہ آن شجاعت شعار در تادیب وتنبیہ متمردان ومفسدان نہایت سعی
بتقدیم رساند وائمنی را باعث مجرائے خوب خود شناسد وسرگرم کار وخدمت مرجوعہ خود
بودہ باشد از فرمودہ تخلف نورزد تحریر فی تاریخ ۱۲ - ذیماہ الٰہی سنہ

عبارت پشت

برسالہ کمترین اخلاص کیشان آصف خان

فیض رسان
شاہ
چو شاہ جہان باد
شدہ
خدائی دادہ بگیتی مراد
آصف
خان سنہ احد
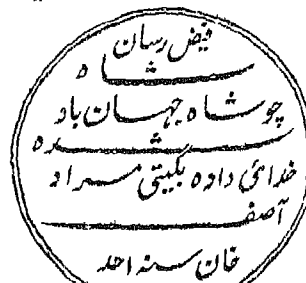
نواب خیراندیش خان میرٹھی - بن نواب محبت خان - بن نواب اسد خان
بن نواب دادن خان - محمد خان اصلی نام اور خیراندیش خان شاہی خطاب تھا بڑے مدبر
مجیر ہنرمند دانشور اور فیاض امیر تھے انکے اسلاف و اخلاف سب نامور گذرے ہین -
منقول ہے کہ نواب دادن خان صوبہ لاہور تھے اور نواب اسد خان نہایت
تنومند روزآور وجیہ و پرخور تھے - مشہور ہے کہ ایک کتکہ آہنی گران وزن انکے ہاتھ
مین رہتا تھا جب چاہتے بزور بازو نہایت آسانی سے اوسکو دوہرہ کردیتے اور جب
جی ہوتا سیدہا کرلیتے پانچ سیر صبح کا ناشتہ تھا اسی پر روز و شب کی غذا قیاس
کرسکتے ہین انکی طاقت بدنی و قوت جسمانی کی بہت سی نقلین انکے خاندان مین مذکور
چلی آتی ہین کہتے ہین ایک مرتبہ ولایت ایران و توران سے ایک نہایت قوی ہیکل
زبردست پہلوان وارد ہندوستان ہوا اور سلطان وقت کے حضور مین حاضر ہوکر
بعد استحصال شرف آستانہ بوسی اپنے مدمقابل کی درخواست کی پہلوانان دربار
اوس عفریت سرشت کی صورت و ترکیب جسامت و تناسب اعضا سے اوسکی قوۃ کا
اندازہ کرکے جھجکنے لگے بادشاہ نے اسد خان کی طرف اشارہ کیا یہ مستعد ہوئے
ولایتی نے کشتی چاہی انھون نے کہا کشتی لڑنا عمل بہیمی اور عوام کالانعام کا کام ہے
آؤ بیٹھے ہوئے زور آزمائی کرلین اسی سے ہر واحد کی قوۃ کا اندازہ ہوسکتا ہے آخر
فیصلہ اس پر ٹھیرا کہ دونون مین جو شخص دوسریکو زور کرکے ہاتھ کے بل اپنی طرف
گھسیٹ لے بازی اوسکے ہاتھ رہے اسد خان کی کمر کو پٹکہ مضبوط بندھا ہوا تھا
ولایتی نے اوسمین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ کھینچے بہت زور آزمائی کی پر انکو جگہ سے ہلا نہ سکا
جب قوت کی انتہا ہوچکی اور پہلوان عاجز آگیا - قریب تھا کہ پٹکہ سے ہاتھ علیحدہ کرلے
انھون نے اپنا پیٹ پھولانا شروع کیا اور ایسا پھولایا کہ پنجہ نکل نسکا اونگلیان ایسی
دبین کہ ہر سر انگشت سے فوارہ خون جاری ہوگیا بازی انکے ہاتھ رہی پہلوان کو دوبارہ

زور آزمائی کا حوصلہ باقی نرہا- دیگر اتفاقیہ شاہی کشتی ریت مین جالگی ہاتھیون سے دہکے لگوائے اور بہت سی تدابیر و زور آزمائیان کی گئین لیکن ہٹ نہ سکی اسد خان ہمراہ تھے جب دیکھا کہ سب عاجز آگئے کشتی کو کمر پر اوٹھا کر پانی مین ڈھکیل دیا کشتی تو چل نکلی الا اس بغیر معمولی قوت سے گردہ وغیرہ اعضائے شریفہ پر صدمہ پہونچ گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے جان دی-

نواب محبت خان کی تعمیر کردہ جامع مسجد عالیشان سنگ سرخ کی پشاور مین اب تک موجود ہے وہان اوس سے بہتر کوئی مسجد نہین انکا مقبرہ شہر میرٹھ مین مزار پر انوار مخدوم شاہ ولایت صاحب کے پاس سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے- کہتے ہین کہ نواب محبت خان کے کوئی فرزند نہ تھا ایک بزرگ نے درود شریف بتایا اور فرمایا بعد نماز عشا بارہ سو بار پڑہ لیا کرو نواب نے تعمیل کی اوسکی برکت سے جمال جہان آرائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور تولد فرزند صالح کی بشارت ہوئی نواب خیر اندیش خان پیدا ہوئے محمد خان نام رکھا گیا ابتدا ہی سے حسب بشارت نبوی آثار رشد پیدا تھے جون جون سن بڑہتا گیا اخلاق فاضلہ و فنون عالیہ مین ترقی ہوتی گئی- علوم مین فضیلت طب مین حذاقت حاصل کی- انشا پردازی خوش نگاری مین سلیقہ راست پایا- جناب رسالت مآبؐ کی حضور مین نیاز خاص رکہتے تھے- ہر مہینہ کی بارہوین تاریخ نہایت تکلف و اہتمام سے حضرتؐ کا فاتحہ انجام دیتے- وہ درود شریف جو انکے باپ کی معمولات سے تہا ہر شب بطور ورد پڑہتے اوسکی برکت سے مشرف برویت حضور سرور کائناتؐ ہوئے اور بشارت پائی کہ ایک درویش اس شکل و شمایل کا ہمارا موئے مبارک تبرکاً تمکو دیگا- نواب نے بیدار ہوکر خوشی منائی فاتحہ و خیرات ادا کیا- دربانون چوبدارون کو ہدایت کی جو فقیر آئے ہم جس حال مین ہون ہمکو خبر پہونچائی جائے- ایک دن دوپہر کیوقت نواب محل سرا مین تھے کہ درویش صفا کیش کے آنے کی اطلاع ہوئی مستورات کو پردہ کراکر وہین بلا لیا

دیکھا کہ مرد نورانی پستہ قد باریش سفید ہے زبان اکثر عربی کچھ فارسی کچھ ہندی درویش نے کہا مین روم مین تھا حضور سرور کائنات ؐ سے حکم ہوا کہ ہمارا موئے مبارک نواب کو پہونچا دو مین ایک ہفتہ مین آیا ہون اپنی امانت لو چنانچہ موئے شریف دیا نواب نے نہایت ادب سے لیا اور سجدۂ شکر ادا کیا فقیر صاحب کو باحترام تمام خواجہ سرا کے ساتھ باہر بہیجا اور ریاذک توقف ادائے نذر وخدمات کے واسطے خود باہر آئے فقیر کو نپایا یا ہرچند چارون طرف سوار وپیادہ دوڑائے پتہ نچلا نواب کی وفات کے بعد وہ موئے مبارک بذریعہ شاہ روح اللہ صاحب سلطان العاشقین قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا۔ چنانچہ ہنوز خاندان عالیہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود وداخل تبرکات ہے۔ ہر سال دو مرتبہ بتقریب عرس ہمراہ دیگر تبرکات سب خاص وعام زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ الغرض بعد اکتساب کمالات علمی اول شاہزادہ داراشکوہ کے متوسل ہوئے۔ بعد قتل داراشکوہ ملازمان بارگاہ عالمگیر کی شمار مین آئے۔ پنجہزاری تک منصب پایا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین شش ہزاری منصب پر پہونچے۔ جان نثاری وخیر سگالی حاشیہ دولت تو اسی سے ظاہر ہے کہ خیر اندیش خان کا خطاب پایا۔ شہنواز خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ خیر اندیش خان آبادی ملک ومعموری بلاد ودرستی عمل وکارگذاری مین یگانہ آفاق تھے۔ شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے واقعہ مرگ اور اوسکی جگہ دوسرا سردار مقرر کرنے کے باب مین جو رقعہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے نواب جملۃ الملک اسد خان وزیر کے نام لکھا ہے اوس سے اونکی جوہر قابلیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور عالمگیر سے دانشور ہمہ دان مردم شناس وباخبر بادشاہ کو اونکے حسن عمل پر جیسا اعتماد تھا وہ بھی اوس سے سمجھ مین آسکتا ہے۔ یہ رقعہ مفاوضات عالمگیری مین موجود ہے۔ اور ہم اوسکی عبارت مین اوسکو یہان درج کردیتے ہین۔

وهوهذا۔ رقعه حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاه۔ آن فدوی خاص
بد اند شجاعت خان درگذشت انّا للّٰه و انّا الیه راجعون آدم کاردان بود در گجرات عمل درست داشت
صوبه داری جهت انملاک تجویز باید کرد دو سه کس سنجیده عرض نمود عالیجاه هم میخواهند اگر بادشاهزادگی
را کار نفرمایند و بهتر از دیگران انجام کنند میتوان داد در نیمقدمه بهتر از خیر اندیش خان دیگر کسے (اعظم شاه ۱۱۱۰)
نیست اما میگویند که چشمانش از کار رفته یا رے اورا یا دیگرے را مقرر نمایند) یهه بهی انکے حسن
کارگذاری کا ثبوت ہے که دربار عالمگیری سے مورد مراحم و مصدر صلات گرانمایه رہا کرتے تھے۔
مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری المشتهر به عالمگیر نامه مین بضمن واقعات سال چهلم
اورنگ زیب عالمگیر بادشاه غازی موافق سن ایکهزار ایکسو باره ہجری (۱۱۱۲) لکها ہے که خیر اندیش کنبو
فوجدار اٹاوه نے سات لاکه دام انعام پائے اور دهاموني کی فوجداری بهی پائی۔ **اثار و یادگار**
انهون نے اپنے بہت سے اثار اور نشانیان یادگار زمانه چهوڑین جنمین سے اکثر ہنوز رو نمائی عالم ہین
میرٹه اپنے وطن مین قلعه پخته معه بازار و مسجد عمده و مکانات تعمیر کرکے بمناسبت نام خود خیر نگر
اوسکا نام رکها۔ نواب چونکه ایک باخدا اور برگزیده شخص تھے غالبًا خود اونهین کے مبارک ہاتهون
سے اس پرفضا مسجد کا بنیادی پتهر رکها گیا ہوگا جو اتبک نہایت فیض و برکات کے ساته اباد ہی
قلعه کا باب عالی بهی اپنی نیک نہادیانی کی عظمت شان کی نشانی ہے **مرکز الخیر** (۱۱۰۸) قلعه کی اور
خیر المساجد و المعابد مسجد کی تعمیر کی تاریخ ہے بفضله تعالی انکا خاندان اب بهی عظمت
وحشمت کے ساته اسی جگه آباد ہے۔ مکن پور مین حضرت شاه بدیع الدین زنده شاه مدار کا مقبره
و دیگر مکانات انهین کی معمارِ ہمت کے تعمیر کرده ہین ضلع اٹاوه مین موضع خیر نگر آباد کیا ہوا موجود
ہے۔ شہر اٹاوه مین کٹره سیوا کلی انکی کنیز کے نام سے آباد ہے اٹاوه مین ایک شفاخانه قایم کیا تها
بڑے بڑے نامی گرامی طبیب یونانی اور بید ہندی اوسمین ملازم تھے دوا غذا غربا کو انکی سرکار سے
ملتی تهی۔ فن طب مین کتاب خیر التجارب انکی تالیفات سے ہے شفاخانه کا اوسمین ذکر کیا ہے تهوڑا سا
اوسکا دیباچه اظهار حال کیواسطے بعبارته درج کیا جاتا ہے **وهو هذا** امابعد این قلیل البضاعت

کثیر العصیان مسمی بہ محمد خان مخاطب بخطاب خیر اندیش خان کہ برائے اکتساب صواب اخروی در بلدہ اٹاوہ دار الشفا بنا ساختہ اکثر اطبا مثل حکیم عبد الرزاق نیشاپوری و حکیم عبد المجید صفاہانی و مرزا محمد علی بخاری و حکیم محمد عادل و حکیم محمد اعظم حکما ریونانی و کنول نین و سکہانند و نین سکھ مشران ہندی کہ رفیق قدیم این احقر اند مامور ساخت تا دواہائے قیمتی و سہل البیع از ہر اقسام معہ غذاہائے مایحتاج برائے مساکین و غربا مہیا دارند و لوازمات معالجات و بیمارداری با عنوان شایستہ بتقدیم رسانند چنانچہ بفضل الٰہی حسب دلخواہ کارخانہ جاری ست انتہیٰ - اس کار خیر کا نمونہ ابتک انکی اولاد مین کسیقدر باقی ہے **وفات** - اس برگزیدہ شخص کو جیسا خدا نے اقبال بڑا دیا تھا عمر بھی دراز عطا فرمائی تھی تین بادشاہون کا زمانہ دیکھا ایکسو بیس ۱۲۰ برس کامل دنیا مین عیش و کامرانی اور نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے بروز عید الفطر سن گیارہ سو بائیس ۱۱۲۲ ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت کی **تاریخ وفات** - نواب نماز عید در جنت کرد ۱۱۲۲ **دیگر** قدسیان گفتند رکن الخیر بود ۱۱۲۲ **دیگر** فخیر الامرا ۱۱۲۲ - عبد اللہ بدایونی نے اپنی تاریخ نو ملقب مختصر سیر ہندوستان مین بزمرہ حکما و اطبا مختصراً آپکا ذکر اسطرح لکہا ہے کہ خیر اندیش خان از قوم کنبوہ در عہد بہادر شاہ ابن عالمگیر بادشاہ بمقام میرٹھ بوجہ احسن میگذرانید و خود را بزمرہ اطبا شمار میکرد چنانچہ کتاب خیر التجارت ترجمہ طب ہندیہ از تالیفات اوست در ۱۱۲۳ ہجری جہان فانی را پدرود نمود چنانچہ تاریخ وفاتش این ست - یوم عید بہ بہشت رسید ۱۱۲۳

محمد فاضل نواب خیر اندیش خان کے فرزند مثل نام خود عالم و فاضل کامل تھے انہون نے امارت کی طرف توجہ نہین کی تارک دنیا ہوکر طاعت و عبادت خدا و تدریس مین مصروف رہے - عالمگیر بادشاہ تو نہایت غیور تہا ادنی قصور پر امرا معاتب اور معزول کر دئے جاتے تھے نقل ہے ایک مرتبہ کسی بات پر ناخوش ہوکر خیر اندیش خان کو عہدہ سے معزول کر دیا - ایک امیر نے باظہار اپنے خیر خواہیون کے شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کے ذریعہ سے عطائے خطاب خیر اندیش خانی کی درخواست کی اوسپر دستخط خاص بدین نمط مزین ہوئے - **شعر**

کار خود کن کار بیگانہ مکن | در زمین دیگران خانہ مکن

محمد فاضل نے جب یہہ حال سنا گوشہ ریاضت سے نکل کر اردوی معلی مین پہونچے اور جسطرح بنا خدام شاہی کے جرگہ مین جگہہ پائی قابل تو تھے ہی چند ہی دنون مین مزاجدان و منظور نظر ہو گئے لشکر بادشاہی مین پہلے کبھی آنے جانے کا اتفاق نہوا تھا نہ انہین کوئی جانتا تہا نہ انکو اپنا افشار راز کسی پر مقصود تہا - ایکروز بادشاہ کے عقب مین کہڑے ہوئے پنکہا ہلا رہے تھے بادشاہ کسی معاملہ ملکی مین کچھ تجویز لکھ رہا تہا تحریر پہ انکی نظر پڑی طبیعت اوس طرف لڑی کام اپنے ہاتھ سے رکا بادشاہ نے کن انکھیون سے دیکھا متنبہ ہوکر پنکہا جہلنے لگے طبیعت کا لگاؤ تو بری چیز ہے مکرر ایسا ہی ہوا بادشاہ نے براہ تفرس جانا کہ ہماری تحریر پہ خیال کرنے سے انصراف طبیعت نے اپنے کام سے اوسکو غافل کر دیا ہے ارشاد ہوا کچھ لکہنا جانتے ہو عرض کیا جانتا ہون بادشاہ نے انکی قابلیت اندازہ کرنے کی غرض سے کاغذ و قلمدان خاص عنایت فرما کر تحریر کا حکم دیا یہہ اداب بجالائے اور معاملہ کو نہایت شایستگی و سنجیدگی سے مدلل و مبرہن لکھکر پیش کیا بادشاہ نے پختگی تحریر و رزانت رائے کو بہت پسند کیا اور انکی لیاقت عجیبہ سے خوش ہوکر بے اختیار بادشاہ کی زبان سے لفظ خیر اندیش نکلا - چونکہ بادشاہ روشن دل ہمیشہ مردم کاردان کا طالب رہا کرتا تھا فرط الطاف سے خطاب خیر اندیش خانی انکیواسطے تجویز کیا تب عرض کیا یہہ میرے باپ کا خطاب ہے اور وہ مورد عتاب ہے اگرچہ باپ کا خطاب بیٹے کے لئے مبارک اور موزون ہے لیکن مجکو یہ قہر پہنچتا ہے - بادشاہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہوکر بحسب مراحم خسروانہ انکے باپ کو بدستور بحال کیا اور انکو نیک اندیش خان خطاب دیا اور بعطائے خلعت و انعام منصب لایق دینا چاہا الا یہہ معذرت خواہ ہوکر بدستور عزلت گزین ہوئے اور بقیہ عمر یاد الہی مین بسر کی - **محمد مسیح المخاطب بہ نواب خیر اندیش خان ثانی** خلف محمد فاضل امارت وجاہ و مرتبت و شجاعت مین مثل اپنے دادا کے تھے بارہ برس کی عمر مین راجہ ستر سال بوندیلہ کو شکست دیکر گرفتار کیا - اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے اس باغی راجہ کی مہم پر اول

اول نواب غازی الدین خان بہادر فیروزجنگ کو جو اول درجہ کے ہفت ہزاری امیر تھے
اور جنکی اولاد اب تک فرمان روائی ملک دکن ہے مامور کیا تھا۔ اس عرصہ مین فیما بین
عالمگیر بادشاہ و شاہ عباس ایرانی کے سور مزاجی ہوگئی غازی الدین خان کو اوس
کام کے انصرام کے واسطے طلب کرلیا۔ راجہ بوندیلہ کے گوشمالی نواب خیراندیش خان
اعلی کے متعلق ہوئے۔ شہنواز خان مورخ نے اپنی کتاب مین اس جنگ کی تشریح نہین
کی مجملاً اسیقدر لکھا ہے کہ (یکے از کارنامہ ہائے خیراندیش خان فتح ستر سال بوندیلہ است
کہ داد شجاعت و مردانگی دادہ مظفر و منصور گشت) لیکن مشہور یون ہے کہ نواب خیراندیش خان
خود رزمگاہ مین نہین گئے محمد مسیح اپنے پوتے کو جنکی عمر ابھی بارہ[۱۲] برس کی تھی تنبیہ بوندیلہ
کیواسطے روانہ کیا ہنگام کارزار محمد مسیح نے بذات خود قلب راجہ پر حملہ کیا دونون سردارون
کی فیل سواری برابر ملگئی محمد مسیح کے فیلبان نے جرارت و تیز دستی کرکے راجہ کے فیلبان کو
قتل کردیا اور راجہ کے خواصے نے محمد مسیح کے خواصے کو مار ڈالا۔ یہہ دیکھتے ہی قطب خان
و شمس خان خواہر زادگان نواب خیراندیش خان نے جو بڑے بہادر و جوانمرد و آزمودہ کار
سردار تھے گھوڑا کوداکر فوراً سر موقع پہنچے اور راجہ کے خواصے کو تیر سے زخم کاری پہونچایا
وہ نیچے گرا راجہ تنہا دست و پا گم کردہ رہگیا۔ محمد مسیح نے اپنے حوضہ مین کہڑے ہوکر
راجہ کے دونون ہاتھ پکڑلئے راجہ کو بجز اطاعت چارہ کار نتہا محمد مسیح نے رومال سے
ہاتھ باندہ کر اپنے ہاتھی پر لے لیا اور دست بستہ دادا کے پاس لائے ہر طرف سے صدائے آفرین
و مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوئے نواب نے خوش ہوکر پوتے کو چہاتی سے چپٹالیا۔ اور اوسیطرح
راجہ کو ہمراہ محمد مسیح اپنے عرضداشت کے ساتھ حضور شاہی مین روانہ کیا۔ بادشاہ ایک
لڑکے کی زبانی حالات جنگ سنکر اور وضع و لیاقت و شجاعت اوسکی دیکھکر بہت خوش ہوا
اور نیمچہ مارپیچ جو بادشاہ کے زانو تلے رکہا تھا عطا فرمایا۔ واضح رہے کہ شاہان سلف سلاح
خاص خلعت کے ساتھ امرا کو اوسی حالت مین دیا کرتے تھے جبکہ نہایت محظوظ ہون اور

یہہ بڑا اعزاز سمجہا جاتا تھا وہ تلوار ابتک انکے خاندان مین موجود ہے - محمد مسیح نے مزاج شاہی
خوش پاکر راجہ کے عفو تقصیر کی درخواست کی فرمایا ستر سال بڑا بدسگال ہے پہر بغاوت کریگا
اسکا قتل کرنا واجب ہے محمد مسیح نے عرض کیا غلام پہر پکڑ لائے گا بادشاہ متبسم ہوا محمد مسیح کو
خلعت و منصب یکہزاری و خطاب نیک اندیش خان پر سرفراز کیا اور راجہ کو بھی بعفو تقصیر
و عطائے خلعت رخصت کیا باشندگان بوندیلکھنڈ ابتک اس جنگ کے واقعات کو بطور
آلہ و گیت کے گاتے ہین - بعد انتقال عالمگیر کے جب شاہزادہ عظیم الشان بنگالہ سے آیا خیر اندیش خان
نے خزانہ و توپخانہ پیش کیا اور محمد مسیح کو معہ فوج شایستہ ہمراہ کردیا چنانچہ نعمت خان عالی نے
جنگنامہ اعظم شاہ و بہادرشاہ صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیت السلطنت لکھنؤ مین لکھا ہے (خیر اندیش خان
دراثناء اشرف ملازمت دریافتہ خزانہ و توپخانہ گذرانید و محمد مسیح نبیرۂ خود را با جمعیت شرف
اندوز رکاب عالی ساخت) اول شاہزادہ نے آگرہ جاکر قلعہ پر قبضہ کرکے نواب مختار خان
صوبہ آگرہ کو قید کیا پہر بہادرشاہ و اعظم شاہ کی لڑائی مین محمد مسیح نے ترددات شایستہ کئے
بجلدوے اوسکی پیشگاہ شاہ عالم بہادرشاہ سے منصب پنجہزاری و علم و نقارہ عطا ہوا -
آخر عہد عالمگیری تک سہ ہزاری منصب تہا - بعد فوت اپنے دادا کے خیر اندیش خان ثانی
خطاب پایا اور منصب شش ہزاری پر سرفراز ہوئے - **آثار و یادگار** قلعہ خیرنگر میرٹھ مین شش محل
معہ صحن باغ و پائین باغ و حوض و فوارہ وغیرہ تعمیر کیا کہ ابتک اونکی اولاد کے قبض و تصرف
مین ہے اس محل کے باغچہ مین زمانہ حال تک جسکے دیکھنے والے بکثرت موجود ہین دو پہل
عجیب و غریب تھے جنکو ثمرات بہشت کہنا بجا ہے ایک لیمون کاغذی جسکا وزن چوڈاہ
چھٹانک ہوتا تھا دوسرا فالسہ جسمین گٹہلی نام کو نہ تھی ؎

	تدافش از ہمہ لذات خلد فایق تر		ز سلسبیل و ز تسنیم و کوثر و انہار	

ایک قلعہ پختہ بمقام بریلی تعمیر کیا اب اوس کا نام نو محلہ مشہور ہے - نواب رحمت خان جب
بریلی پر مسلط ہوئے اونھون نے وہ قلعہ میر معصوم اپنے پیر کو دیدیا اونکی اولاد ابتک اوسمین

آباد ہے۔ عیدگاہ بریلی اور مبارک محل قلعہ قدیم مین انکے تعمیر کئے ہوئے ہین۔ انکی وفات کی تاریخ و سال معلوم نہین ہوا۔ بعد وفات چار فرزند چھوڑے نیک اندیش خان۔ خیریت اندیش خان۔ فضل علیخان۔ احسان علیخان **نیک اندیش خان** کا اصلی نام محمد مقیم خان تہا انکے تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے لیکن ایک فرمان شاہی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عماید روزگار و مقربان دربار سے تھے موضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی جمعی دولاکھ دام جسکے پانچہزار روپیہ ہوتے ہین انکو انعام بطور آل تمغا دیا گیا ہے فرمان مذکور کی نقل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ **وہو ہذا** درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الاذعان صادر شد کہ دولاکھ دام از مواضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی سرکار بداؤن مضاف صوبہ دار الخلافتہ شاہجہان آباد کہ مبلغ پنجہزار روپیہ حاصل آنست در وجہ انعام نیک اندیش خان معہ فرزندان و متعلقان بطریق آل تمغا بلاقید قسمت و توفیر جمع از خریف پارس ئیل حسب مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار والاتبار و وزرای ذوالاقتدار و امرائے عالیمقدار و حکام کرام و عُمّال کفایت فرجام و متصدیان مہمات دیوانی و متکفلان معاملات سلطانی و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال ابداً و موبداً در استقرار و استمرار این حکم مقدس معلی کوشیدہ مذکور را نسلاً بعد نسلاً و بطناً و بعد بطناً خالداً و مخلداً بتصرف او یا فرزندان باز گذارند و از صوادم تغیر و تبدیل مصوٗن و محروس داشتہ بعلت پیشکش صوبہ داری و فوجداری و مال و جہات و اخراجات مثل قنلغہ و محصالانہ و دارو غگانہ و بیگار و سرکار و دہ نیمی مقدمی و صد دوی قانونگوی مزاحم و متعرض نشوند و از جزو کل تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی و انچہ از حسن تردد در جمع آن منفر اید معاف و مرفوع القلم شمارند درین باب تاکید اکید و قدغن بلیغ دانستہ ہر سال سند مجدد نطلبند) کہنگی و فرسودگی و بعض جگہ کیڑہ کہا لینے کی وجہ سے چند الفاظ پڑہے نہین گئے نقل فرمان مین تاریخ ہفتم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۱۶ فصلی لکہی ہے جسے آج لو کم دو سو برس گذری اب سنہ ۱۳۰۰ فصلی ہین

خیریت اندیش خان بن محمد مسیح خیر اندیش ثانی صوبہ کشمیر پنجہزاری منصب دار تھے کشمیر مین نواب بازار انہین کا تعمیر کردہ ہے نقل ہے کہ بہ حالت بیکاری مجرای بادشاہی کیواسطے دربار مین جاتے تھے بازار شاہجہان آباد مین نہر کی دیوار پر دو درویش مجذوب بطور اسپ سوار ایک دوسرے کیطرف پشت کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جب یہ قریب گذرے ایک درویش نے کہا ہمکو تنجن کہلاؤ فوراً تعمیل کی گئی دوسرے فقیر صاحب بھی کہانے کی طرف متوجہ ہوئے جب ایک درویش نے کہانے مین ہاتھ ڈالنا چاہا دوسرے نے اونکا ہاتھ پکڑ کر کہا پہلے اسکو کچھ دیدو اوسکے بعد کہاؤ اور دونون نے باہم اپنی اصطلاح مین کچھ گفتگو کرکے کہا ہمنے تمکو کشمیر دی آج ہی شہر سے چلے جاؤ نواب سلام کرکے رخصت ہوئے اتفاقاً اوسیوقت صوبہ دار کشمیر کی معزولی کا حکم ہوا انکا دربار مین پہنچتے ہی انکا تقرر ہوگیا اور تاکید ہوئی کہ آج ہی کوچ کرکے جلد پہونچ جاؤ چنانچہ اوسی دن کشمیر روانہ ہوئے۔

احسان علیخان المخاطب بہ خیر اندیش خان ثالث خلف محمد مسیح خیر اندیش خان ثانی۔ احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین اپنے جد بزرگوار کا خطاب پاکر صوبہ کشمیر جنت نظیر پر سرفراز ہوئے چند سال عہدہ کا کام انجام دیا پھر حق شناسی کی طرف طبیعت آئی اور سمجھے

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ	اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ

اسباب حشمت چہوڑ چہاڑ بریلی مین گوشہ نشین ہوگئے دوازدہ ماہ روزہ رکھتے تمام شب عبادت کرتے جمعہ کے دن حجرہ سے نکلتے اور جامعہ مسجد تک آتے چالیس برس کامل اسیطرح گذارے عامل کامل اور تسخیر اجنہ پر قادر تھے اسی شغل طاعت و عبادت مین واصل بحق ہوئے احمد شاہ غرہ جمادالاول ۱۱۶۱ھ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا یہی انکا زمانہ سمجھنا چاہیئے۔

نواب عافیت اندیش خان بن نواب خیریت اندیش خان بہ منصب دو ہزاری

فوجداری اٹاوہ پر چندے مامور رہے چونکہ سلطنت کو انتہا کا ضعف اور تنزل ہوگیا تھا باقی عمر خانہ نشینی مین بسر کی۔

نواب فرحت اندیش خان بن عافیت اندیش خان نوکری بادشاہی حاصل نہین ہوی اور بادشاہی بھی نرہی تھی شاہ عالم عالی گہر کا وقت تھا انگریزی عملداری آگئی تھی کچھ عرصہ عہدہ تحصیلداری مظفر نگر پر مامور رہے رچی سین صاحب منتظم اول میرٹھ نے انکی خدمت شایستہ سے محظوظ ہوکر فرمایا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین ہمارے ساتھ چلو تمہاری ملاقات کراکر خطاب وجاگیر دلوائین گے چنانچہ دہلی گئے پٹپرگنج مین ویسرائے کا لشکر پڑا تھا اور شاہ عالم بادشاہ کی تنخواہ مقرر ہوگئی تھی اس عرصہ مین میرٹھ سے آدمی معہ خط پہنچا اوس سے معلوم ہوا کہ آپ کے گھر مین سخت بیمار ہین شدت مرض سے جان بر ہونے کی امید باقی نہین رہی جنرل صاحب نے ہرچند روکا مگر اوس اضطراب مین ٹھیر نہ سکے اور وہ وقت نکل گیا پھر جنرل گلاسپن کے ساتھ جنگ گورکھا مین کارہائے نمایان کئے جنرل صاحب نے فرمایا تہا کہ بعد مراجعت ہم تمہاری خدمات شایستہ کی رپورٹ کرین گے تقدیر سے جنرل صاحب اوسی لڑائی مین کام آئے۔ آپ علم طب خصوصاً عمل ید یعنی چیر پہاڑ و جراحی مین صاحب کمال تھے اکثر ڈاکٹران انگریزی پر معالجات مین غالب رہے اس قسم کی حکایات بہت سی مشہور و زبان زد خلایق ہین۔ غرض عمر عزیز باعزاز و اکرام و پیش حکام وقت بوقعت تمام بسر کی سنہ ١٨٣٧ء مین رہگرائی عالم باقی ہوئے

نواب مبارک علیخان بن نواب فرحت اندیش خان سنہ ١٨٠٣ء مین جبکہ انگریزی عملداری میرٹھ مین آئی بیس دن کی عمر تھی۔ آغاز شعور سے عمدہ خدمات پر مثل تحصیلداری و سررشتہ داری و نیابت میر منشی گری نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ اکلنڈ صاحب پر معزز و ممتاز رہے بعدہ محکمہ ریسٹ مین اسسٹنٹ ہوئے پر سنہ ١٨٤١ء مین محکمہ مذکور کی بتبدیلی پر ترقی کی جسکی ماہواری تنخواہ تین سو پچاس روپیہ تھے سترہ برس اس عہدہ پر کامیاب

رہے - بالآخر غدر ۱۸۵۷ء مین خانہ نشینی اختیار کی اور حسب تجویز حکام ضلع نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے آنریری مجسٹریٹی شہر میرٹھ پر امتیاز بخشا - نواب صاحب ایک ذیعلم رحمدل رفیق القلب فرشتہ خصال بزرگ و حاجی الحرمین شریفین تھے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا - نہ صرف حکومت و ریاست کیوجہ سے معزز و موقر و مخدوم شہر سمجھے جاتے تھے بلکہ زیادہ تر اپنے برگزیدہ اخلاق و ہر دلعزیز طریقہ سے تمام شہر مین ایک مکرم و محترم اور معروف و مشہور بزرگ تھے اور ہر شخص کے دل مین آپکی جگہ تھی - اگرچہ اس جہان سے آپکی رحلت کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا تاہم آپکی پاک طینتی اور خوش خلقی کو میرٹھ کے لوگ ابتک نہین بھولے - طبابت کا بھی انکی ذات سے بڑا فیض جاری تہا ہر خاص و عام امیر و غریب کے ساتھ نہایت تواضع و مدارات پیش آتے غربا کو اکثر دوا اپنے پاس سے دیتے جو لوگ دنیا مین ناموری اور اصلی عزت حاصل کرنا چاہتے ہین اونکے لئے آپکا طریقہ قابل تقلید تہا حکام انگلشیہ بھی انکو عزت کی نگاہون سے دیکھتے تھے - نواب صاحب کو تالیف و تصنیف کا بھی ذوق تہا چند رسالے انکے یادگار ہین - رسالہ مبارک کنبوہون کے حال مین - کمالات عزیزی ایک مختصر سا رسالہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رح کے بعض واقعات و واردات و کمالات کے ذکر مین - ایک انشا اور ایک رسالہ ردّ شیعہ مین تالیف کیا یہ سب کتابین چھپ کر شائع ہو گئی ہین -

وفات شب پنجشنبہ - ۲۰ - عید الفطر ۱۲۹۳ ہجری و ۹ - نومبر ۱۸۷۶ء کو رحلت فرمائی عالم بالا ہوئے لفظ وفات غفران پناہ مین سال وفات بحساب سنین عیسوی نکلتے ہین چند قطعات تاریخ وفات جنکے الفاظ اونکی اوصاف واقعی کا ترجمہ ہے درج ذیل کئے جاتے ہین

قطعہ از نتائج فکر مولوی عبد الحکیم صاحب رئیس میرٹھ

دریغا کہ نواب غفران پناہ	پسندیدہ خوے پسندیدہ رائے

حکیم شفیق و خذاقت مآب	فرشتہ منش حاجیٔ باخدائے
بشوقِ جنان رخت بست ای حکیم	ازین دار فانی بسپنجی سرائے
ابوالعزم دانا و نیکو سرشت	مبارک علی خان بمرد آہ وائے
	۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

نکو نام نوابِ قدسی خطاب	مبارک علی خانِ عالی نژاد
نکو طینت و نیک اخلاق بود	بہ نیکی دلِ خلق میکرد شاد
الا اے خردمند نیکی پسند	نہ ہر وانکہ نامش بخیر است یاد
چو پرسند تاریخ و سالش حکیم	بگو برگزیدہ فرشتہ نہاد
	۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان فرخ منش	خلیق و لئیق و حکیم و فہیم
شب پنجشنبہ ازین خاکدان	بملکِ تقدس رسید اے حکیم
سروشے بمن گفت تاریخ نقل	فرشتہ خصال آمدہ در نعیم
	۷۶ عیسوی ۱۸

قطعہ از نتائج خامہ مشکبین ختامہ شیخ اشارت علی صاحب کنبوہ رئیس میرٹھ

مبارک علی خان جنت مقام	رئیس و حکیم و سخی و ولی
کیا جبکہ جنت کے چلنے کا قصد	قدم بوس کو مغفرت خود چلی
کہو لب سے آمرزگاری کی صدق	مبارک ہو خلد اے مبارک علی
	۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان رئیس قدیم	ہوئے قصرِ جنت میں مسند نشین
سر آسمان سے ندا آئی صدق	مبارک ہو بزمِ بہشتِ بریں
	۹۳ ہجری ۱۲

نواب احمد اللہ خان خلف نواب مبارک علی خان سنہ ۱۲۲۷ء میں پیدا ہوئے مثل اپنے

اسلاف کرام کے نہایت معزز و موقر و لایق و فایق تھے حلم و متانت و تہذیب انمین کوٹ کوٹ
کر بھری گئی تھی پھر بھی رعب و وقار ایسا غالب تہا کہ ہر شخص کو بات کرنے کی ذرا کم جرارت ہوتی
تھی علم اخلاق اور تاریخ مین نظر وسیع رکھتے تھے اور باوصف شیرین رقم ہونے کے نہایت زود نگار
و تیز قلم تھے عالی خیال نفیس مزاج متین و غیور اور شر و فساد سے نہایت نفور تھے حکام
جلیل القدر انگلشیہ بہت اعزاز کرتے تھے اور باہم برابر کی ملاقات ہوتی تھی اہل شہر مین
بھی اول درجہ کا امتیاز تہا - ابتداءً یکم اکتوبر ۱۸۴۹ء کو عہدہ اسسٹنٹ کمشنری پر بمشاہرہ ڈیڑہ سو
روپیہ مقرر ہوئے اور بروقت انتظام جدید لین ناگپور ۱۸۶۴ء مین عہدہ پتردلی پر ترقی کی
یکم ستمبر ۱۸۶۸ء سے اس عہدہ کے اول درجہ کی تنخواہ بحساب چار سو روپیہ ماہوار و سے خرچ
بنگلہ و سواری پائی ایام غدر ۱۸۵۷ء مین بھی انجام دہی کار سرکار مین مصروف و انتظام
انسداد سرقت نمک محصولی مین ساعی و سرگرم رہے - دو مرتبہ باغیون سے مقابلہ ہوا - ایک مرتبہ
قریب آگرہ پیشانی پر اوچٹتی ہوئی گولی لگی مگر خیریت گذری اور فضل الٰہی شامل حال رہا -
دوسری دفعہ بمقام بہدرولی ضلع آگرہ کل مال و اسباب باغیون نے لوٹ لیا - حکام اعلیٰ
و کمشنران پرمٹ ہمیشہ اپنی رپورٹون مین انکی حسن خدمات اور قابلیت و کارگذاری کی تعریف
لکھتے رہے بالآخر ۱۸۷۶ء عہدہ مذکور سے پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - پنشن لینے کے بعد ۱۸۷۹ء مین
اسپیشل مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ شہر میرٹھ مقرر ہوکر نہایت عزت و
اعتبار و داد و دیانت سے اوس کام کو انجام دیکر مورد تحسین و آفرین رہے گورنمنٹ انگلشیہ نے
براہ قدر شناسی بحسب لیاقت ذاتی و امتیاز خاندانی دوسری فروری ۱۸۸۵ء مجدداً خطاب
نوابی عطا فرمایا - چونکہ اس خاندان عالیشان مین دنیوی دولت کے ساتھ کچھ اُخروی
نعمت کی بھی چاٹ لگی رہی ہے برہنمونی خضر طالع خدمات متعلقہ سے مستعفی ہوکر اور
خدمات شہر پر اپنے خلف اکبر خان بہادر نواب اسد اللہ خان کو جو اسوقت اپنی ذاتی و
فطری و مجموعی خوبیون مین فخر اجداد و خلف ہین اپنا جانشین مقرر کرکے خود یاد حق مین

عزلت گزین و زاویہ نشین ہوگئے اوسی ذوق و شوق مین ۵ ار رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو یک ناگاہ واصل بحق ہوئے وہ دن اہل شہر کے لئے عجب قیامت خیز دن تہا ؎

اوس دن کچھ اہل شہر کی افسردگی نپوچھ
وہ لوگ جنکو دعوی تمکین و ضبط تہا
عاشق کا دل بھی یار سے اس غم مین سرد تہا
دیکھا تو دل پہ ہاتھ تہا اور رنگ زرد تہا

جو سنتا تھا بکمال حزن و ملال کف افسوس ملتا چلا آتا تہا انبوہ خلایق کی وجہ سے دو مرتبہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی۔

تاریخ وفات مین ناظم نازک خیال سید طفیل احمد کرمانی الخیرابادی کورٹ انسپکٹر پولیس اعظم گڈہ نے یہ قطعہ موزون کیا ہے

آن رئیسے کہ بُد بعصر وحید
خیر اندیش خان ز اسلافش
عمر او بین سبع و ستین
میکشید لطف عافیت برباد
این نکو کار ترک دنیا کرد
جمع کردہ ذخیرۂ عقبیٰ
یوم آدینہ نیمۂ رمضان
فکر تاریخ شد طفیل احمدؔ
در شمارند مصرعہ آخر

ہمسرش مردمے ز چشم ندید
بود نواب با وقار مزید
ز امتثال حدیث پاک رسید
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید
پنج سال است خلوتے بگزید
خوبیٔ و خیر از و بختم رسید
زین مقام دنی سفر بگزید
شعر مقطع بدل ز گوش رسید
سنہ ہجری از و بباید دید
گرد در یوم پاک ماہ پدسے
۵۸۳

رونق افروز شہر میرٹھ بود
اب وجدش بعز و جاہ تمام
روح سعدی بجنت الماوے
بندامت و انفعال تمام
بعبادت و زہد نام خدا
نام پاکش اگر کسے جوید
گرد رضوان بحکم ایزد پاک
از دو مصرع گر عدد گیرند
صفت تازہ داد این تاریخ
احمد اللہ خان بجنت عید
۱۳۰۹ھ

شہرت خلق او بخلق رسید
منتخب از ہمہ بوصف حمید
در معنی چہ سفت باید دید
وقت خرمنش خوشہ باید چید
بزمان فرد بود مثل فرید
مصرعہ خاتمہ بباید دید
بہر مہمانیش بجنت عید
عیسوی سن از و شوند پدید
لطف از ابدال توان سنجید

۱۸۹۲ء

الغرض معاش و معاد مین اپنے ہمعصر اور آیندہ نسل کیواسطے عمدہ نمونہ تھے شہر میرٹھ مین ملحق خیر نگر (کوٹھی جنت نشان) ۱۲۹۵ ہجری تعمیر کرکے اوسمین نہایت فارغ البالی سے عمر عزیز بسر کی اب اونکی اولاد بعیش و عشرت اوسمین آباد ہے - پانچ فرزند ارجمند چھوڑے -

نواب اسد اللہ خان - خان بہادر نواب احمد اللہ خان کے پہلے بیٹے سنہ ۱۸۴۶ع مین پیدا ہوئے صغیر سنی کا زمانہ تعلیم و تربیت مین گذرا - اول تو فطرۃً طبیعت نیک پائی تھی جد بزرگوار کی فیض صحبت نے خاصیت اکسیر بخشی - گو فنون و علوم مین درجہ فضیلت نہین پایا عربی فارسی انگریزی اور طب حسب ضرورت اچھی جانتے ہین - پر تہذیب نفس اخلاق حسن حلم ترحم خدا ترسی تادب وقار صبر و تحمل جود و سخا مہر و وفا صفات حمیدہ و خصایل گزیدہ مین جو بات کسی پیر کہن سال کو ثقات مشایخ کی صحبتون مین بعمر دراز رہکر مجاہدون اور ریاضتون کے بعد حاصل ہوتی ہوگی اس مسعود ازلی و مقبول لم یزلی کو ابتدا ہی سے نصیب تھی - جب سن شعور ہوا بماہ اپریل سنہ ۱۸۶۵ع گورنمنٹ انگلشیہ کی سروس مین آخر محکمہ (ناردرن انڈیا سالٹ ریونیو) یعنی (محکمہ نمک شمال ہند) مین معزز عہدہ اسسٹنٹ پٹرول کا پایا اپریل سنہ ۱۸۶۶ع مین اوس عہدہ پر مستقل ہوئے - اور بدفعات اسی ماہ اپریل و سنین مختلف مین ترقیات پاکر عہدہ سپرنٹنڈنٹی محکمہ مذکور پر عروج کیا - و بحیلہ ملازمت گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و سنٹرل پراونس و پنجاب و راجپوتانہ وغیرہ اکثر اقطاع و اطراف ہندوستان کی سیر و سیاحت کی - ادا خدمات منصبی کے وقت کبھی راحت طلبی کا خیال نہین کیا - غایت مستعدی و جفاکشی سے دنکو دن اور رات کو رات نہین جانا - گھوڑے کی سواری کی اس درجہ مشق بڑھی ہوئی تھی کہ سو سو میل پشت زین پر طے کرجانا اس جوان بخت کو تھکا نہ سکتا تھا - بیابانی اور کوہی علاقون مین رہنے کی وجہ سے شکار کے شوق مین ریچھ - بگھیرہ - چیتہ - بھیڑیے - شیر وغیرہ درندگان سے جنگل کے جنگل صاف کردئے - ہر چند کہ سن و قوے مساعد تھے الا پچیس ۲۵ برس کی محنت اور وطن سے دور دور

رہنے کے بعد خدمات متعلقہ نہایت دیانت سے حسب پسند گورنمنٹ وحکام بالادست انجام دیکر بخوشی خود یکم جون ۱۸۸۹ء سے پنشن لے لی مشیت نے انکی ذات بابرکات کو انکے خاص مولد وموطن کے باشندون کی نفع رسانی کے لئے تاک رکہا تہا جس کا یہہ سامان ہوا انکے والد ماجد بایل بیاد حق ہوکر خدمات متعلقہ کو ترک کرکے گوشہ نشین ہوگئے۔ نظر بجامعیت قابلیت انکے باپ کے متعلقہ خدمات کی انجام دہی کیواسطے شہر مین ان سے بھتر کوئی انتخاب ہوسکتا تھا۔ لہذا اپریل ۱۸۹۰ء مین انکے واسطے وایس پریسیڈنٹ مینوسپل بورڈ وانریری مجسٹریٹی وممبر لوکل بورڈ وغیرہ شہر میرٹھ کی تحریک وتجویز ہوئے اور اسی سال سے ان خدمات کا تعلق ہوا۔ چنانچہ ابتک نہایت اعلی مراتب اعتبار واقتدار وعام ہردلعزیزی وقبولیت خداداد کے ساتھ اس کام کو انجام دے رہے ہین۔

عطاء خطابات۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے ۲۔ جنوری ۱۸۸۸ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب (خان بہادر) عطا فرمایا اور پہر بجلدوے خیرسگالی وقابلیت ذاتی ووقعت خاندانی یکم جنوری ۱۸۹۵ء مطابق ۳۔ رجب ۱۳۱۲ ہجری موروثی خطاب (نوابی) جس کے پانے کا انکو پورا استحقاق تہا عنایت کرکے عزت افزائی کی۔ جون ۱۸۹۷ء مین منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریہ دام اقبالہا سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج دپسندیدگی خدمات کا عطا کیا گیا۔

جلسہ تہنیت خطاب نوابی چونکہ اس فرشتہ خصال شخص نے اپنی نیک نفسی خوش اخلاقی حب وطن حب قومی وبے تعصبی عدل مروت مدارات عامہ خستہ نوازی اور بے ریا صداقت وراستبازی سے کشور قلوب پر پوری حکومت حاصل کرلی ہے۔ اہل شہر کو اس خطاب پانے سے جوش مسرت پیدا ہوا اور نہایت دہوم دہام سے ٹوٹن ہال کے پُرزیب وزینت مکان مین تہنیت کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مسلمان۔ ہندو۔ صاحبان انگریز سبنے خوشی منائی۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہندی زبان نظم ونثر مین مسلمانون آریہ سماج۔ پاٹ شالہ ہندو۔ مینوسپل بورڈ۔ اور طلباے

مینوسپل اسکول کی طرف سے ایڈریس (تہنیت نامے) پیش ہوئے جو حکام انگلشیہ
مثل مارکہم صاحب جج اے - ایچ ہرنگٹن صاحب کمشنر - مسٹر پرس براملی صاحب
سپرنڈنٹ پولس - مسٹر میجر جنرل سنفرڈ صاحب - مسٹر ای - بی پیٹرسن صاحب کمشنر
وغیرہ وغیرہ دورہ پر دور و دراز جگہ ہونے اور اطلاع جلسہ ناوقت و بدیر پانے کی وجہ سے
جلسہ مین شریک نہو سکے اوتہون نے مبارکباد و اظہار مسرت کی چٹہیان بھیجین اور اپنی
عدم شرکت و مجبورانہ نہ پہونچ سکنے پر ملال ظاہر کیا جس سے نواب صاحب کی ہردلعزیزی
کا پورا ثبوت ہے جلسہ کی روداد مفصل چھپ کر شائع ہوگئی ہے اس مختصر مین اوس کے
کل مضامین ایراد کرنے کی گنجایش ہے نہ ضرورت الا نظیراً بعض یورپین حکام کی
چہٹیات کا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور فرحت ناظرین و سرور شائقین کے واسطے
چند گلدستۂ نظم انتخاباً نذر کئے جاتے ہین -

ترجمہ چہٹیات

۲۳ - جنوری ۱۸۹۵ء

مسٹر اے - بی پیٹرسن نیگ محمڈن اسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اسوسی ایشن موصوف
نے براہ کرم اوسکو شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی خان بہادر محمد اسد اللہ خان
صاحب کے لئے یاد کیا - مسٹر پیٹرسن کو ایک قدیم دوست کی شرکت مبارکباد دینے کے
لئے بہت خوشی ہوتی مگر وہ اسوقت دورہ پر ہے اور آپکا نامہ طلب آج ہی پہونچا -

ایضاً

مسٹر پرس براملی کو نہایت افسوس ہے کہ نیگ محمڈن اسوسی ایشن میرٹھ کے بلاوے کو
جو بغرض شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی مقام ٹون ہال میرٹھ مین ۳۰ جنوری
۱۸۹۵ء کو منعقد ہوگا قبول کرنے سے معذور ہے -
اگر مسٹر براملی دورہ پر نہوتا تو اوسکو اس دلچسپ جلسہ کی شرکت سے غایت درجہ مسرت

ہوتی اسلئے کہ یہ خطاب نوابی جو خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کو عطا ہوا ہے نہایت مناسب اور شایان ہے۔

کیمپ موانہ ۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء

ایضًا

۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء- بخدمت خان بہادر حاجی حافظ عبد الکریم صاحب سی- آئی- اِی،
صاحب من- میری آپ سے یہ آرزو ہے کہ براہ مہربانی میری طرف سے اون بہت سے مبارکبادون مین جو کل کو نواب محمد اسد اللہ خان صاحب کے تہنیت سے دوستون اور بہی خواہون کی طرف سے اس مناسب عطائے خطاب کے موقع پر پیش کی جائے گی جو گورنمنٹ سے موزون طور پر عطا ہوا ہے میری طرف سے بھی مبارک باد دیجیے چونکہ یہ اتوار کا دن ہے مین جانتا ہون کہ نواب صاحب بھی اون مذہبی خیالات کا لحاظ کرینگے جو میرے اس جلسہ کی شرکت مین مانع ہوا ہے- اور یہ کہ نواب صاحب موصوف میری مبارکباد کو جو بذریعہ چٹھی کے ادا کی گئی ہے اوسیطرح سے قبول فرماوین گے جیسے مین موجودگی مین پیش کرتا-
اون معمولی کلمات تہنیت پر جو ایسے موقعہ پر پیش کئے جاتے ہین مین اس دعا کا اضافہ کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ کا فضل دنیا اور عاقبت دونون مین نوابصاحب کا شامل حال ہو۔

آپکا خادم ڈبلیو ریناڈ- پرنسپل

نظم از یادگار انوری و خاقانی محمد مرتضیٰ بیان یزدانی

آپ کو افتخار نوابی
اسد اللہ خان مبارک ہو
ظل سبحان ہے سایہ سلطان
مہر کا سائبان مبارک ہو
آپ سے سرزمین میرٹھ کو
رفعت آسمان مبارک ہو

بدر کامل ہوئی ہلال سے تم
جلوۂ عز و شان مبارک ہو
قیصر ہند نے دیا اعزاز
اوج نام و نشان مبارک ہو
زہرہ دولت تو آپ ہین جدید
ہی اسد مین قران مبارک ہو

آپکے سر پہ عدل نے کہا — چترِ نوشیروان مبارک ہو
آج اسد ہین ہے آفتاب حشم — نور کون و مکان مبارک ہو
وہ زمین چومنے قدم آئی — وہ جُھکا آسمان مبارک ہو
قیصر ہند نے دو چندان کی — عزت خان و مان مبارک ہو
مجلسِ نو مین آپکا اجلاس — ہان مبارک ہو ہان مبارک ہو
چمن و باغ و بلبل و گل کو — آپ سا باغبان مبارک ہو
تم سنو اور کہین قیامت تک — لب کو کام و زبان مبارک ہو

ہے ترازوئے عدل کا شاہین — دست راحت رسان مبارک ہو
مثلِ خورشید سر بلند ہوا — فرق تا فرقدان مبارک ہو
کاج گردون سے آپکی کرُسی — ہے رفیع المکان مبارک ہو
ہے رعایت فشان رعیت پر — شاہِ ہندوستان مبارک ہو
وہ بیان آن عندلیب ہندوستان — آج ہی گلفشان مبارک ہو
سایۂ رحمتِ کریم ہو تم — ظلِ حق جاودان مبارک ہو
اسد الہیون کے زمرہ مین — ہے ازل سے بیان مبارک ہو

ریختۂ قلم زرین رقم صاحبزادہ شیخ علاء الدین نبیرہ خان بہادر حافظ عبد الکریم سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس لال کرتی میرٹھ

خوش است موسم دلکش خوش است فصلِ بہار — خوش است نغمۂ طوطی خوش است شور ہزار
بیا بیا کہ دگر غنچہ در چمن آمد — چو درج مشک رچین و چو نافہ از تاتار
نشست گل بہ عروسانِ لندن و پیرس — شگفت لالہ چو خوبان خلخ و تاتار
نوید و غلغلۂ تہنیت رسیدہ بدہر — زمین شدہ طرب انگیز و چرخ عشرت بار
کہ شد عطائے ز قیصر خطاب نوابی — بہ فخر دولت و دین میر کیقباد تبار

امیر وقت اسد اللہ خان شہیر جہان — محیط فضل و نوازش جہانِ عزّ و وقار

زہے اہل زمین آسمانِ دانش و عقل — زہے انجمنِ ما سحاب گوہر بار
توئی کہ از تو شدہ زیب و زینت اقبال — توئی کہ از تو شدہ افتخارِ شہر و دیار
بگاہِ جلوۂ خوئے تو غنچہ ہا خندان — بگاہِ دیدنِ روئے تو دیدہ ہا گلزار
الا از اہل زمین تا دعا رسد بفلک — الا بروئے زمین تا فلک شدہ سیار

	بود ستارہ بخت چو طبع مین روشن بود دو دست سخاوت چو کلک من دُربار	

میلہ نوچندی میرٹھ کا ہندوستان کے مشہور اور نہایت پُر رونق میلون مین ہے اخبار پانیر مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء مین میلہ مذکور کی نسبت جو مضمون لکھا ہے ہم اوسکو اخبار ۱۵- اپریل ۱۸۹۷ء سے اوس کا اقتباس کرتے ہین - پانیر لکھا ہے "بوجہ وبا و قحط جو تمام ہندوستان مین ہے احتمال تھا کہ میلہ نوچندی مین امسال بہت کم لوگ آئین گے لیکن بظاہر اونمین کی نہ تھی اور زیر نگرانی مسٹر ٹی - آر وایر کلکٹر و چند مستعد ممبران کمیٹی انتظامی کے انتظام میلہ کا نہایت عمدہ رہا لفظ مستعد ممبرون کا اسوجہ سے لکھتا ہون کہ بجز **نواب اسد اللہ خان - خان بہادر** وائس چیرمین میونسپل بورڈ و چند دیگر عام فائدہ رسان طبیعت کے جنٹلمینون کے اور ممبر جنکی تعداد دسنتر ہے یہان موجود نہ تھے **نواب اسد اللہ خان** بوجہ قدامت خاندان اور اپنے اخلاق کے یہان نہایت مشہور ہین اور بحیثیت وائس چیرمین میونسپل کمیٹی اور آنریری مجسٹریٹ کی بہت بڑی کوشش کرتے ہین کہ بہبودی عوام کو ترقی ہو" المختصر یہ صاحب عارف باللہ و اسرار حقیقت سے آگاہ و اپنے خاندانی خصوصیات کے عطر مجموعہ ہین - جنھون نے انگریزی سیکھنے کو کفر و الحاد سے بدتر سمجھ رکھا ہے اگر اس انگریزی دان کوٹ پتلون پہننے والے نیک سیرت پاک نہاد پاکیزہ خیال روشن دماغ صاف دل سچے مسلمان پکّے خدا پرست سے ملین تو اونکو لامحالہ اقرار کرنا پڑے گا کہ رب العالمین اور جہاندار جان آفرین کے بے نظیر و بے پرواہ دربار مین جُبّہ عمامہ سیلی کفنی کوٹ جاکٹ پتلون کسی لباس عربی فارسی انگریزی عبرانی سریانی یونانی کسی زبان کو شک کوٹھی ایوان جھونپڑی گو پہاڑ میدان کسی مکان کی پرسش نہوگی وہان تو دل ہی ٹٹولا جائے گا ظاہری ڈھونگ کام نہ آئے گا - لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ[1] **نظم**

[1] ترجمہ کام نہ آئے گا مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا ۱۲ پارہ ۱۹ سورہ شعرا رکوع ۴

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل — بہ تنہائے اندر صفائی نہ بینی
وگر مال و جاہ ہست و زرع و تجارت — چو دل با خدا یست خلوۃ نشینی

بہایئو مسلمانی نہ انگریزی خوانی ہے نہ عربی دانی وہ تو ایک عجیب بے لوث بیر پائی اور سچی صفائی ہے۔ ہندی مثل ہے (دل چنگا تو کٹھوتی مین گنگا) ؎ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار ٭ اس مصرعہ کا مطلب انکے طرز عمل سے واقف ہوکر خوب سمجھہ مین آجاتا ہے اور دل بیار و دست بکار جو صوفیہ کے ہان مشغول بحق و مصروف بخلق رہنے کا نادر طریقہ ہے طالب حق انکی طرز معاشرت و اخلاق فاضلہ سے اوسکی پوری تعلیم پاسکتا ہے کسی بزرگ نے سچ کہا ہے۔ ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
تو بر تخت سلطانئے خویش باش — باخلاق پاکیزہ درویش باش

غرض اس پاک نہاد امیر صورت درویش سیرت نے عجیب قلب سلیم پایا ہے فرایض تو کن مین چاشت و اشراق تک قضا نہین ہوتا دلشکنی مخالف کی بھی گوارا نہین کیجاتی دست کرم ایسا کشادہ کہ کوئی سایل محروم نہین جاتا مراعات علیلان و چارہ سازی ضعیفان مین بھی آن فیض خاندانی جاری ہے محتاج و غریب بیمارون کی اس تفقد سے پرسش و چارہ گری کیجاتی ہے کہ دیکھنے والون کے دل پر اثر ہوتا ہے اکثر دوا انکے دار الشفا سے ملتی ہے اور غریب بیمارون کو نقدی بھی۔

ہمارے نوجوان انگریزی خوان جو محض بوٹون کی صفائی اور بالون کی کاٹ چھانٹ کتر بونت کوٹ پتلون کی تراش خراش مین مقید ہوکر ملک و ملت سے آزاد ہو جاتے ہین کاش اس معزز جنٹلمین و محترم قوم کی تقلید کرین اور سمجھین کہ انگریزی پڑھ کر انگریزی سوسایٹی مین رہکر ملک و ملت کے ساتھ اسطرح سلوک کرتے ہین اور یون عام ہر دلعزیز بنتے ہین۔

نواب اسلام اللہ خان ۔ نواب احمد اللہ خان کے دوسرے بیٹے۔ یہہ حضرت

نہایت متین سنجیدہ نیک مزاج باوقار اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک بڑے معزز عہدہ دار ہین یعنی (دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ) جو نہایت ذمہ داری اور اعتبار کا کام ہے۔ ہندوستانیون مین بجز اس اقبالمند جنٹلمین کے آج تمام ممالک مغربی و شمالی واودہ و پنجاب کے وسیع قلمرو مین کسی شخص کو اس معزز عہدہ پر مامور ہونے کی عزت حاصل نہین۔

اس نازک وقت مین جبکہ ہندوستان کے باشندہ ہمسایہ قومون مین تعصب وجہل کی پراشوب چنگاریان باہم ایک دوسرے کے خرمن ہستی کے جلادینے مین نہایت تیزی سے اپنا کام کررہی ہین اس عالی خاندان بہادر جنرل نے جسے رعایا پر پوری حکومت واختیار حاصل ہے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان شرفا حکومت کے اعلیٰ مراتب پر پہونچکر کس درجہ انصاف وبے تعصبی سے کام لیتے ہین جن اضلاع مین انکو حکمرانی کا اتفاق ہوا ہے حکام اعلیٰ وہندو و مسلمان ہر فریق انکی بے لوث و منصفانہ کارروائی وحسن انتظام سے راضی و خوش ومداح وثناخوان رہے ہین۔

شکار کا شوق ہے نہ جانوران ہوائی و آہوان صحرائی بلکہ شیر کے شکار کا جس مین اچھے اچھے دل چلون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ انکی کوٹھی کے بعض کمرہ جو ہرن چیتہ بارہ سنگہا نیل گائے۔ بارہ سنگہا ریچھ بھیڑیا۔ بگھیرہ چرغ۔ ناکہ۔ شیر۔ وغیرہ کی کہالون۔ سینگون۔ سرون۔ چہرون سے قرینہ بقرینہ آراستہ رہتے ہین اچھے خاصہ مردہ جانورون کے میوزیم (عجائب خانہ) معلوم ہوتے ہین۔

نواب سیف اللہ خان۔ نواب احمد اللہ خان کے تیسرے بیٹے بھی نہایت خندہ رو خوشخو لطیفہ طبع ملنسار و پیش حکام ورعایا معزز ومقبول روزگار ہین پہلے کانپور کے تحصیلدار تھے اب ڈپٹی کلکٹر ہین۔

کانپور جو ممالک مغربی وشمالی ہند مین تجارت وصنعت کا مرکز اور ترقی کارخانجات ولایتی مین دور دور مشہور ہے گورنمنٹ کو کثرت اخراجات صفائی وغیرہ کے وجہ سے مکانات شہر

پر ٹکس لگانے کی ضرورت ہوئی اس سے اہل شہر مین عموماً ناراضگی پہلے ہزارون عذرداریان
پیش ہوئین اکثر درخواستین اس مضمون کی تہین کہ گورنمنٹ ہمارے مقبوضات پر قبضہ
کر لے ٹکس کی برداشت نہین کر سکتے ضرورتون اور آئین ملک داری کے سبب نہ تو تجویز
سے درگذر ممکن تھے نہ مراعات انصاف سے ناواجب جبر منظور تہا یہہ بات زیر تجویز ہوئی
کہ کون عہدہ دار ٹکس جدید کی تشخیص کرے جو منصفانہ اور بے لگاؤ ہو چنانچہ تمام اہل شہر نے
جسمین بڑے بڑے لکھ پتی تجارت کی ولایتی کمپنیان اور متمول و آسودہ حال رئیس
و مرؤس ہندو ۔ مسلمان ۔ عیسائی ۔ یہودی ۔ ہر طبقہ و درجہ کے لوگ شامل تھے بالاتفاق
انکی نسبت رضامندی ظاہر کی میونسپل بورڈ و صاحب کلکٹر ضلع نے بھی یہہ انتخاب
پسند کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرماکر عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ترقی دیکر اس امر اہم کو انکی تفویض
مین دیا ۔

ناظرین خیال فرسکتے ہین کہ ایسی عام قبولیت ہر معمولی خیالات کے شخص کو نصیب
نہین ہوسکتی اور اس سے زیادہ انکی صاف دلی و قبولیت عامہ و انتظامی قابلیت کا کیا
ثبوت ہوسکتا ہے ۔ سچ تو یہہ ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے ہی عالی ظرف نیک مزاج خوش فہم
رسا کار عہدہ دارون کی ضرورت ہے بجائے امتحانات کے غیر ضروری و سخت شرائط
کی شرافت و تعزز خاندانی و قابلیت انتظامی پر خیال فرمایا جایا کرے تو رعایا و گورنمنٹ
دونون کے لئے زیادہ سودمند ہے ۔

احسن اللہ خان عرف آغا صاحب و امیر اللہ خان عرف امیر صاحب

چوتھے و پانچوین بیٹے نواب احمد اللہ خان کے نوعمر ہین ابھی کوئی منصب سرکاری نہین
پایا الارشادت رزانت متانت فطانت جو فطری جوہر ہین خوبو رفتار گفتار عادت اخلاق
سے ظاہر ہے امیر اللہ خان کو عکسی تصویر اوتارنے مین مثل یورپین مصورون کے مہارت
کلی ہے ۔

نواب مبارک علیخان کی دختری اولاد مین اونکے نواسہ **حاجی محمد انعام اللہ خان** بھی با وجاہت شخص ہین انکے باپ رمضان علیخان اور دادا کرامت علیخان تھے مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے منتظم و مدرسہ قومی میرٹھ کے ممبر و ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہمیرپور کے ممبر اور جوبلی تجارت ہمیرپور کے پریسیڈنٹ ہین ہر شخص کی رنج و راحت مین شریک و معین ہوجانا امور خیر و صلاح کی امداد مین دل سے کوشش کرنا ہر ایک سے بہ خوش خوئی و خندہ روئی و خلق و مدارا پیش آنا انکی عادت ہے حج بیت اللہ سے مشرف اور بیعت شیخ المشائخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر بیت اللہ سے مستفیض ہین۔

محمد اصغر خان المخاطب بہ نواب صواب اندیش خان رئیس میرٹھ

امراء شاہی سے تھے نواب خیر اندیش خان کے ہم جد ہین انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے بدین تفصیل نواب دادن خان تک پہونچتا ہے۔ صواب اندیش خان بیٹے شمس الدین محمد خان کے۔ وہ بیٹے احمد خان برادر حقیقی نواب خیر اندیش خان کے وہ بیٹے نواب محبت خان کے وہ بیٹے نواب اسد خان کے وہ بیٹے نواب دادن خان کے انکی نسل نام و نمود کے ساتھ میرٹھ۔ مارہرہ۔ بریلی مین موجود ہے۔ محمد اصغر خان کے پوتے فتح علیخان بھی صاحب اقبال تھے دہلی برباد ہوچکی تھی طوایف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ایسے وقت مین خانہ نشینی کے سوا ہو کیا سکتا تھا لیکن شہر مین بڑی بات تھی اول درجہ مین مانی جاتی تھی کسی قوم و قبیلہ کا قصہ قضیہ ہوا انہین کی تجویز سے فیصلہ ہوتا تھا سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی کمپنی کا میرٹھ پر قبضہ ہوگیا انتظام قایم رکھنے اور اہل فساد کو دبادینے مین انہون نے کمپنی کو قابل قدر مدد دی اوسکے صلہ مین دو سو روپیہ ماہوار کا بطور اعزاز سرداری مین حیاتی وظیفہ مقرر ہوا اس پنشن کے بارہ مین جو چٹھی ہمکو ملی ہے خلاصہ اوسکا اردو مین نقل کیا جاتا ہے۔ **خلاصہ چٹھی** - این۔ بی۔ مینسٹن صاحب بنام لفٹنٹ کرنل مورخہ ۲۹-اپریل سنہ ۱۸۰۵ء جناب نواب گورنر جنرل بہادر معہ کونسل نواب

فتح علیخان کی خدمتون کے صلہ مین حسب راے رائٹ لارڈ ڈینک آنریبل انکو معقول جاگیر عطا کرنے سے بہت خوش ہین اور لہذا اونکی زندگی بہر کے واسطے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن منظور فرماتے ہین نواب گورنر جنرل معہ کونسل درخواست کرتے ہین کہ لفٹنٹ گرنل اس پنشن کے عطیہ کے واسطے مناسب احکام صادر فرمائینگے۔ (دستخط) جان میلکم صاحب

نواب صواب اندیش خان سے چوتھی پشت مین **حاجی محمد ممتاز علی خان** ابن غلام سرور خان بن غلام صفدر خان ابن علی احمد خان ابن نواب صواب اندیش خان اعلی بڑے نامی گرامی مشہور و معروف شخص تھے میرٹھ انکا وطن اور اٹاوہ مسکن تہا بالآخر وہی مدفن بھی ہوا۔ **شعر**

بہ میرٹھ مولدش مدفن اٹاوہ	بگو ہان اے فلک ہست این چہ انداز

انکے اوصاف گزیدہ اور اخلاق حمیدہ لکھنے کو ایک دفتر چاہیے دینی و دنیوی خوبیون کی قبا انکے قد موزون پر راست آئی تھی۔ صورت ایسی نورانی پائی تھی جسے دیکھکر بیساختہ زبان سے نکلے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ پیشانی درخشان سے سیماھم فی اثر السجود کے نشان عیان۔ **دوہرہ**

کیسین جوت بکہتائی بنون یہان کوپاٹ + سیماھم کے روپ سون سوہا دیت للاٹ

زندہ دلی خوش مزاجی بذلہ سنجی علو ہمت خلق و فتوت جود و سخا مہر و وفا مہمان نوازی فراخ حوصلگی بے تکلفی فرزانگی روشن دماغی انکے اوصاف خاص تھے باینہمہ نہایت بارعب تھے۔ دسترخوان ایسا وسیع کہ ایک جہان انکے خوان نعمت سے شیرین کام تہا۔ کسیکی کاربرآری مین دریغ نکرتے تھے۔ دستگیری اہل احتیاج اور خیر کے کامون مین انکا دست کرم ابر گوہر بار تہا۔ **شعر**

دلدہی مہمان نوازی اور مسافر پروری	جیسی وہ کرتے تھے ایسی آجتک دیکھی نہین

جگت آشنا ایسے کہ ہندوستان مین کوئی شہر ہنوگا جہان دو چار دس بیس اونکے ملنے

اور جاننے والے نہون۔ ہندوستانیون پر منحصر نہین بڑے بڑے حکام انگلشیہ نہایت قدر و منزلت کرتے تھے۔ کوئی دوستانہ ملتا۔ اور کوئی بزرگ سمجھتا تھا۔ گورنمنٹ کے ہمیشہ خیرخواہ رہے اور مدت العمر عمدہ خدمات کین۔ ہندوستانی ریاست مین سلطنت لکھنؤ کی طرف سے کلکتہ دربار گورنری مین سفیرانہ طور پر بھیجے گئے جس کام کو گئے تھے دنخواہ طے ہو گیا تھا مگر اونہین ایام مین واجدعلیشاہ اودہ کی بدنصیبی سے امیر علی شاہ صاحب کی شہادت کا جھگڑہ پیش آیا اون بدنظمیون کے سبب انتزاع سلطنت ہو گیا اور وہ دفتر گاؤخورد ہو گیا **مصرعہ**۔ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ٭

گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت کے سلسلہ مین عہدہ تحصیلداری تک ترقی کرکے اور نہایت دیانت وخیرسگالی سے حسب پسند گورنمنٹ کام انجام دیکر بخوشی خود مستعفی ہو گئے۔ پھر منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خدمت وایس پریسیڈنٹ مینوسپل واسپیشل مجسٹریٹ شہر اٹاوہ سپرد ہوئی اور آخر دم تک نہایت شوکت واقبال وعزت واحترام سے اس کام کو انجام دیتے رہے۔

یہان ہم چند چٹھیات انگریزی کا ترجمہ درج کرتے ہین جس سے حکام وقت کی خصوصیتون اور تعلقات کا جو اونکے ساتھ تھے پتہ ملتا ہے۔

ترجمہ چٹھی سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی ہند۔ ایڈن برگ ۲۔ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

سر ولیم اور لیڈی میور آپکی اوس چٹھی کا جو آپ نے شادی کی تقریب مین بطریق مبارکباد بھیجی ہے نہایت شکریہ ادا کرتے ہین یہہ ایک نہایت خوشی کا موقعہ ہے کہ جب مجکو اپنے پورانے دوستون کی خیریت معلوم ہوتی ہے جس ملک مین ہمنے ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا بسر کیا ہے۔ دستخط ولیم میور بنام محمد ممتاز علیخان انریری مجسٹریٹ براہ اٹاوہ

چھٹی جے - اے - بی اسٹیلی کلکٹر، ۱ جون ۱۸۸۰ء

ممتاز علیخان اسقدر مشہور و معروف شخص ہین کہ شاید مثل اونکے کوئی ہندوستانی مشہور نہین ہے اونکی باتون مین نہایت لطف آتا ہے اونھون نے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔

چھٹی نمبر ۱- کمل اسٹریٹ کلکتہ ۱۴ - مارچ ۱۸۹۰ء

ڈیر ممتاز علی عرصہ دراز کے بعد آپکا خط ملنے سے مجھے غایت درجہ خوشی ہوئی اس عرصہ مین مجھے آپکا کچھ حال نہین معلوم ہوا تھا کئے سال گذرے کہ مینے آپکو خط لکھا تھا لیکن اوس کا جواب نپاکر مینے خیال کیا تھا کہ آپنے اٹاوہ چھوڑکر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلی ہے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ اٹاوہ کے مفصل حالات مجکو لکھین گے۔ آپ کا خط اسقدر صاف ہے کہ مین اوسکو باسانی پڑہ سکتا ہون۔ یہان کوئی شخص فارسی نہین لکھ سکتا مین یہان (کلکتہ) مین صرف ایک مہینہ کے واسطے اور ہون پھر امید کرتا ہون کہ (جج) ہوکر (چھپرہ) چلا جاؤنگا۔ مین بیمار ہوکر انگلستان بھیجدیا گیا تھا۔ ایک مہینہ ہوا کہ (کلکتہ) واپس آیا ہون۔ میری شادی ہوگئی ہے اور ایک لڑکا نو مہینہ کا ہے۔ آپنے کلکتہ آنے کا وعدہ پورا نہین کیا غالبًا اب (چھپرہ) اکر مجھ سے ملینگے اب آپ ریل کے ذریعہ سے بلا دقت پھونچ سکتے ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ صحیح و تندرست ہونگے اور آپکے لڑکے پوتے نواسے اچھی طرح ہونگے بلاشک اٹاوہ مین بہت سے انقلاب ہوئے ہونگے۔ کیا آپ کے پاس اب بھی گھاٹون کے ٹھیکہ ہین اور آپ اینتک اٹاوہ مین سکونت رکھتے ہین۔

میرے پاس میرا پورانا خانساماں مرزا حسین ہنوز موجود ہے وہ آپکو سلام کہتا ہے میرا غریب بہرہ شاہ آباد مین مارا گیا تھا کئی برس ہوئے کہ ایک آدمی میرے خیمہ مین گھسنا چاہتا تھا میرے بہرہ نے اوسکو روکا اوسنے ایک گڈانسہ سے میرے بہرہ کا سر مثل نارنگی کے کاٹ ڈالا۔ آپ خیال کرکے مجھے خط لکھئے گا۔ اور خبرون سے مطلع

کیجئے گا-اور یہہ بھی کہ آپ مجھسے آکر ملین گے-اور نیز یہہ کہ مین یہ ایجنز آپکو کلکتہ سے بھیجون
آپکا دوست اے-ان اسٹیلی

حاجی محمد ممتاز علی خان انریری مجسٹریٹ وپریسیڈنٹ مینوسپل کمیٹی وممبر کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور ممبر نمایش کمیٹی ہین ان عہدون کی خدمات اونھون نے نہایت عمدگی سے انجام دین وہ سوسائٹی کے نہایت مفید ممبر ہین اونکا رعب اور دباؤ اچھے درجہ تک ہے اور وہ اچھے کام مین لایا جاتا ہے مینے اونکو ہمیشہ گورنمنٹ کا خیرخواہ پایا ہے وہ ایک دلچسپ ملاقاتی ہین جو صاف بامزہ وموزون بات کہتے ہین اٹاوہ چھوڑنے پر بعد پانچ برس کی شناسائی وتجربہ کی یہہ چٹھی مین اونکو دیتا ہون-

دستخط ای-بی الگزنڈر

نیک کامون سے انکو فطرتًا دلچسپی تھی امورخیر مین خرچ کرنے سے مزہ آتا تھا-انکی حسنات اور خیر جاری کی یہہ زندہ نشانی ہے کہ (مدرسہ قومی) واقعہ مسجد خیرنگر کے مصارف کے واسطے جو شہر میرٹھ مین انکے فرزند رشید محمد روح اللہ خان-خان بہادر نے قایم کیا ہی جائداد پیش قرار وقف کر کے باضابطہ وقفنامہ للکھکر رجسٹری وغیرہ سے مکمل کرادیا-اس مدرسہ مین قرآن مجید وحدیث فقہ تفسیر کی پوری فارسی اُردو وسیاق کی ضروری اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہے اور ایک چشمہ فیض جاری ہے حرمین شریفین مین پورے برس دن قیام کر کے ہزارون روپیہ اوس بقعہ شریف مین صرف مستحقین کئے مذہب وسنت کے پورے پابند تھے حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھا اولًا زبدۃ المحققین مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی سے اور بعد وفات مرشد عمدۃ السالکین مولانا فضل الرحمان رحمۃ متوطن گنج مرادآباد ضلع اونام کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی تھی- دیکھنے مین ایک اقبالمند دنیادار امیر تھے پر حقیقت مین شیخ روشن ضمیر تھے جایز طور پر کسب معاش مین سعی کیجاتی

تھی مگر بطریق خیر صرف کرنے مین دریا دل تھے۔ ؎

مال را کہ بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح گفتش رسول
گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر باواز بلند	با توکل زانوے اشتر بہ بند
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو

حضور رسالت پناہی دائمہ ہدئے سے جو اشارات وبشارات ہوئی ہین انکی قبولیت کے شاہد ہین منجملہ اوسکے چند واقعات جو بندہ ناچیز جامعہ مختصر ہذا کو بصحت معلوم ہین آگاہی ناظرین کے واسطے درج کئے جاتے ہین۔

حکایت - جب یہہ بزرگ مدینہ طیبہ مین مقیم تھے جو کچھ پاس تھا سب صرف کردیا خرچ کی ضرورت ہوئی اپنے پیر مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سے درخواست کی ہزار روپیہ کسی سے اس وعدہ پر دلا دیجئے کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر دیدئے جائین گے اونھون نے فرمایا اس بقعہ مبارکہ کے باشندے توکل پر گذران کرتے ہین انسے اتنا قرض ملنا دشوار جبکے گھر آئے ہوا وسی سے کھو شب بعد عشا حضور سرور کائنات کی طرف رجوع کیا صبح ہنوز حرم شریف سے واپسی نہوئی تھی کہ ایک شخص تلاش کرتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور ہزار روپیہ کی تھیلی ساتھ لایا کہا کہ مکہ معظمہ پہونچکر فلان کس کو دیدیجئے روپیہ لیلیے کام نکل گیا مکہ پہونچکر ادا کردیا گیا۔ **دیگر**۔ ایک دفعہ فتق کا عارضہ لاحق ہوا آنت کے اوترنے سے سخت تکلیف لاحق ہوتی تھی بہتیر اعلاج کیا سود مند نہوا میان بیدار شاہ ایک درویش صفا کیش فیروزپور جھرکہ سے چودہ کوس کی مسافت پر بمقام پہاڑی علاقہ راج بھرتپور رہا کرتے تھے اونھون نے بشرائط طہارت وطعام طیب ونیز یہہ کہ پکانے والا بھی طاہر ہو ہر روز درود شریف پانچہزار بار پڑھنے کو بتایا ہنوز چلہ نگذرا تہا کہ حضور سرور کائنات کو خواب مین دیکھا اور اوسی حالت مین نماز عشا حضور پرنور کے ساتھ

میسر ہوئی صبح اون بزرگ نے فرمایا تمہاری مراد حاصل ہو گی چنانچہ وہ مرض جان گسل قطعی
جاتا رہا اور مدت العمر پھر کبھی نہین ہوا درود طیبہ یہ ہے اللّٰھم صلّی علی محمدٍ و علی آل
محمدٍ بعدد کل معلوم لک تا پایان عمر پانسو بار بلاناغہ درود شریف انکے ورد مین رہا دیگر
ایک شب نماز تہجد کے بعد غنودگی آگئی رویاء صالحہ مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق
تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم میری شان سے واقف ہو عرض کیا جانتا ہون اور
مناقب عالی کا اظہار کیا پھر حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین یکے بعد دیگرے رونق
افروز ہوئے اور وہی سوال کیا سبکی فضایل و مراتب التماس کرتے رہے اسکے بعد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسی اور نیا کوزہ لائے کوئین سے پانی کھینچکر دیا کہ پیو اور پلاؤ
چنانچہ خداوند تعالیٰ نے کاروبار مین برکت عظیم و جمعیت کلی عطا فرمائی اور ارشاد
مبارک کا اثر با حسن الوجود ظاہر ہوا۔ **دیگر** ایک بار کاروبار مین ابتری آگئی بیس
ہزار سے زیادہ کا قرضہ ہوگیا بعد ادائے نماز تہجد وظیفہ معمولی پڑھتے ہوئے بزبان
بیزبانی یہ آواز سنی کہ آنحضرت نے جناب خضر کو تمہارے کامون کی درستی کے
واسطے مامور فرمایا ہے اس صوت ہاذی کے سنتے ہی تسکین خاطر ہوگئی اور تھوڑے
ہی عرصہ مین سب کام بنگئے۔ **دیگر** سن شیخوخت مین جبکہ عمر ستر برس سے گذر چکے تھے
ایسے سخت بیمار ہوئے کہ طبیبون ڈاکٹرون نے جواب دیدیا اوس حالت یاس مین حسب
بشارت حضرت رسالت مآب بعد ترک مداواصحت کلی پائی اور برسون جیے۔ غرض ہر رنج
و عنا مین روح بزرگان انکی دستگیری کرتے رہے۔
مادرائے صلواۃ خمسہ تہجد اشراق اوراد و وظایف کے اخیر دم تک پابند رہے طالع شہرت
فروغ اقبال جمعیت ظاہر و باطن مین باعث نازش اخودن و یادگار اکابر سلف تھے
بالجملہ بمنطوق لازم الوثوق۔ کل نفس ذائقۃ الموت بعد حصول مراتب دینی و مقاصد

ہر جاندار کو موت آنے والی ہے!!

دنیوی و مدارج دینی و کسبی وکثرت اولاد و قبولیت خداداد عمر گرانمایہ سے حظ وافر پاکر بعلیلہ
دو روزہ تب بعد ادائے نماز تہجد و فجر و وظیفہ و درود شریف و کلمہ طیبہ نوین شوال ۱۳۱۱ھ
تیرہ سو گیارہ ہجری مطابق سولہوین اپریل ۱۸۹۴ء اٹھارہ سو چورانوے عیسوی روز
دو شنبہ یوم وفات النبی داعئے اجل کو لبیک اجابت کہکر عالم باقی کو تشریف لیگئے
باسٹھ برس کی عمر پائی اور ستتر کس بیٹے پوتے نواسہ وغیرہ اپنی اولاد سے چھوڑے

نظم

خوشی و خرم و شادمان کامران	بمانا د تا حشر نسل ہمہ
الٰہی یا رب برافلاک آمین کنان	دعا میکنم بہر شان برزمین

انکا ماتم عام تہا ہندو مسلمان سب غمزدہ تھے۔ حکام عالیمقام انگلشیہ نے انکے فرزند
رشید خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان کے نام جو ماتمی چہٹیان بھیجی ہین اون سے
اونکے دلی حزن و ملال و ہمدردی اور اس ستودہ صفات بزرگ کی عام ہر دلعزیزی حسن
اخلاق و قابلیت کا اندازہ کر سکتے ہین۔ سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر اپنی چٹھی
مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۸۹۴ء مین تحریر فرماتے ہین حاجی ممتاز علیخان کے وفات کی خبر سنکر مجھے
نہایت رنج ہوا بیشک وہ خیر خواہ اور کارآمد عہدہ دار تھے گورنمنٹ کے اور میرے دوست
تھے آپ اور آپ کا خاندان میری دلی ہمدردی قبول کرے۔

مسٹر اے۔ بی الکزنڈر کمشنر ۲۱۔ اپریل ۱۸۹۴ء

مجھے ممتاز علیخان کے انتقال سے بے حد رنج ہوا اونکا انتقال اٹاوہ کے لئے اوسیطرح سخت
نقصان کا باعث ہے جیسے اونکے خاندان کے لئے۔ اگر قطعی ناممکن نہین تو بیشک
سخت مشکل ہے کہ کوئی دوسرا شخص پیدا ہو کر اونکی جگہہ قایم ہو اور اس نقصان کی تلافی ہو سکے

مقام جانی ضلع میرٹھ ۹۔ اپریل ۱۸۹۴ء

جنابمن۔ مین حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب کے وفات کی خبر سنکر نہایت ہی ملول ہون۔

اونھون نے اپنی زندگی بہت عمدگی سے بسر کی اور اپنی عمر طبعی کو پھونچے وہ منجملہ اون پورانے نمونون کے تھے جو اسوقت مین تقریبًا بالکل نہین دکھائی دیتے براہ عنایت میرے اندوہ وملال کو بھی اپنے صدمہ مین قبول فرمائے اگر مجھے پیشتر سے سانحہ متذکرہ کا حال معلوم ہوجاتا تو مین یقینًا دفن مین شریک ہونے کی کوشش کرتا آپ اس سے اچھا امکانًا نہین کر سکتے تو اب سے آپ اپنے معزز باپ کا تتبع کرین۔

آپکا خیر طلب پی بریلی

خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے فرزند ارشد خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان نے بجائے مرحوم جانشین ہوکر اپنے نامور باپ کے نام کو قایم رکھا اور قدم بقدم چلکر تلافی مافات کی۔

مرحوم کے نوحہ ماتم مین بہت سی تاریخی نظمین لکھی گئی ہین جنہین مرحوم کے حالات کا فوٹو کہا جائے اون سب کا اس مختصر مین ایراد کرنا ناممکن ہے الاچند قطعات تواریخ درج کئے جاتے ہین۔

تاریخ نوشتہ منشی عبد الرحیم صاحب مصور ملازم محکمہ نہر گنگ

خضر لقا و فرشتہ سیرت پاک دل و پاکیزہ روان	حامئے دین ہشتاد و دو سالہ رفت چو سوئے باغ جنان
روز ہمایون بود دوشنبہ وقت سحر شوال نہم	فکر بسال وفات مکن ممتاز علیخان بس برخوان

دیگر از مولوی عبد الصمد سہسوانی مقیم قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ

قال اللہ الکبیر جزاہم بما صبروا جنۃ۔ ایضًا۔ لقد دخل فی جنتہ۔

دیگر طبعزاد منشی محمد راضی کنبو متوطن قصبہ (مارہرہ)

ہر دم از وحشت دل میخواہد	دست راضی بگریبان بودن	پیش عاقل پس مرگ محسن
ہست تا زیست بزندان بودن	در فراق تو بگو اے محسن	میتوان شاد چہ عنوان بودن
کار افتاد ز بخت واژون	تا دم مرگ پریشان بودن	ماؤ بیمہری چرخ دوار

ماکو نومیدئے درمان بودن
میتوان نیستہ بزور تدبیر
درجہان سام و نریمان بودن
ہمدم ایصورت نیرنگ طلسم
شل ممتاز علی خان بودن
۱۳ ۱۱

میتوان نیز بزُہد و تقوئے
بہمن و ایرج و خاقان بودن
میتوان نیز با قلیم سخن
ہمہ سہل ست زالسان بودن

غوث و اقطاب بدوران بودن
میتوان نیز بنصرت صمصام
رشک فردوسئے و سلمان بودن
ہست از حیطۂ امکان بیرون

ولہ

کہانتک لکھین جان مضطر کی حالت | نہین اب وہ ہم مین کہ تھی جس سے قوت
وہ اسلام کی قوم کا پورا حامی | وہ دین محمّد کا خواہان شوکت
اوامر کا سالک نواہی کا تارک | رسول خدا کا وہ پیرو بہ سنّت
وہ ویران مساجد کا بنوانے والا | سعی کرنے والا کہ ہو اونکی عزت
ضعیفون کا وہ قوّت پہنچانیوالا | یتیمون کا ہر وقت وہ وقف خدمت
وہ کان شرافت کا تابندہ گوہر | وہ سرتا بپا یادگار وجاہت
ہمین اپنے غم مین پریشان بناکر | سدھارا یہان سے سوئے قصر جنت
بیاسی برس کی ہوئی عمر ایدل | گذاری مگر عمر سب در عبادت
دوشنبہ کا دن صبح کے چھ بجے تھے | نوین ماہ شوال کی تھی اشاعت
پڑھے سب وظایف ادا کی تہجّد | صلواۃ سحر سے ہوئے جب فراغت
ہوا کلمۂ پاک بس لب پہ جاری | بنا طایر روح سیّار جنّت
پکارا وہان رضوان کہ راضی سنا دے | ہوا یان پہنچکر وہ ممتاز جنت
| ۱۳ ۱۱

چودہری عنایت الہی قانونگو مارہروی نے بھی فارسی مین اچھی تاریخ لکھی ہے بلحاظ طوالت ہم اوسکے دو اخیر کے شعرون پر اکتفا کرتے ہین - وہو ہذا

زین الم تنہا نہ گریان و حزین ماہ و شما | قلب ماتم پارہ پارہ چشم حسرت خونچکان

سال رحلت اے عنایت بر من آشفتہ حال	از سر اندوہ و یاس و شیون و غم شد عیان

تین لڑکیان اور تین لڑکے مرحوم کے اعقاب مین رہے سب بختمند اور صاحب اولاد ہین

محمد صدیق خان المخاطب بہ خان بہادر ممتاز علیخان کے بڑے بیٹے نہایت

خوش مقال بلند اقبال زندہ دل سیر چشم فراخ حوصلہ اور معزز باپ کے قابل فخر فرزند ہین انکی باتون مین مزہ آتا ہے۔ نظم۔

سخنہاش رنگین تر از گل بود	چہ گل خوشتر از نشۂ مُل بود
دل از بزم او آنچنان بشگفد	کہ از هر زہ غنچۂ زعفران بشگفد

باوصف غایت اعزاز و اقبال ہر کہ و مہ سے جُھک کر ملنا و بتواضع پیش آنا انکا قدرتی انداز ہے۔ ضروری فارسی عربی تحصیل کرنے اور رڑکی کالج مین تعلیم پانے کے بعد ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ حاصل کی جوہر قابلیت دکھا دکھا کر وقتاً فوقتاً سررشتہ نہر کی ضلعداری اور ضلع کی تحصیلداری و ڈپٹی مجسٹریٹی و اسسٹنٹ انجنیری محکمہ آبپاشی پر ترقی پائی۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری کا پورا ثبوت دیا تمام ایام غدر مین اپنے کام پر موجود اور ایسے وقتون مین جبکہ جان جوکھون تھی حکام کے معاون و مددگار رہے اوسکے صلہ مین خلعت تین پارچہ قیمتی ایکہزار روپیہ گورنمنٹ سے عطا ہوا اور خوشنودی مزاج کی سند عنایت ہوئی۔

ایام قحط ۱۸۶۰ء مین نہر سے آب رسانی زراعت کا قابل قدر انتظام کرنے کے عوض گورنمنٹ سے چھ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام پائی اور گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی سے پروانہ اعزازی ملا پھر ۱۸۶۹ء کے قحط مین آبرسانی و سرسبزی زراعت مین سعی بلیغ کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے بعطائے پروانہ خاص اظہار خوشنودی و مسرت کا کیا۔ اپنی ہنرمندی اور ذاتی قابلیتون سے حکام وقت کی نظرون مین ہمیشہ معزز و محترم رہے اکثر اعلی درجہ یورپین سے مخلصانہ اور محبتانہ ارتباط و انضباط ہے۔ بلحاظ لیاقت ذاتی و قیمت

خاندانی ۱۶۔ فروری سنہ ۱۸۹۸ء کو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند سے (خان بہادر) کا معزز خطاب عطا فرمایا گیا۔

نہایت نیکنامی و اعلیٰ مراتب امتیاز و اعتبار کے ساتھ گورنمنٹ انگلشیہ کے سروس مین سرفراز رہکر بعد پورا کرنے مدت ۳۰ سالہ ملازمت کے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن پائی۔ چونکہ صیغہ آبپاشی و ہر قسم کے امور انتظامی مین انکا وسیع تجربہ اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت مسلمہ تھی بعد حصول پنشن سرکار نظام حیدر آباد دکن مین انکی خدمات کی خواہش ہوئی اور عہدہ (صدر مہتمم تعمیرات) جسکو انگریزی مین (ڈویژنل انجنیر) کہتے ہین دیا گیا آٹھسو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی - وہان بھی بہت کفایت و عمدگی سے کام کیا دیانت و کارگذاری مین نام پایا۔ خوش اخلاقی نیک مزاجی بے انتہا ملنساری سے جو انکا خاص حصہ ہے رئیس و مفلس حاکم و محکوم سب مین ہر دلعزیز رہے - ایک مسجد عالیشان خوش وضع اور بہت سے مکانات کچہری وغیرہ بمقام (ہنمکنڈہ) علاقہ سرکار نظام مین تعمیر کرائی جنکو خود حضور نظام اور حکام و واقفین فن تعمیر نے پسند کیا۔ پہر ہزار روپیہ ماہوار کی تنخواہ پر ترقی پائی اعلیٰ درجہ کی نیکنامی کے ساتھ دس برس وہان کی ملازمت کا تعلق رہا اوسکے بعد بہ پیشی انتظام جدید عہدہ تخفیف مین آگیا الا با وصف عدم استحقاق قانونی بجلدوی خدمات خاص و بصلہ بے نظیر کارگذاریون کے ما صہ ماہوار کا وظیفہ مقرر ہوا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو اسناد عطا ہوئین اور اعلیٰ حکام یورپین نے انکی نسبت تحریرین کی ہین اونسے انکی خیرسگالی و فاداری ہوشمندی کاردانی و اعزاز کا ثبوت کافی ہوتا ہے ہم چند اسناد کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہین -

چٹھی جے پار کر ایکزیکٹو انجنیر نہر گنگ بنام کرنل اسمتھ جنرل سپرنٹنڈنٹ آبپاشی ممالک مغربی مورخہ ۲۴ - نومبر ۱۸۵۷ء -

متعلق محکمہ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ کی مین خوشی کے ساتھ بعض اشخاص کے

نام پیش کرتا ہون جنھون نے تمام زمانہ غدر و تکلیف مین جو اب گذر چکا ہے نہایت عمدگی سے کام کیا۔ میرے ضلعدار محمد صدیق نے علاوہ حفاظت کرنے نہر کے ایام غدر مین بڑی رقم آبپاشی کی وصول کی اور اوسکے بعد سوائے ایک کے جو نا قابل وصول تھی سب بے باق کر لیا۔

منجانب جی پارکر سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن بنام آر سی ڈیناوب کلکٹر میرٹھ ۳۰ جون ۵۸ء

دو آدمی سنٹرل ڈویزن نہر گنگ مین ایسے ہین جنکی نسبت میری دلی خواہش ہے کہ مین اونکو انعام ملتا ہوا دیکھون کیونکہ اونھون نے پچھلے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔ جو ہوشیاری و محنت اونھون نے اپنی چوکیات کے کام جاری رہنے کی بابت اوسوقت کی جبکہ زیادہ حصہ عملہ اور مدد اوس ڈویزن کا بھاگ گیا تہا۔

ان کا نام (محمد صدیق) اور (جوالا سندر) ضلعدار ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان کو گاؤن انعام مین دیا جاوے انمین محمد صدیق نے نہایت سرگرمی سے مجھے انتظام درست رکھنے مین مدد دی اور نہر کے آبپاشی کا روپیہ دہلی فتح ہونے کے قبل بہت کچھ وصول کر لیا اور جب دہلی فتح ہوئی مجھے اس قابل کیا کہ کئی ہزار روپیہ کا سرکاری اسباب جو گوجر لوٹ لے گئے تھے اونکی کوشش سے واپس جمع کر سکا۔ مظفر نگر کی سرکاری فوج کی بغاوت کے چند روز قبل جبکہ مین محمد صدیق کی ہمراہ وہان تہا۔ اونھون نے اسبات کا پتہ چلایا کہ یہ فوج غدر کرنے والی ہے اور میجر ولیمس کو اطلاع دی۔ اور درحقیقت آٹھ روز کے بعد غدر ہوگیا اور جو انجام معلوم تہا وہ ظاہر ہوا انکی مدد سے پچاس ہزار کا مال سرکاری ہر قسم کا دستیاب ہوا اور بعض مجرم گرفتار ہوئے جسمین کچھ کو سزائے موت دیگئی اور بہت سے اشخاص کو مناسب سزا دی گئی۔

سارٹیفکٹ ۔ محمد صدیق نے گذشتہ زمانہ بغاوت مین مجکو اپر سنٹرل ڈویزن مین انتظام قایم رکھنے مین عملی طور پر بہت زیادہ مدد دی اوسیوقت سے اوس نے مجکو اس قابل کر دیا کہ مین ہزارون روپیہ کا قیمتی اسباب جو میرٹھ کی ابتدائی بغاوت مین گوجرون وغیرہ نے

لوٹ لیا تہا دوبارہ واپس لے سکا۔

اسکے علاوہ جنرل ہیواٹ کے لکھنے پر جبکہ بغاوت انتہا کو پہونچی ہوئی تھی۔ ضلعدار مذکور بغیر کسی پس و پیش کے ضلع کو گیا اور نہر کی دو اسکیپ جو (ہنڈن) ندی سے ملے ہوئے ہین اوس نے کھولدیئے۔ اسبات کے ظاہر کرنے کو کہ یہ ایک خطرناک کام تہا مین اسبات کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اسکیپ کے کھولنے کے چند ہی گھنٹہ بعد دیہاتی چارون طرف سے جمع ہوگئے اور اسکیپ کی کلون کو توڑ ڈالا۔ اگر اسوقت ضلعدار وہان ہوتا تو یقینی اونکا مقابلہ ہوتا اور کوئی عمدہ حفاظت نہونے کی وجہ سے اونکو ضرور صدمہ پہونچتا۔ وہ جون ۱۸۵۸ء کو میری ہمراہ مظفرنگر گیا اور وہان اوس نے معلوم کرکے حکام کو اطلاع دی کہ بیقاعدہ پیادہ فوج جو اوسوقت وہان مقیم تھی بغاوت پر آمادہ ہے۔ میجر ولیمس جو اوسوقت وہان موجود تھے اسکی تصدیق کر سکتے ہین اور علی ہذا مسٹر شیکسپیر وغیرہ اصحاب جو سول سروس مین ہین اور اوسوقت وہان موجود تھے۔

دستخط جیمس پارک سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ ۱۶۔ جنوری ۱۸۶۰ء

پروانہ بنام محمد صدیق ضلعدار نہر شرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ہند دستخطی مسٹر اے۔ سی۔ بیلی سکرٹری مورخہ ۱۹۔ جنوری ۱۸۵۹ء

عزت مآب۔ اسوقت حضور نواب گورنر جنرل بہادر کو میرٹھ کے کمشنر کی رپورٹ نمبری ۲۱۶ مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۸۵۸ء سے معلوم ہوا ہے کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین تمنے بہت تکالیف برداشت کین اور گورنمنٹ کے اسباب کی حفاظت مین بہت زیادہ کوشش کی باوجودیکہ تمہاری جان معرض خطر مین تھی تاہم تمام ایام غدر تک اپنی کوششون سے باز نہین رہے۔ تمہارے چال وچلن کی یہہ حالت سنکر حضور نواب گورنر جنرل بہادر بہت خوش اور مطمئن و شکرگذار ہوئے۔ تمکو بطور انعام کے ایک بہاری خلعت اور یہہ پروانہ اوسکے اظہار کے واسطے عطا کیا جاتا ہے۔ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے تمکو اپنے اطمینان سے

اسواسطے یاد فرمایا ہے تاکہ اسکی وجہ سے تمہاری عزت افزائی ہو۔

پروانہ بنام منشی محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی دستخطی آنریبل ایم۔ ایڈمانسٹون مورخہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۸۶۲ء

اینجانب کو کرنل ٹرن بل سپرنٹنڈنٹ جنرل محکمہ آبپاشی سے معلوم ہوا ہے کہ قحط سنہ ۱۸۶۱ء مین تمنے خشک کھیتون مین نہر سے پانی پہونچانے مین ازحد محنت اور گورنمنٹ کے قابل قدر اور وفاداری کی خدمت کی۔ اس اطلاع نے اینجانب کو بہت خوش کیا۔ اور یہہ حکم دیا گیا ہے کہ اس عمدہ خدمت کے صلہ مین تمکو چھہ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام کے عطا کیجاوے۔ اور تمہارے ساتھہ یہہ اظہار اطمینان اسواسطے کیا گیا کہ تمہارے افتخار و اعزاز کی افزونی کا باعث ہو۔

پروانہ عطیہ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء دستخطی کرنل ڈبلو۔ ڈبلو گریٹ ہیڈ آر۔ ای۔ سکرٹری۔ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی۔

مابدولت کو معلوم ہوا ہے کہ تمنے سنہ ۱۸۶۹ء کے قحط مین نہر کے پانی کی تقسیم کرنے مین نہایت محنت و عقلمندی سے کام لیا جسکی وجہ سے زیادہ آراضی کی آبپاشی ہوئی اور بیچارہ کاشتکار برباد ہونے سے بچ گئے۔ لہذا یہ پروانہ تمکو عطا کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے ہمسرون مین تمہارا اعزاز زیادہ ہو۔

منشی محمد صدیق کو ضلع بلندشہر کی تحصیلداری پر نامزد کئے جانے کیواسطے اونکے چال چلن و تعلیمی حالت پر ضلع کے کلکٹر کی رائے

سایل نے عربی فارسی پڑہی ہے اور انجنیری کی تعلیم روڑکی کالج مین پائی ہے۔ اوسکے قوائے درست ہین اور ہر طرح قابل معلوم ہوتا ہے۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اس نے اپنے آپ کو ایک وفادار نوکر ثابت کیا جسکے صلہ مین سرکار

کی جانب سے ایک خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور ایک سفارشی پروانہ عطا ہوا۔ تین چار مرتبہ خود اپنے ہی محکمہ نہر مین ہندوستانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کیواسطے سفارش کی گئی۔ سنہ ۱۸۶۱ع کے قحط مین اوسکی عمدہ خدمات کے صلہ مین اوسکو چھ مہینہ کی تنخواہ اور ایک پروانہ گورنمنٹ کا بطور انعام عطا کیا گیا۔

محمد صدیق نے بہت عرصہ تک محکمہ نہر مین ملازمت کی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا چال چلن بلحاظ مستعدی۔ عقلمندی و راستبازی رہا ہے جیسا کہ اوسکے سارٹیفکٹون سے ثابت ہوتا ہے مجکو جو اوسکی بابت عمدہ اطلاعین ملین اونھون نے مجکو آمادہ کیا کہ ضلع کے موجودہ انتظام مین اوسکو نامزد کرون۔ اور اگرچہ وہ یہان تھوڑے عرصہ تک رہا ہے لیکن پھر بھی اوسنے اپنے آپکو نہایت قابل حاکم ثابت کیا ہے۔ اور بلاشبہ وہ تحصیلداری کا کام اچھی طرح کرے گا۔

دستخط ایچ۔ بی۔ ڈیبسٹر قایمقام کلکٹر میرٹھ

مین محمد صدیق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ سے تین سال سے واقف ہون۔ وہ نہر کے ڈپٹیون مین مجسٹریٹی اور مال دونون کامون مین سب سے اعلیٰ درجہ کے ڈپٹی ہین۔ وہ انجنیری کے کام مین بلاشبہ ایسے ہی ہوشیار ہین جیسے کہ ترتیب محنت اور خوش انتظامی مین۔ اعلیٰ درجہ کے یورپین اسسٹنٹونکی برابر ہین۔ اور درحقیقت مین اچھی طرح کہ سکتا ہون کہ وہ فیصدی نوے اسسٹون پر ترجیح کے قابل ہین۔ مین اونکو ہر ایک کام کے واسطے مناسب آدمی خیال کرتا ہون۔ اور بوجہ اونکا دوست ہونے کے اونکی ترقی کی خبر سنکر بہت خوش ہونگا

دستخط جی۔ ڈبلیو روس۔ لفٹنٹ۔ آر۔ ای۔ ایکسیکٹو انجنیر

سارٹیفکٹ جو دربار قیصری مقام دہلی مین عطا کیا گیا

حسب الحکم حضور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر یہ سارٹیفکٹ منجانب حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نظام۔ محمد صدیق پسر ممتاز علی خان ساکن ضلع میرٹھ کو بصلہ خیرخواہی اور پسندیدہ اوصاف کے عطا کیا جاتا ہے۔

دستخط جارج کوپر بمورخہ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ع

سارٹیفکٹ عطائے خطاب خان بہادر

بنام محمد صدیق انریری اسسٹنٹ انجنیر و ڈپٹی مجسٹریٹ محکمہ آبپاشی ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۱۶۔ فروری ۱۸۸۸ء مقام فورٹ ولیم۔

تمہاری ذاتی اوصاف کیوجہ سے اینجانب نے تمکو خطاب "خان بہادر" عطا فرمایا۔

دستخط ڈفرن۔ وایسرائے و گورنر جنرل ہندوستان

{مہر گورنمنٹ ہند}

سارٹیفکٹ بابت خدمات ریاست حضور نظام دکن

حیدرآباد دکن۔ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء

میرے دوست خان بہادر۔ مجھے آپکو اسبات کا سارٹیفکٹ دینے کی بہت خوشی ہے کہ آپنے میری ماتحتی مین (حضور نظام کے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ) مین ڈویژن (ورنگل) کے عہدہ ڈویژنل انجنیری کا کام ۱۸۸۹ء سے انجام دیا اس عرصہ مین جبکہ یہ بڑا کام آپکی ذمہ داری مین تھا مجکو آپکے طرز عمل سے جس سے کہ آپنے اپنے کام کو انجام دیا ہر طرح اطمینان رہا۔ آپ کی زیر نگرانی تین بڑے بڑے آبپاشی کے ضلع تھے اور اپنے معاینہ کے دورون پر اون اضلاع کے مختلف کامون کی نسبت جو یادداشتین کہ آپنے بنائی ہین اور جو تجاویز کہ آپنے پیش کی ہین وہ میرے واسطے بہت کارآمد ہوئی ہین۔ حیدرآباد کے قیام کی وجہ سے جو دوستی کہ میری اور آپکے درمیان ہوگئی ہے اوس کا خیال کرکے مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی ہم دونون دوبارہ ملین اور اوس دوستی کو از سر نو تازہ کرین۔ مجکو آپ ہمیشہ اپنا خیر خواہ سمجھین۔

آپکا سچا دوست جارج پامر۔ ایم۔ سی۔ ای
چیف انجنیر پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ۔ ریاست حضور نظام

ایضاً۔ نیم سرکاری نشان ۱۸۵۵۔ مورخہ ۱۵۔ دسمبر ۱۸۹۹ء

مکرمی خان بہادر محمدؐ صدیق صاحب ڈویژنل انجینیر تعمیرات سرکار عالی۔
حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی۔ آپکو لکہا جاتا ہے کہ نواب صاحب افسوس کرتے ہین کہ آپکی قیمتی خدمات زیادہ مدت تک نہین رہ سکین۔ چونکہ آپکی مدت ملازمت کا زمانہ دس سال کا ہے۔ بموجب پنشن کوڈ کے دس مہینے کی تنخواہ بطور انعام کے آپکو دیجا سکتی ہے۔ لیکن آپکی ہسپتال کارگذاریان اور بالخصوص تعمیر مکانات اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی۔ واقع (ہنگنڈہ) کا لحاظ کرکے نواب مدار المہام بہادر بطور خاص پنشن کی سفارش کرنا چاہتے ہین علاوہ اسکے آپکے چہوٹے بچون کی تعلیمی وظیفہ کی سفارش بہی بخدمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی فرمائین گے فقط
شرح دستخط اپنا مخلص دوست سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی
اسکے بعد ہم اوس رپورٹ کی نقل کرتے ہین جو صاحب معتمد تعمیرات ووزیر دولت آصفیہ نے انکی پنشن یعنی وظیفہ حین حیاتی کی باب حضور نظام مین بہیجی ہے وہو ہذا الشان وہ خان بہادر محمدؐ صدیق خانصاحب ڈویژنل انجینیر صوبہ شرقی اوس انتظام کی روسے جسمین بہہ عہدہ تخفیف کرائے گئے تہے سال گذشتہ تخفیف مین آگئے تخفیف کے وقت خان بہادر صاحب کی مدت ملازمت دس سال کی تہی از روئے سارٹیفکٹ ڈاکٹر لاری صاحب کے اونکے قوائے جسمانی وروحانی نہایت اچہی حالت مین ہین اور اگر اونکا عہدہ تخفیف مین نہ آجاتا تو وہ بخوبی اور پانچ سال تک کام کرنیکے لایق تہے اور اوسوقت اونکو حسب ضابطہ وظیفہ ملنے کا حق ہوجاتا مگر سرکاری ضرورت کی وجہ سے اوس حق حاصل کرنے سے باز رکہے گئے سرکار انگریزی مین بہی جسوقت مصالح ملکی وسرکاری سے کوئی انتظام ہوتا ہے اور تخفیف عمل مین آتی ہے تو ایسے اشخاص کے ساتھ جو باوجود قابلیت ملازمت کے علیحدہ کردئے جاتے ہین غیر معمولی رعایت کی جاتی ہے اور بعض اوقات سات اور آٹھ سال کی ملازمت مین بہی وظیفہ دیا جاتا ہے پس اس قسم کی رعایت

کا کیا جانا خان بہادر صاحب کے حق مین خلاف ضابطہ نہین ہے لیکن علاوہ برین
خان بہادر صاحب کی خدمات دس سال تک مخصوص قابل تعریف رہے ہین اور اونھون
نے نہ صرف اپنی ڈویژنل انجنیری کا کام انجام دیا ہے بلکہ بطور خاص اعلیٰ حضرت قدر
قدرت کی عمارتون کی تیاری مین ذاتی کوشش کی ہے اور اعلیٰ حضرت نے کئی مرتبہ
اونکی کارگذاری پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے بلکہ ہمیشہ اونکے بچو نپر مرحمت خسروانہ مبذول
فرمائی ہے پس ان خدمات کی وجہ سے اونکی حالت بھی خاص ہوجاتی ہے اوربعوض انعام
اونکو وظیفہ دیا جائے تو بعید از قدردانی نہ ہوگا ان لحاظات سے فدوی سفارش کرتاہی
کہ خان بہادر کو جو ایک عالی خاندان شخص ہین اور جو نہایت خدا پرست اور عابد اور
پرہیزگار ہین اور جنکی کارگذاری اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ما ۱۵۰ ماہانہ وظیفہ تاحیات عنایت
کیا جاوے تاکہ بقیہ عمر کو آسایش سے بسر کرین اور دعائے دولت ابدمدت مین مصروف
رہین۔ سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی

از طرف نواب اقبال الدولہ بہادر بہ عالیجناب حضرت بندگان عالی مدظلہ التعالےٰ
خان بہادر محمد صدیق سابق ڈویژنل انجنیر صوبہ شرقی کے متعلق جو گذارش معتمد تعمیرات
نے پیش کی ہے اوسکو خانہ زاد حضرت پیرو مرشد کے ملاحظہ مین گذرانتا ہے حضرت
خداوندی خان بہادر صاحب کی کارگذاری اور حالت سے بہ نفس نفیس واقف ہین
خانہ زاد کو بیان کی حاجت نہین ہے اور فی الواقع یہ معاوضہ اونکے خاص خدمات
کی اگر حسب رائے معتمد تعمیرات ما ۱۵۰ کا وظیفہ مرحمت فرمایا جاوے تو موجب قدردانی
ہوگا۔ دستخط خانہ زاد موروثی اقبال الدولہ

المختصر اب اپنے وطن میرٹھ مین باعزاز و احترام تمام آرام فرماتے ہین جیسا کہ خداوند تعالےٰ
نے انکو بااقبال کیا ہے اولاد کی طرف سے بھی پورا تمتع دیا ہے دس لڑکے اور آٹھ لڑکیان
اسوقت موجود ہین انمین سے اکثر جوان و صاحب اولاد اور گورنمنٹ انگلشیہ و حضور نظام

کی سروس مین آگئے ہین بعض تعلیم پاتے ہین اور صغیر ہین - عمر ستر سے گذر گئی ہے
لیکن بفضلہ تعالیٰ قوے صحیح اور طبیعت اوسیطرح شگفتہ وجوان ہے غایت زندہ دلی
وخوش مزاجی سے حزن ملال کو انکے سراپردہ خاطر مین ذرا بھی دخل نہین - سب سے
بڑی بات یہہ ہے کہ مشاغل صوری نے ذوق معنوی سے غافل نہین کیا جو موجب حصول
سعادت اُخروی ہے مذہب کے پابند اداے لوازم مذہبی کے دل سے شایق پیشوایان
دین کے ساتھ ادب ومحبت رکھنے والے مساکین وضعفا کے دستگیر ہین برگزیدہ باپ کے
بہت سے اوصاف انمین پائے جاتے ہین موجودہ وقت مین ایسے ہی کچھ لوگ ہین جنکی
رفتار وگفتار افعال واعمال ہست وبود سے اسلاف کے اوصاف ستودہ کا پتہ ملتا ہی

حافظ محمد روح اللہ خان المخاطب بہ خان بہادر حاجی محمد ممتاز علیخان کے دوسرے
بیٹے حافظ قرآن مجید وحاجی حرمین شریفین صاحب علوم عربیہ وفارسیہ دانشمند لطیف طبع مدبر
مآل اندیش منتظم صواب بین خوشخو متواضع ومہمان نواز ہمہ تن خیر ہین حُب قومی مین سنہ ۱۲۹۴ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۷۷ء واسطے تعلیم وتربیت اطفال قوم ودرس قرآن وعلوم مذہبی ودیگر فنون فارسی
وریاضی وانگریزی جو کسب معاش کیواسطے ضروری ہین اپنے وطن (میرٹھ) مین چندہ سے مدرسہ
قایم کیا اور خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق بنے - جب چندہ سے کام چلتا نہ دیکھا انکے
(اچھا وہ آدمی ہے جو آدمیونکو نفع پہونچاوے ۱۲)
والد ماجد نے جو مشہور مخیر اور حسنات وبرکات مین ممتاز دوران تھے اپنی ایک معقول جائداد مصارف
مدرسہ کے واسطے وقف کرکے ۱۲ - رمضان سنہ ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۴ - جون سنہ ۱۸۸۷ء وقفنامہ لکھکر
باضابطہ رجسٹری کرادیا - اور اپنے فرزند رشید بانی مدرسہ کو اوسکا متولی ومنتظم مقرر کیا چنانچہ
یہہ مدرسہ ۲۳ - برس سے بخوبی جاری ہے اور اوس کا فیض عوام پر ساری ہے ہند سے لیکر بنگال
وسندتک کے طلبا اس مدرسہ سے اسناد حاصل کرچکے ہین -

بنا مدرسہ کی تاریخی نظم طبعزاد محمد راضی کنبوی مارہروی مختار عدالت اٹاوہ سے

جسقدر مکتب پرانے تھے یہان	ایکا بھی تو نہ باقی تہا نشان	سن اٹھارہ سو ستتر عیسوی ۱۸۷۷

بارہ سو چورانوے ہجری نبیؐ
آئی لڑکون مین بہت آوارگی
دلمین روح اللہ خان کے شاق تہا
صرف کرکے وقت جاری کردیا
پر رہا چندے ہی اوسکا اہتمام
حضرتِ والد سے یون کی التجا
جنمین خیر و خُلق دونون تھے بہم
الغرض بیٹے کی سنکر التجا
جو ہے قیمت اور منافع مین گران
بیش سے سولہ دئے اوسکی سہام
چار تیرہ سو سے اوپر ہجری تہی
وقفنامہ ضابطہ سے لکھدیا
مدرسہ قایم ہے لڑکے ہین نہال
درس ہے قرآن کا تفسیر کا
مثل صرف و نحو اور علم ادب
فارسی اُردو ضروری انتخاب
اکثر اونمین سے بہت اعلیٰ ہوئے

جب ہوئی ہر اک بیان سے آشکار
تہی جہالت سب پہ یکسر چھا گئی
یکبیک ممدوح نے باندہی کمر
قوم کی خاطر یہان یہ مدرسہ
پہر سمجھکر عارضی چندے کا حال
یہ کہین ابتر نہو میرا کیا
نام ممتاز اول آخر مین علیؐ
بندوبست مدرسہ ایسا کیا
حضرت مرحوم کی وہ ملک تہی
ہاتھ مین بیٹے کے سونپا اہتمام
بارہوین تاریخ تھی رمضان کی
تکملہ قانون رایج سے کیا
لازمی اسمین ہوئی تعلیم دین
اور حدیث و فقہ پر تنویر کا
عالم و فاضل بنے لڑکے یہان
اور ادنیٰ درجہ انگلش اور حساب
آج عہدون پر وہ سب ممتاز ہین

وہ نہ مکتب تھے نہ وہ اونکی بہار
ڈہنگ یہ تعلیم کا بگڑا ہوا
اور جی سے کوششین کین اسقدر
کچھ کیا چندہ سے پہلے انتظام
کیونکہ دیتے وقت ہوتا ہے ملال
والد ماجد تھے اک ابرِ کرم
تھے اسی برکت سے سچ ہے وہ سخی
ہے اتانس نام کی کوٹھی یہان
واسطے تعلیم کے موقوف کی
تھی اٹھارہ سو ستاسی عیسوی
اور مطابق اوسکے ہر جون تھی
ہوگئے جاری ہوئے تئیس سال
دیکھ لے پڑہکر نہو جسکو یقین
سب ہے تعلیم زبانہائے عرب
جانتا ہے جسکو ہر پیر و جوان
پڑہ کے اسکولون مین جو لڑکے گئے
اونپہ در ہائے کشایش باز ہین

قطعہ تاریخ

چون امداد دین سعی بلیغ
چون شد استحکام از فضلِ خدا
سال اجرا آمدہ از روی وہب
رہا خان بہادر با صفا

وله

یہ روح اللہ خان کی روح پہونچی
جو پہر قایم یہان پر درسگہ ہے
جہان مسدود تھے تعلیم کے باب

وہان اب علم کا یہ غلغلہ ہے
جبینین ہو رہی ہین نور الا نور
نوا دکھین دوسرا بھی رشک مہ ہو
او کٹھواے نوجوانو آؤ ڈہونڈو
بہت پھیلی ہوی ہے اور رتبہ ہے

کہ زیب سر ہے دستار فضیلت
فلک سے اونکی کچھ اونچی کلہ ہو
مہیا جب یہ ساماں ہون تو بیشک
کہ علم دین کا یان لگتا پتہ ہے
سر جدت سے وو شہرت جہان مین

ہر اک لڑکا یہان کا رو برہ ہے
اگر غیرت وہ خورشید ہے ایک
نہ پڑھنا کفر نعمت ہے گنہ ہے
سنبھالو قوم کو رستہ پہ لا کر
کھلا ہے بیٹھین قومی مدرسہ ہے
۱۲ ـہ ۹۴

ولہ

عالم علم شریعت عامل احکام حق
آفرین کردند بر بازوی او روحانیان

حافظ و حاجی بیت اللہ روح اللہ خان
اے زہے این درسگہ از فیض این شایان قوم

چون بنا ہے تعلیم قوم این مدرسہ کرد
بست دستار فضیلت گشت یکتائے جہان

گفت راضی سال بنیادش زروی انبساط
مدرسہ قومی خداوندا بماند در جہان
۱۲ ـہ ۹۴

خانگی انتظامات و امراض دایمی کی وجہ سے ملازمت گورنمنٹ کی طرف انھون نے توجہ نہین کی الا عقل صلاح فکر سلیم ذہن ذکی پایا ہے نظم و نسق کا پورا ملکہ اور کامل تجربہ حاصل ہے انتقال پدری کے بعد بنظر یہ قابلیت فطری و جوہر معاملہ دانی حکام وقت نے وایس پریسیڈنسی میونسپل کمشنری و آنریری مجسٹریٹی شہر اٹاوہ کے واسطے انہین کو تجویز کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا چنانچہ جانشین پدر نامور ہوکر خدمات متعلقہ کو نہایت خوش اسلوبی سے حسب پسند گورنمنٹ انجام دے رہے ہین اہل شہر رئیس و مفلس ہندو مسلمان ہر طبقہ کے لوگ راضی و خوش ہین شہر مین اول درجہ کا اعزاز ہے گورنمنٹ کے ساتھ انکا عمل خیر خواہانہ اور وفادارانہ ہے ۱۸۹۶ء کے قحط مین نہایت ہوشمندی سے انتظام کیا اور مصیبت زدون کی امداد مین کوشش بلیغ کی اوسکی جلدو مین ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند مدظلہا کی حضور سے سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج کا عطا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

سارٹیفکٹ ہذا منجانب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ بحکم حضور پرنور ہنر اکسلنسی وائسرائے و گورنر جنرل بہادر حاجی حافظ محمد روح اللہ خان صاحب ولد حاجی ممتاز علیخان صاحب متوطن

اٹاوہ کو اون خدمات کے صلہ مین عطا کیا جاتا ہے جو حافظ صاحب موصوف نے کار امدادی قحط مین کیہ

۲۱- جون ۱۸۹۷ء۔ دستخط اے۔ پی میکڈانل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر

پھر فروری ۱۸۹۸ء مین خان بہادر کا معزز خطاب دیا گیا ہم ا- فروری ۱۸۹۸ء کو بمقام اله آباد لفٹنٹ گورنر بہادر کے دربار مین اوسکی سند عطا ہوئی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سند بنام حاجی حافظ محمد روح اللہ خان ساکن اٹاوہ ممالک مغربی وشمالی- مین بطور ذاتی امتیاز کے خان بہادر کا خطاب آپکو دیتا ہون۔

دستخط والیسرائے گورنر جنرل ہند یکم فروری ۱۸۹۸ء

ہم انکی ستایش مین کلام کو طول دینا نہین چاہتے حکام وقت کی چند چٹھیات انگریزی کا اردو ترجمہ لکھے دیتے ہین جس سے ناظرین خود فیصلہ کرلین گے۔

حافظ روح اللہ خان تین برس سے آنریری مجسٹریٹ اور وایس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ ہین یہ ممتاز علیخان کے بیٹے ہین اور مثل اپنے باپ کے خیر خواہ سرکار ومحنتی رئیس شہر ہین مین اونکو جانتا ہون جب سے اٹاوہ مین آیا ہون- یہ ہوشیار اور مشکور کرنے والے ہندوستانی جنٹلمین ہین۔ سی- سلبرڈ قایمقام جنٹ مجسٹریٹ ۹- نومبر ۱۸۹۵ء

حافظ محمد روح اللہ خان مسلمانان اٹاوہ کے لیڈر ہین اور مذہبی تہوارون کے انتظام کرنے کے واسطے نہایت موزون ہین۔ مسٹر شیرنگ کلکٹر

حافظ محمد روح اللہ خان شہر کے مسلمانون مین باثر شخص ہین اور حکام کے احکام کی موافق اپنے اثر کو کام مین لاتے ہین۔ مسٹر جی برون کلکٹر

جناب من- مین آپکا نام اعزازی گزٹ کی فہرست مین دیکھکر نہایت خوش ہوا- اور مین آپکو خطاب پانے کی بابت مبارکباد دیتا ہون- آپنے ایام قحط سالی مین کار نمایان کیا- مین اسوجہ سے بالخصوص زیادہ خوش ہوا کہ آپنے مجھے ایام کلکٹری اٹاوہ مین ہمیشہ قیمتی مدد دی اور مین ہمیشہ آپکی خیریت سنکر خوش ہوتا رہونگا۔ برون ۸- جنوری ۱۸۹۸ء مرزاپور

آپکو خطاب پانے کے مین مبارکباد دیتا ہون آپنے جو خدمات کین اوسکی وجہ سے آپ خطاب کے مستحق تھے اور آپکے والد سے ہر شخص محبت کرتا تہا۔ پامر سپرنٹنڈنٹ انجینیر ۹۔ جنوری ۱۸۹۹ء

میرے دوستو یہہ یاد رہے کہ جو لوگ نیک نیتی سے مذہب کے سچّی اصولون کے پابند ہین وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کے وفادار رہتے ہین۔

حافظ ظہور الاسلام تیسرے بیٹے ممتاز علیخان کے حفظ قرآن مجید وحج بیت اللہ کا شرف حاصل ہے گورنمنٹ انگریزی سے عہدہ تحصیلداری پر ممتاز اور دیانت مین معروف ہین تواضع مہمان نوازی بے تکلفی انکا ذاتی جوہر اور موروثی حصہ ہے عبادت ومجاہدات ذکر اللہ مین ہمنفس درویشان ریاضت کش ہین۔

حاجی محمد صاحب علی خان ابن نذر علیخان (مارہرہ) انکا مولد وموطن ہے ممتاز علیخان اور یہہ ہم جدہ ہین سنہ ۱۲۲۹ ہجری وسنہ ۱۸۱۴ء مین پیدا ہوئے۔ قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ آل احمد حضرت اچھے صاحب قدس سرہ العزیز مارہروی نے انکا نام رکہا اور صاحب اقبال ہونے کی پیشین گوئی کی تہی چنانچہ ادس کا ظہور بوجہ اتم ہوا۔ شاہجہان پور مین تعلیم پائی فارسی مین کامل دستگاہ اور عربی مین کافی لیاقت تہی ادب فقہ صرف ونحو اچھے جانتے تھے حدیث تفسیر وغیرہ مین دخل تہا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر شاہجہانپور مین شاہ عبد الرحمن نقشبندی سے بیعت کی۔ ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ کو ذریعہ معاش ٹہیرایا انکے باپ کمشریٹ مین گماشتہ تھے ابتدائی زمانہ اونکے ساتھ گذرا چند غیر مستقل نوکریون کے بعد اولاً اٹاوہ مین اور وہان سے چہوڑکر بجنور مین سررشتہ دار کلکٹری ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۵۷ء مین جبکہ غدر پڑا الہ آباد مین سررشتہ دار کلکٹری تھے سنہ ۱۸۵۹ء مین تحصیلداری پر ترقی پائی۔ اور الہ آباد سے فتحپور بدل گئے سنہ ۱۸۶۲ء مین بجلدوی خیرخواہی ایام غدر ایک دیہہ موسوم بہ (شیورای) پرگنہ مارہرہ تحصیل وضلع ایٹہ بشرط ادائے مالگذاری گورنمنٹ انگلشیہ سے عطا ہوا اور ایک تلوار معہ خلعت دی گئی سنہ ۱۸۶۶ء مین تحصیل کوڑا جہان آباد سے ایک برس کی رخصت لیکر معہ اہل وعیال بیت اللہ گئے

اوربعد حصول زیارت حرمین شریفین مع الخیر مراجعت کی سنہ ۱۸۷۲ء مین تحصیل مچھلی شہر ضلع جونپور سے حسب قانون پچپن سالہ پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - اوسی سال مارہرہ مین میونسپل کا انتظام ہوا تہا حسب ارشاد مسٹر ہوبرٹ صاحب کلکٹر ایٹہ اوسکی سکرٹری منظور کرکے سنہ ۱۸۸۱ء تک اوس کام کو حسن وخوبی سے انجام دیا پہر مستعفی ہوگئے - بالجملہ نہایت خوش اخلاق نیک مزاج اور صوم وصلواۃ کے نہایت پابند تھے سفر وحضر مین تہجد اشراق قضا ہوتا تہا پانی برسے یا اندہی چلے کوئی حالت مسجد جانے سے انکو روک نہ سکتی تھی پانچون وقت نماز باجماعت اداکرتے قرض حسنہ اسطرح دیتے کہ کسیکو خبر نہوتی - ایکدن قیلولہ کیا خواب مین دیکہا کہ ایک عورت جمیلہ کہڑی ہوئی بلارہی ہے بیدار ہوکر خود ہی تعبیر کہی کہ سفر آخرت کا بلاوا ہے چند روز بعد اس واقعہ کے بخار آیا درد سر کی شدت ہوئی شب دوشنبہ طبیعت زیادہ بگڑی غفلت طاری ہوگئی سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء رہگرائے عالم بقا ہوئے - ؎

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ خیر نکوئے اہل کرم نخواہد ماند

دو نسخہ ذکر میلاد گرامی اور ایک تذکرہ شہادت مین انکی تالیف سے یادگار ہین -

غازی الدین حسین خان نذر علیخان مارہروی کے دوسرے بیٹے سنہ ۱۲۳۹ھ و سنہ ۱۸۲۴ء مین پیدا ہوئے مارہرہ مین نشو ونما وتربیت وتعلیم پائی - بعد تحصیل علم گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت مین آئے عرصہ تک پنجاب مین ملازم بندوبست رہے پہر تہانہ دار پولیس ہوگئے غدر کے بعد الہ آباد مین سلسلہ ملازمت قایم ہوا پہلے نائب تحصیلدار اوسکے بعد تحصیلدار پہر بندوبست کے ڈپٹی کلکٹر ہوگئے - بڑے مضحکہ اور انتہا درجہ کے خوش مزاج تہے ہرکس وناکس کے ساتھ نہایت اخلاص وانکسار وخاطر ومدارا سے پیش آتے ہر ادنیٰ واعلیٰ کے ساتھ یکساں خلوص ومحبت بات بات پر قہقہہ لگاتے دسترخوان کشادہ تہا خویش وبیگانہ جو آتا برادرانہ لطف سے اوسکو شریک فرماتے - خلق اللہ کو نفع پہونچانا

انکی فطرت مین داخل تھا جو کمایا خیرات وحسنات مین لٹایا جو گیا محروم نہ پھرا۔ انکے ذریعہ سے ایک جماعت کثیر گورنمنٹ کی سروس مین آئی اکثر اونمین سے ترقی یاب ہوکر اب عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہین۔ گورنمنٹ کے کام کو اپنے سب کامون یہانتک کہ کہانے پینے پر فوق دیتے تھے۔ لیکن نماز کے وقت کیسا ہی اہم کام ہوتا چہوڑ دیتے دورہ مین نماز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور قنات کہڑی کر کے مخصوص ایک مسجد مرتب کی جاتی تھے۔ بحالت ڈپٹی کلکٹری رخصت لیکر حج کو گئے بعد فراغ حج کعبہ وزیارت روضۂ رسول مقبولؐ مدینہ طیبہ سے واپسی کے وقت راہ مین بخار آیا مکہ معظمہ پہونچکر شب دوشنبہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۵ء داعی اجل کو لبیک اجازت فرمائی اور داخل فردوس برین ہوئے چونکہ طبیعت لطیف پائی تھی شعروسخن کا مذاق تہا اکثر تاریخ لکھتے اور اوسپر مصرعہ موزون کرتے انکے اشعار خالی از لطف نہوتے تھے۔ مولوی عبدالجلیل مارہروی نے جو اوسوقت ضلع (الہ آباد) مین منصرم بندوبست تھے اور اب (بنارس) مین ڈپٹی کلکٹر ضلع ہین انکے حالات سفر و ذکر انتقال مین ایک نظم دلکش موسوم بہ (ذکر مسافر) لکھی ہے چند اشعار اوسکے انتخابًا یہان درج کئے جاتے ہین۔

بہ ہندستان یکے بود است صوفی طبع صافی دل ۔۔۔ مطیعِ حضرتِ یزدان معینِ ملّتِ بیضا
باحکامِ خدا غالی عَلَم باسم غازی الدین ۔۔۔ خدا را بندۂ تابع نبی را چاکرِ شیدا
بجودِ وافر و لطفِ اتم ممدوح در عالم ۔۔۔ بعدل و داد و انصاف و کرم مشہور در دنیا
ز مرزانِ خدا ہمت طلب کردہ کمر بستہ ۔۔۔ ز ہندستان روانگشتہ بسوئے یثرب و بطحا
رسیدہ تا در یزدان گہے گریان گہے خندان ۔۔۔ چو در وجد و طرب رندان بدل جوش و بسر سودا
حجر را گاہ بوسیدہ حرم را گاہ گردیدہ ۔۔۔ جبین بر خاک مالیدہ چشیدہ آبِ زمزم را
گہے کردہ نماز آنجا بصد شوق و نیاز آنجا ۔۔۔ گہے ماندہ دراز آنجا و دیدہ گہہ صفا مروا
ز سر موئے تراشیدہ گنہ از دوش پاشیدہ ۔۔۔ الم از دل خراشیدہ برستہ از غمِ فردا

زخارا ریزہا کردہ زیک تا ہفت آوردہ
بہ ابلیس سیہ چہرہ زدہ آن ریزۂ خارا

بہ لطف و شکر یزدانی شدہ فارغ ز قربانی
بہ ظاہر آنچہ میدانی بباطن فکر بخشینا

ازان پس در حرم آمد پئے تعظیم خم آمد
بصد شوقِ اتم آمد کشیدہ از جگر آوا

بخالق گفت کائے خالق تو میدانی کہ من چونم
دل و جان چلگی خونم ازین رنج روان فرسا

کہ چون عمرم شود آخر روان گردم ازین عالم
شیا شد خاکِ مکہ بعد مرگم مدفن و ماوا

کنون مارا اجازت دہ کہ آرم رو سوئے یثرب
روم بر روضۂ شاہِ جہان و خسروِ عقبیٰ

غرض آمد برون زان خانۂ ممتاز و راہی شد
بسوئے مرقدِ اقدس ز فرقِ خود نمودہ پا

چو طے شد وادئے ہجران رسیدہ این سفر پایان
عیان شد روضۂ تابان درخشان چون مہ رخشا

زہے آن روضۂ اقدس زہے آن مرقدِ علیا
بشان و قدر چون عرش مجید و گنبدِ خضرا

مبارک چون لب عیسیٰ مطہر چون دلِ مریم
معظم چون تنِ آدم مکرم چون سرِ حوا

منور چون قمر انور برنگِ خسروِ خاور
مقدس چون حرم اقدس بسانِ مسجدِ اقصیٰ

زیارت کرد و حاصل کرد از عمرِ روان بہرہ
برخ مالیدہ خاکش از جہنم گشت بے پروا

دل و جانش شدہ روشن پر از انوار شد دامن
بسانِ وادئے ایمن بمشعل [illegible] سینۂ سینا

غرض آن مردِ عاشق راز درگاہِ رسولِ حق
برون آورد و اویلا جدا افگند و ادردا

برون آمد ازان درگہ تو شخصے از در خانہ
جدا شد از لبِ دریا مگر رنجور استسقا

بدل خارے خلید از غم بجان دردے رسید از غم
ز مژگان خون چکید از غم فتاد آتش ز سر تا پا

ازین ہجر و ازین آتش ازین سوز و ازین حرمان
دلش خون و جگر داغ و تنش خستہ بہ لب غوغا

بجان آمد ز بیماری گزشتہ کارش از یاری
شدہ مرگے برخ طاری ز ہجر آن مہ زیبا

چو در مکہ فرود آمد سرا در سجود آمد
برون از جانش دود آمد گزشت از جانِ خود والا

برب کعبہ جان دادہ بہ شوقِ بیکران دادہ
بعشق آن فلان زادہ جزی اللہ لہ خیرا

جزائے جان بہ عیسیٰ شد جمالِ روئے انور شد
جوارِ قربِ داور شد زہے سود و زہے سودا

دعائے این مسافر را اجابت ساخته یزدان | که شد در مکه اش مدفن بخاک جنت الماوا
من غمدیده بودم در اله آباد کا در و ند | خبر از مرگ آن ره روازان اقصی باین اقصی
زمین و آسمان تاریک شد در دیده ام از غم | نبوده هوش من قایم نمانده عقل من بر جا
گہے از دل بر آوردم فغان حشر بر پائی | گہے از دیده بیرون ریختم اشک جگر آلا
گہے از چشم پایم جوش زد دریائے خونینی | گہے از سینه ام بر خاست شور صور شیون زا
دلم شد ہمچو گیسو آشفته زین شنقار غم پرور | بسان خاطر وامق بہ رنگ طرۂ عذرا
درین غم مبتلا بودم که در گوشم ندا آمد | مگر دیوانهٔ اے مرد کامل معرفت دانا
چو مے بینی که ہر جان دار را آخر فنا آید | ملال رفتگان تا کے کنی تا چند واویلا
زخاور بردہد تیر بقعر باختر ریزد | شود ہم منتہای روز روشن تا شب یلدا
فرو افتند روزی ہم ز بالا انجم و پروین | بہم پیچند آخر ہم بساط گنبد مینا
مرا این پند تا صبح سود مند آمد ولے گفتم | گہے دانی تو درد ہجر ورنج فرقت بابا
عزیزم داشت چون جانی گرامی ہچو ایمانی | لطیفم چون اخ و الاشفیقم بُد پدر آسا
خداوندا باولادش بکن اقبال ارزانی | که نے فہمند شان ما و میداند قدر ما
مرا ہم بارخ نیکوی شان مہر لیست مستحکم | مرا ہم با قد دلجوی شان عشقیست مستولی
شب فکرم بپایان آمد و شد داستان آخر | طلوع صبح شد بر آسمان چون بیضۂ بیضا
ہماندم قبلہ رو گشتیم و شد لبہائے من گویان | بہ تسبیحی که بُد سبحان و ہم بُد ربی الاعلی
پس از پہر آن زاری بجستم از خدا غفران | بحق رحمت یٰسین بفضل سورۂ طٰہٰ

اس ہردلعزیز و باعث فخر قوم نے پانچ فرزند چھوڑے **اکرام الدین حسین خان** بڑے بیٹے اقبال و اقتدار میں ہم پہلوئے پدر نامدار تھے سررشتہ داری تحصیلداری اور عہدہ جلیلہ منصفی پر ممتاز رہے ذہانت و فطانت میں باپ سے بڑھے ہوئے تھے اخلاق بھی اچھا تھا طبیعت موزون پائی تھی مثل پدر تواریخ نظم کرنیکا ذوق تہا بحالت منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی بیار

ہوکر رخصت لی اور اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوئے۔

منشی امام الدین امروہوی باپ کا نام رحیم الدین تہا عظیم الدین مارہروی انکے دادا تھے جنکا ذکر خیر ارباب طریقت مین کیا گیا ہے رحیم الدین نے اپنے ابائے وطن قصبہ مارہرہ سے نقل کر کے بریلی ملک روہیلکنڈ مین سکونت کی اونکی شادی غلام داؤد کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جو حکیم محمد منیر امروہوی کی نواسی تہین۔ منشی امام الدین کے امروہہ مین توطن کرنے کا یہی سبب ہے۔ یہ صاحب نہایت لیئق ہوشمند خوش تدبیر وبکار سرکار ہوشیار دیانت دار کفایت شعار تہے نظر بہ ان المسرفین کانوا من اخوان الشیاطین کبھی رسومات خانگی مین بھی فضول خرچی پسند نہین کی حکام انگریزیکو انپر اعتماد تہا۔ مسٹر ولسن صاحب بہادر مجسٹریٹ وکلکٹر کے وقت سے ۱۸۴۴ء مین پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے تہانہ دار مقرر ہوئے پھر سنبھل کے کوتوال ہوگئے وہان سے مرادآباد کی کوتوالی پر بدل آئے۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کی خیرسگالی مین جانفشانیان کین بجلدوی خیرخواہی تین مواضعات بکریا۔ دیا دلی۔ کہوماولی پرگنہ حسن پور ضلع مرادآباد انعام ملی۔ اور عہدہ تحصیلداری پر عروج پایا ۱۸۶۶ء مین ڈپٹی کلکٹری بندوبست پر ترقی کی۔ ۶ اکتوبر ۱۸۷۹ء بحالت ادائے خدمات سرکاری بمقام مرادآباد انتقال کیا۔ اتنی مدت دراز ایک ہی ضلع مین ہر دلعزیز بنکر رہنا ادنی درجہ سے اعلی مناصب تک ترقیات پانا حکام وقت کو ہمیشہ راضی اور خوش رکہنا اسی بخت مند خوش اقبال نیک رائے شخص کا حصہ تہا۔ اوقات ومعمولات کے پابند وضابط تہے۔ ورزش۔ ڈنٹر۔ مگدر جو ابتدا سے شروع کیا تا پایان عمر اوسمین فرق نہ آنے دیا۔ قوائے جسمانی نہایت صحیح اور قوی تہے۔ پندرہ میل بلا تکلف پیادہ پا چل لینا اور ساٹھ میل گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھنا انکو معمولی بات تھی **میر عزیزد** ریاضت : ورزش حفظ صحت بقار قوۃ انتعاش روح انبعاث۔ حرارت وتحلیل فضول کے لئے اکسیر اعظم و کیمیا ء بدن سمجھی گئی ہے اس سے پہلے مسلمان شریف خاندانون مین اسکا گھر گھر چرچا تہا

تھوڑی مدت سے کسل وکاہلی عیش پسندی آرام طلبی نے اس سپاہیانہ صحت بخش عمل کو بُرے کامون کی طرح مسلمانون سے چھوڑا دیا ہے۔ بعض معمّر بزرگون کی زبانی سنا گیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمنے کوئی یاقوتی اور معجون مفرح ورزش سے بہتر نہین پائی سچ ہے ؎

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہین
یہہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشین

منشی صاحب کو گھوڑون کا بہت شوق تہا عمدہ عمدہ گہوڑے رکھتے اور جسوقت کار ہائے ضروری سے فرصت پاتے گھوڑون کی نگرانی مین صرف کرتے تہے۔ علم بھی اچھا تہا۔ فارسی خوب جانتے تھے انکی فارسی عبارت بہت شیرین ہوتی تھی۔ حافظہ قوی تہا صدہا اشعار اساتذہ نوک زبان تھے بات بات فقرہ فقرہ پر موزون اشعار درج کرتے تھے۔ نستعلیق خط مین خوش نویسی کے ساتھ زود نگار ایسے کہ آٹھ دس جزو روزانہ لکھہ لینا انکو دشوار نہ تہا اس نامور شخص کے بیٹے (زین الدین) بہی معزز روزگار مین پہلے ریاست رامپور مین تحصیلدار تھے اب بمشاہرہ پانچسو روپیہ ماہوار دار الحکومت گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین نائب کوتوال ہین۔

حکام وقت انکی خدمات کی بہت قدر کرتے تھے چنانچہ چند انگریزی سارٹیفکیٹون کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"مین خوشی کے ساتھ تصدیق کرتا ہون کہ امام الدین کوتوال مراد آباد اوس بلوہ مین جو کہ آخیر مئی و شروع جون ۱۸۵۷ء مین اونتیسوین رویل انفنٹری کی پوری بغاوت سے پیشتر ہوا نہایت بہادری و قابل قدر طریقہ پر باوجودیکہ وہ ایک مسلمان ہے ثابت قدم اور برٹش گورنمنٹ کا وفادار رہا مراد آباد کے بدمعاشون نے بغاوت کی اور ایک شخص مسمی مولوی مانو کو اپنا سرگروہ بناکر مسلمانون کو بغاوت کے لئے اور عیسائیون کو مارڈالنے کے واسطے بہڑکایا بلا کسی شک و پنج کی اور بغیر مدد مانگے ہوئے کوتوال نے فوراً اپنی پولس کے ذریعہ سے اس بغاوت کو روکنے کے لئے ضروری کوشش کی سرگروہ مولوی مانو اور دو تین اوسکے بڑے ساتھی مارے گئے اور

بغاوت رُک گئی جبکہ یورپین افسر محکمہ مال وفوج کے اپنے آپکو بچاکر چلے گئے کوتوال کو مفرور ہوکر اپنے آپ کو چھپانا پڑا کیونکہ گزشتہ واقعہ مین اوسنے مسلمانونکو اپنے سے نفور بنالیا تھا اوسکے بھائی تاج الدین پل کے داروغہ نے بھی اچھی خدمات انجام دین اور پٹھانون کے ایک گروہ کے سردار کو قتل کیا جوکہ رام پور سے اسلام کا سبز جھنڈا رام گنگا کی ریتی پر مراد آباد کے مقابل کھڑا کرنے کے لئے آیا تھا مینے امام الدین کوتوال سے بہتر پولس افسر نہین دیکھا اور اوسکو برٹش گورنمنٹ سے انعام وقدر کا مستحق سمجھتا ہون۔

دستخط چارلس بی سانڈرس قایممقام کمشنر دہلی گذشتہ کلکٹر ومجسٹریٹ مرادآباد

دہلی ۱۵- مارچ ۱۸۵۷ء

مای ڈیر ولیمس- حامل ہذا شیخ امام الدین مراد آباد کا پورا کوتوال ہے وہ معہ اپنے بھائی تاج الدین کے آپکو سلام کرنے کا خواہشمند ہے امام الدین نے ایک مولوی کو ہمارے چھوڑنے سے چار دن پیشتر گولی سے مارا اور تاج الدین سنے جو رام گنگا کے پل کا داروغہ تہا ایک ایسے پاگل شخص کو جو مسٹر گری کرافٹ ولسن کے قتل کرنے پر طیار تہا قتل کردیا۔ تمہارا دوست ایچ ایم کینسن

ذکر شعرا

سرحلقۂ عارفان عالی مہبط فیوض لایزالی طوطی شکرخائی گلستانِ خوش مقالی بلبلِ خوش نوائی گلزار بیمثالی حضرت مولانا شیخ جمالی

حامد بن فضل اللہ آپ کا نام تہا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے پھر حسب ارشاد پیر روشن ضمیر ملقب ومتخلص بہ جمالی ہوے چنانچہ (مراٰۃ المعانی) مین جو شیخ کی تصنیفات سے ہے خود فرماتے ہین

مثنوی

ازجمالش درجہانم نورخاست
درجمالِ من کمالِ اوبس است

ازجمالش شد جمالِ آفتاب
نسبت من باجمالش گشت راست

زان جلالی را جمالی شد خطاب
نسبت من باجمالِ اوبس است

اصحاب اخیار نے انکو یگانہ روزگار وجمع اطوار بانامے بصفوف

صوفیہ مین عارف گرامی۔ انجمن علما مین علامی فہامی۔ اور بزم اہل نظم مین شاعر نامی تھے۔ وجاہت
صوری و نباہت معنوی فصاحت بلاغت اور لقلقۂ لسانی ایسا پایا تھا کہ مجالس علما و عرفا
مین اکابر وقت کو بات کرنے کی فرصت اور بولنے کی جرأت ہوتی نہی بڑے بڑے کامو نمین
نہایت دلیر ہر فن مین طاق ہر ہنر مین مشاق تھے مصرعہ کون سی تھی بات جو ان مین نہ تھی
تذکرہ نویسون نے بوجہ مشق سخن شعرا کی ضمن مین اکثر آپکے حالات قلم بند کئے ہین لہذا ہمنے
بھی اونہین کا تتبع کیا ہے ورنہ انکی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ باپ نے صغر سنی
مین چہوڑا تہا۔ بسبب استعداد و قابلیت فطری عمدہ تعلیم و تربیت پائی اور فضیلت برجستہ
حاصل کی۔ لطافت طبع سے مشق سخن بڑہی ہوئی تہی محقق نامی مولانا جامی و ملا دوانی سے
اشعار نے فیض نظر و شرف قبول پایا تہا۔ مثنوی۔ قصیدہ۔ غزل۔ اقسام شعر پر قادر تھے
الا قصیدہ۔ غزل اور مثنوی سے بھی عمدہ ہے۔ بعد تکمیل علوم رسمی فیضیاب باطن ہوی
امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین سے ارادت و خلافت طریقت حاصل کی۔ مدتون
مرشد برحق کی خدمت مین حاضر رہکر ریاضت و مجاہدات کئے۔ مبدا رحال مین وضو کرانے
اور رومال و شانہ اپنے پاس رکہنے کی خدمت انکے سپرد تھی۔ بیرون شہر سے ٹوکری مین
بھر کر اور اپنے سر پر رکہکر استنجا کے واسطے ڈہیلے لایا کرتے تھے۔ آدہی رات سے اشراق
تک عبادات و مشاہدات مین اور اشراق سے دوپہر تک جبکہ حضرت علما و صلحا کو درس
دیتے تھے اور نیز ہمہ وقت خدمت مین ہوشیار و حاضر باش رہتے۔ مخدوم صاحب کو انکے
ساتھ نہایت محبت تھی اور انکو حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تہا سفر حضر
غیبت و حضور نزدیک و دور ہر جگہ اور ہر خطرناک حالت مین لطف پیران کا دستگیر رہا مولانا
کو بھی یکساں خاص ہر سے عشق تہا فرماتے ہین۔ **نظم**

چون کلید نام پیر آمد بدست ہر کہ او عاشق نشد بر روئے پیر	برکشاید قفل ہر گنجی کہ ہست از خدا ہرگز نشد نعمت پذیر

هر که اول ذاتِ پیرِ خود شناخت　　با خدا آخر تواند عشق باخت
نعمتِ حق در جمالِ پیر دان　　مظهرِ جامع و کاملِ پیر دان
گر تو کردی ذاتِ پیرِ خود قبول　　حق هم اندر ذاتش آمد هم رسولؐ
ور بپرسند آنچنان ذاتے کجاست　　ظاهر و باطن بگو شاه سماست
ذاتِ حق تابنده در انوار اوست　　شرعِ احمدؐ زنده از کردار اوست
گر نبودی ذاتِ او بعدِ رسولؐ　　دینِ احمدؐ هر گز میکردی قبول
عینِ علم از تشنگی لب باز ماند　　از لبِ خود در لبش آبش چکاند
ذاتِ پاکش معدنِ علمِ مجید　　گوهرِ علم از وجودش شد پدید
گر نه او دریاے وحدت مے نمود　　نامِ علمِ معرفت معدوم بود
آفتابِ آسمانِ معرفت　　نور او بیرون ز ادراک و صفت
صد جنید و ادهم و صد بایزید　　در کمالِ او بگردد ناپدید
من کیم تا وصفِ ذاتِ او کنم　　یا بگر عزمِ صفاتِ او کنم
ذاتِ او چون ذاتِ حق ز شامل است　　ناقص آمد عقل گرچه کامل است

اور بھی بزرگان سلسلہ کی ارواح طیبات کو مولانا کے ساتھ ربط و لطف خاص تھا چنانچہ سیر العارفین مین بضمن حالات حضرت شیخ صدر الدین عارف لکھتے ہین کہ بعد وفات ذو القرنین ثانی سلطان سکندر افغانی کے جو اہل صلاح و فلاح کا معتقد و دوست اور ہمیرے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتا تھا ابراہیم اوس کا بڑا بیٹا بادشاہ ہوا اوسکے دربار مین کج طبع اور کم فہم لوگ محرم راز ہو گئے تھے اونہین ایام مین سکندر کا مرثیہ لکھا تھا جس کا ایک شعر یہہ ہے **شعر**

اے سلیمان زمان آه کجاے آخر　　تا کنم پیش تو از فتنۂ دیوان فریاد

شریر تاهم سلطان ابراہیم کا وزیر نہایت شریر خبیث طینت اور فتنہ گر شخص تھا اوسنے

ابراہیم سے کہا جمالی نے تجکو دیو لکہا ہے بادشاہ کو معہ دیگر جملہ افغانان مجھ سے مکدر کر دیا
اگرچہ کسیکو ایذادہی وضرر رسانی کی قدرت نہ تھی پر بحسب بشریت مجکو کچھہ انقباض پیدا ہوا
ایک شب مینے واقعہ مین دیکہا کہ ایک شخص نورانی شکل جامہ سبز میرے سامنے لایا اور کہا حضرت
شیخ المشایخ صدر الملتہ والدین نے ملتان سے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے پہن لو مینے
بوسہ دیا اور پہن لیا اور دوگانہ شکر ادا کیا جب مین بیدار ہوا اوس فکر وہراس کا میرے دلپر
مطلق اثر نہ تہا اور سلطان ابراہیم کی کدورت محبت کے ساتھ بدل گئی۔ اونہین دلون
مین شیخ المشایخ زبدۃ العلما خلاصۃ الصلحا شیخ عبد الغفور معروف شیخ لاڈن نبیرہ مخدوم شیخ
سمارالدین نے رویا مین دیکہا اور مجھ سے فرمایا تہا ایک قصر بلند ہے تم اوسپر بیٹھے ہو مین پیرہن
جار ہا ہون تم مجکو دور سے دیکہکر قصر سے نیچے اوتر آئے اور نہایت منور ومصفا ذرہ پہنے ہوئے
ہو زرہ کے حلقہ مین آب زر سے نام نامی حضرت مخدوم شاہ سمارالدین لکہا ہوا ہے
مینے پوچہا ایسی عمدہ زرہ تو کہین دیکھی نہین گئی تمہین کہان سے ملی تمنے جواب دیا سلطان المشایخ
شیخ صدر الدین عارف الٰہی نے مجکو عنایت کی ہے اوسکے بعد آنکھ کھلگئی۔

ایضًا اوسی کتاب مین مولانا نے ذکر کیا ہے جب مین بعزم زیارت کعبہ ہرات پہنچا
وہان کے اکابر سے مثل حضرت شیخ صوفی خلیفہ شیخ زین الدین خافی وحضرت شیخ محمد روحی
واصل بحق وحضرت شیخ عبد العزیز جامی کہ مشیخت مین ممتاز زمان تھے۔ اور حضرت مولانا
نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ سے جو محقق روزگار وعلم ظاہر وباطن مین نامدار
اور شاعری مین سعدی وخسرو وار تھے۔ وخلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام وحضرت
مولانا مسعود شروانی جو ہمیشہ ہر علم مین شیر ببر تھے۔ ومولانا حسین واعظ کہ مشہور آفاق ہیں
ومولانا معین واعظ ومقبول حضرت باری مولانا عبد الغفور لاری کے ملا اگرچہ یہہ سب
بزرگ میرے ساتھ نہایت محبت کرتے تھے لیکن حضرت علامی مولانا عبد الرحمن جامی کا
گھر میرا تکیہ گاہ تہا۔ ایکروز مولانا کے حجرہ خاص مین (لمعات) شیخ فخر الدین عراقی پیش

نظر تھی۔ مولانا نے شیخ صدرالدین قونوی کی تعریف مین مبالغہ کیا۔ فرمایا لمعات جو فخرالدین نے لکھی ہے شیخ موصوف کی برکات التفات کا نتیجہ ہے۔ مجکو یہ ادا نہ بہای ہینے کہا کسی کا مرتبہ خدا پر چہپا نہین اوسی شب مولانا جامی کو خواب مین دکہایا گیا **خواب** ایک میدان پرانوار ہے حضرت شیخ صدرالدین عارف درویشون کی جماعت کے ساتھ وہان تشریف رکہتے ہین اور مولانا فخرالدین عراقی حضرت کی جوتیان لئے ہوئے علیحدہ ادب سے کہڑے ہین انکو اشارہ کیا کہ تم بھی مجلس مین آؤ مین گیا حضرت کے ہاتھ چومے آپکی دہشت کا اثر مجہپر غالب ہوگیا تم (جمالی) مجھ (جامی) سے کہہ رہے ہو حضرت کا رتبہ معلوم ہوا ہین (جامی) کہتا ہون کہ حق تمہاری (جمالی) طرف تہا۔ جب صبح ملاقات ہوئی مولانا (جامی) نے خواب شبینہ کا ذکر کیا۔ اور حضرت شیخ کی روح پرفتوح پر فاتحہ پڑہا۔

اس واقعہ کا پرداز بتاتا ہے کہ شاید مولانا عبدالرحمن جامی نے حضرت شیخ صدرالدین عارف کی طرف سے اثنار تقریر مین کچھ بے اعتنائی سی کی ہوگی جمالی اسی خاندان بزرگ کے مرید و مستفیض تھے شیخ فخرالدین عراقی نے بھی حضرت مخدوم بہاءالدین ذکریا سہروردی ملتانی سے فیض پایا تہا اور شیخ صدرالدین عارف کے ہم صحبت رہے تھے گو کتاب لمعات شہر (قونیہ) مین پہونچکر شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تصنیف فرمائی۔ جمالی سے خوش اعتقاد صوفی صافی نہاد کو کیونکر بہلا معلوم ہوتا۔ چونکہ تعلق صادق تہا خدا نے انکی بات رکھ لی۔ اور جامی جو عارف گرامی تھے اونکو متنبہ کردیا۔

ایضاً بعزم زیارت بیت اللہ ملتان پہونچکر زیارت مزار پرانوار شیخ الاسلام بہاءالدین ذکریا و دست بوس شیخ صدرالدین صاحب سجادہ سے مشرف ہوئے شیخ صدرالدین کو مولانا کے ساتھ اتحاد کامل تہا اس سے پہلے دہلی مین ملاقات باہمی ہوچکی تھی وہ نہایت محظوظ ہوئے جس حجرہ مین شیخ الاسلام مشغول باطن رہا کرتے تھے اوسمین اوتار اہر چند

کہ مولانا نے بوجہ ادب اوس مقام متبرک مین رہنے کی معذرت کی۔ اور کہا کہ مین یہان رہنے
کے لایق نہین ہون لیکن پذیرا نکیا ایک چلہ وہان کھینچا۔ ایک شب حضرت شیخ الاسلام کو خواب
مین دیکھا اور درخواست کی کہ میرے بیت اللہ جانے اور مع الخیر واپس آنے کے واسطے
فاتحہ پڑہیے حضرت نے میرے ہاتھ پکڑے قبلہ کی طرف متّھ کیا اور دعا دیکر فرمایا جاؤ سلامتی سے
پہونچوگے جب روضہ رسول مقبول صلعم پر پہونچو میرا اسلام کہنا۔ مین صبح خوش خوش اوٹھا اور صاحب
سجادہ سے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے اجازت دیدی آپ بھی فاتحہ پڑہیے اور رخصت
کیجیے۔ آپنے قسم دیکر فرمایا ایک مہینہ اور رہو مین اجازت نہین دیتا۔ مینے عرض کیا حضرت
کے ہان سے تو رخصت ہو لی بہ تعمیل ارشاد اب روضہ شیخ رکن الدین ابو الفتح پر ایک مہینہ رہونگا
یہ روضہ وہان سے بفاصلہ ایک تیر پرتاب ہے حضرت شیخ غایت اخلاق سے خود ساتھ گئے اور
ہمراہ رہے عمدہ جگہ قیام کے لئے مقرر فرمائی۔ وہان ایک درویش معمر و صاحبدل تھے مولانا
کمال الدین اچّی اونکا نام تھا حجرہ مین مشغول رہتے صرف نماز جماعت کے وقت باہر آتے اکثر
احیاء العلوم کی کتابت مین مصروف رہتے عوارف المعارف کے بیشتر مقامات ازبر یاد تھے۔ جمالی
کو انکے ساتھ کمال الفت ہوگئی تھی اونہین کے نشان دینے سے مزارات پیران تیتری پر جو
ملتان مین واقعہ ہے ایک کہنہ مزار پر درخت بڑ دیکھا جسکی ہر شاخ پر لفظ اللہ لکھا ہوا تھا مولانا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح کی ملفوظات مین مذکور ہے کہ ملا جمالی حضرت قطب الدین بختیار
کاکی کے مزار پر سر و پا برہنہ ہو کر تشریف لیجایا کرتے تھے اور نہایت استغراق سے سر جھکائے رہتے
تھے۔

بالجملہ بحکم سیروا فی الارض اقتضائے عالم کی سیر کی اور خدائے یکتا و خالق بے چون و چرا
کی صنعتون کو بدیدہ حق بین خوب دیکھا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور روضہ متبرکہ
نبوی پر مشغول رہکر فیض کثیر حاصل کیا۔ زمین مغرب۔ یمن۔ مصر۔ بغداد۔ بیت المقدس۔ روم
شام۔ عراق۔ عرب و عجم۔ آذربایجان۔ گیلان۔ مازندران۔ خراسان وغیرہ اطراف جہان

مین دایرہ وسایر رہکر صدہا اہل اللہ و مشایخ سے ملے اور زیارات مزارات انبیا علیہم السلام و عتبات عالیات اولیاء کرام سے شرفیاب ہوکر کسب فیض کیا بڑے بڑے اکابر افاضل وقت کے ساتھ مثل مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا جلال الدین دوانی ہم صحبت رہے ۔

بغداد مین وہان کے کل اولیار کبار کی زیارت کرکے بیشتر مقبرہ مطہرہ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ پر مشغول ہوکر دولت سرمدی حاصل کی اور نیز اکثر روضہ متبرکہ حضرت امام اعظمؒ پر شب باش رہتے ۔ ایک شب شیخ شہاب الدین احمدؒ صاحب سجادہ شیخ الشیوخ امام صاحب کی زیارت کو تشریف لائے ایک گوشہ مین مولانا کو مشغول حال پایا زیارت کے بعد انکے پاس آئے ۔ اور بلطف تمام دریافت کیا ۔ کیا رات کو آپ یہین رہتے ہین ۔ جواب ہان اکثر رہتا ہون ۔ شیخ نے پوچھا کس سلسلہ و خانوادہ مین مرید ہو ۔ عرض شیخ الشیوخ کے سلسلہ مین ۔ فرمایا تمھارا شجرہ حضرت کے کس خلیفہ پر منتھی ہوتا ہے ۔ مولانا نے ترتیب وار شیخ الاسلام تک بتادیا یہہ سنکر نہایت خوشی سے بغلگیر ہوئے اور باصرار تمام خانقاہ شیخ الشیوخ مین لائے جس مقام پر حضرت بہاؤالدین ذکریا قیام گزین رہے تھے اوسمین رہنے کی اجازت دی چنانچہ دو مہینہ وہان رہے اور فیض کثیر پایا ۔ صاحب سجادہ نے نسخہ عوارف جو خاص شیخ الشیوخ کے مطالعہ مین تھا عنایت کیا اوسکو ہندوستان اپنے ساتھ لائے ۔

قصبہ جیل بغداد سے چلکر یہان آئے یہہ مقام متبرک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلی کا موطن دامن کوہ جودی مین جہان حضرت نوحؑ کی کشتی ٹھیری تھی بغداد سے ہفت روزہ راہ ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری اسی جگہ حضرت غوث پاک کی **فیض صحبت** سے مستفیض ہوئی ہین خواجہ صاحب کا حجرہ متبرکہ وہان موجود تھا جمالی نے وہان پر دوگانہ ادا کیا ہے ۔

اوس مقام پر بھی انکا گذر ہوا ہے جہان شیخ عثمان ہرونیؒ نے آتشکدہ مغان کو سرد کردیا تھا چند ہزار آتش پرست دست مبارک پر مسلمان ہوگئے پیر مغان جس کا نام حضرت شیخ نے عبداللہ

رکہا تھا اور وہ لڑکا جیپر آپکی تصرفات سے آتش گلزار ہوگئی اور موسوم باسم ابراہیم ہوا اور بالآخر دونون اولیا رکبار سے ہوئے دونون کے مزار دہین ہین اور نہایت عظیم الشان و متبرک گورستان ہے جمالی دو ہفتہ وہان رہے اور ان مزارات سے بہت فیض پایا۔

دمشق مین محی الدین ابن عربی و شیخ فخر الدین عراقی و اوحد الدین کرمانی کی زیارت کی ابن عربی و فخر الدین کے مزارات برابر برابر ہین وہان کے لوگ اس طرح اشارہ سے بتایا کرتے ہین کہ ہذا البحر العرب و ہذا البحر العجم۔

شیراز مین سید نظام الدین محمود کو جو شاہ تاج الدین حسن شیخ الاسلام شیراز کے فرزند اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے بیواسطہ مرید تہے مولانا کے ساتھ اتحاد عظیم اور اعتقاد مستقیم ہوگیا تہا۔

ہرات مین سید حسین صاحب نزہۃ الارواح کے مزار کی زیارت کی اور نماز ظہر و عصر وہین پڑہی اس سے بہت فیض پایا اور نہایت راحت حاصل ہوئی ہرات سے چلکر سبزوار مین مولانا محمد نجفی کے ساتھ ہم صحبت رہے یہ حضرت بزرگان سبزوار مین نہایت صاحب صلاح و تقوی تھے

مصر مین سات مہینہ قیام کیا اور زیارت انبیا علیہم السلام سے فیض یاب ہوئے۔ وہان سے بغرض زیارت سید جمال ساوجی دمیاط گئے پندرہ دن وہان قیام کیا۔ یہ مقام مصر سے سات آٹھ دن کا راستہ ہے۔

شہر اندلوس جو زمین مغرب مین ہے پانچ مہینہ وہان مقیم رہے اور بابا احمد اندلوسی کی زیارت کی۔

یزد و اردستان کے درمیان قصبہ نایین مین مقبرہ متبرکہ سید عبد القدوس کی زیارت کا شرف پایا۔ مولانا نے ذکر کیا ہے کہ گلشٹہ مین جسے زمین اہل کہتے ہین میرا گذر ہوا وہان دو درویش صاحب حال سے ملاقات ہوئی۔

قصبہ سیوہان کے قریب ایک دیہہ ہے بحری نام اوس موضع مین مولانا بلال نہایت مرتاض و خوش اعتقاد درویش تہا جب مین اوسکے پاس پہنچا

(عوارف) اوسکے مطالعہ مین تھی چند مقام مجھسے دریافت کئے یہ شخص صاحبدل تھا۔ اوس سے آگے (نام کتاب ۱۲)
چلکر ایک موضع مین ایک درویش عزیز الوجود طاعت رب ودود مین مستغرق پایا اس کا نام تھا
(حاجی آرام) جب اون سے ملا کہانا لائے اور چند لقمہ میرے ساتھ کہائے انکے پاس گائے اور
بکریون کا بڑا گلہ تہا اکثر شیر و برنج پکاکر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کرتے تھے انکے گلہ کا کوئی چوپان
و نگہبان نہ تہا لیکن نہایت شہرت تھی اس امر کی کہ کبھی اونکی گائے و بکری نے کسی کی زراعت
مین منھ نہین ڈالا نہ دوسرے کے کہیت مین انکا کوئی جانور گیا۔

نقل ہے جب مولانا شہر ہرات مین پھونچے درازی سفر سے پریشانہ حالت قلندرانہ صورت
تھی ایک تھ بند کے سوا بدن پر دوسرا لباس نہ تہا سفر مین اوسوقت یہہ آسائیان نہ تہین جو
آج ہمکو حاصل ہین نہ ریل کا نام تہا نہ ٹرمیوی کا نشان نہ شکرمون کا اثر نہ گہوڑا گاڑیون کا
وجود نہ سڑکون کی کشادگی نہ راستون کی صفائی اوسوقت سفر کو نمونہ سقر کہنا بیموقع نہ تہا بس
شیخ سلام علیک کرکے بیدھڑک مولانا عبدالرحمن جامی کی برابر جا بیٹھے۔ جامی سا عالی دماغ
ظریف نازک خیال تیز طبع ایک اجنبی قلندر کی یہہ شوخی و جرارت کب پسند کرسکتا تہا ناک بہون
سکوڑکر فرمایا۔ میان خر و تو چند فرق است۔ انھون نے بالشت بیچ مین رکہدی آتو مولانا
چونکے ہوئے سمجھے یہہ بھی کوئی چیز ہین تحمل سے کہا کیستی۔ جمالی۔ از خاکساران ہند انکا کلام
وہانتک پھونچ چکا تہا پوچھا از سخنان جمالی چیزے یاد داری اونھون نے یہہ شعر پڑہے ؎

کز سکے بوریا و پوستکی	د سکے پر ز درد و ستکے	لنگکلے زیر و لنگکلے بالا
نے غم دُزد نے غم کالا	اینقدر بس بود جمالی را	عاشق رند لاؤ بالی را

جامی نے کہا طبع شعر داری یعنی تم بھی کچھ شعر کہتے ہو۔ جمالی نے فی البدیہہ و حسب حال یہہ مطلع
پڑہا ؎

مارا ز خاک کویت پیراہنے است برتن	آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

یہہ کہا اور آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے بدن برہنہ تہا گرد پڑی ہوئی تھی سینہ پر آنسو گر کر

گرد چاک چاک ہوگئی مولانا سمجھہ گئے کہ جمالی یہی ہین بیساختہ اوٹھکر گلے سے لگا لیا تعظیم و تکریم کی بڑی عزت سے مہمان رکھا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھہ باہم اختلاط رہا۔ **نقل** معمّا گوئی مین مولانا کو بڑا ملکہ تہا گویا بے نظیر وقت تہے مولانا جامی کے ساتھہ اچھی صحبت رہی خوب خوب معمّا کہا کرتے تھے کسی نے انسے پوچھا کہ اپنے نام کا بھی معمّا کہا ہے فرمایا خدا پہلے ہی اپنے کلام پاک مین فرما چکا ہے جمع مالاً و عدّدہ سبحان اللہ کیسے ذہین و ذکی تھے کہ فوراً آیتہ قرانی سے اپنے نام کا معمّا نکال لیا یعنی جیم کو مال کے ساتھہ ملایا جمال ہوا پھر آیتہ کے حرف شمار کئے وہ دس ہین اور حرف یا کے عدد بھی دس ہوتے ہین اوسمین ی بڑہا دی جمالی ہوگیا **نقل** علّامہ گرامی میر غلام علی آزاد بلگرامی (خزانہ عامرہ) مین لکھتے ہین کہ شیخ جمالی دہلوی جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے اونکی اصل قوم (کنبو) سے ہے۔ خدمات شرعیہ دار الخلافتہ دہلی مثل قضا و افتا اکثر (قوم کنبو) سے تعلق رکھتی تہین اور اب بھی اونہین کے متعلق ہین۔ (یعنی میر میسرور کے زمانہ تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ایک قصیدہ لکھا ہے اوسمین فرماتے ہین **بیت**

	تو عین ذات مے نگری در تبسمی	.	موسی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات	

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ بعض صلحا کو حضور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیت کے مقبول ہونے کی بشارت ہوئی ہے آپنے بشاشت سے فرمایا ہذا المدحی۔ یعنی یہہ میری سچّی صفت ہے اور یہہ صلا قسم اعلائی صلات و وسیلہ عظمیٰ نجات کا ہے شاہان روزگار نے جائیزہ سخن مین شاعرون کو سونے چاندی مین تولا ہے اونکے منھہ موتیون سے بہر دیے ہین پر سچ تو یہہ ہے کہ وہ داد دہش اس دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ کے پاسنگ برابر نہین ہوسکتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔ سلطان سکندر بن بہلول لودی کے وقت سے تا عہد ہمایون بادشاہ شیخ کا زمانہ ہے سب بادشاہ بدرجہ غایت و بیش از بیش شیخ کی تعظیم کرتے رہے صاحب منتخب و جامع فرشتہ لکھتے

ہین سلطان سکندر کی طبیعت موزون تھی (گلرخی) بادشاہ کا تخلص تھا۔ شیخ جمالی کنبو دہلوی
جو اوسوقت کے نامی گرامی شاعر اور ہر قسم کے کمالات سے مملو وبہمہ صفت موصوف وجامع فضایل
تھے بادشاہ کو اونکے ساتھ انتہا کا اُنس تہا اپنے اشعار اونکو سنایا کرتا اور اصلاح لیا کرتا
تھا۔ **نقل** جب شیخ نے سفر عراق وما در النہر وآذربیجان وروم وشام وعرب سے دہلی
مراجعت فرمائی سلطان سکندر سنبہل مین اقامت گزین تہا سلطان کو شوق ملاقات
نے بیچین کردیا باشتیاق تمام نامہ منظومہ بدستخط خاص لکھکر شیخ کی طلب مین روانہ
کیا اور مثنوی مہر وماہ جو شیخ کی تصنیف سے تھی منگائی ہم اوس رقعہ کو بجنسہ یہان درج کرتے ہین

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب ورنگ آلِ بے مثالی شیخ جمالی دہلوی

آن مخزنِ گنجِ لایزالی
بودی تو مسافرِ زمانہ
ای شیخ بما برس بزودی
چشم بجمالِ تو طپان است
ور شیخ ز دوستان نشد سیر

وی سالکِ راہ دین جمالی
الحمد کہ آمدی بخانہ
بسیار مسافرت نمودی
دل مرغ مثال در فغان است
تشریف نمودنش کشد دیر
از مہر کشد دو دیدہ را نور

در گرد جہان بسے زدہ سیر
در مکہ و در مدینہ گشتی
بکشائی بسوی در گہم گام
من ہکسندر تو خضر مائی
باید کہ کتاب مہر و ماہم
آن مہ نشود ز دیدہ ام دور

در منزلِ خود رسیدہ بالخیر
گوہر بودی خزینہ گشتی
تا دریابی ز گلرخی کام
آن بہ کہ بسوئے ما بیائی
ارسال دہد چنانکہ خواہم

شیخ دولت معنوی سے معمور اور مکنت وجاہ دنیوی سے نفور ہو چکا تہا عنقائے بلند پرواز ہمت
جیفۂ دنیا کی طرف ملتفت نہوا۔ بعد ملاحظہ رقعہ فرمایا فقرا کو مجالست اغنیا کی پروا نہین۔ رقعہ
منظومہ جواب مین لکھکر کتاب مہر وماہ خدمت شاہ مین روانہ کردی۔ کتاب اور خط کو
دیکھکر بادشاہ کا شوق بڑہا سلطان نے قطب فلک ہدایت حضرت شیخ سماء الدین (جو پیرو
مرشد جمالی تھے اور اونکی دختر نیک اختر شیخ کے نکاح مین تھی) کی خدمت مین عرض داشت

مردار ۱۲

بھیجکر بعجز و نیاز درخواست کی جسطرح ممکن ہو جمالی کو بھیجدیجئے حضرت نے بکمال توجہ شیخ کو روانہ کیا جب نزدیک سنبہل پہونچے فرط شوق سے دو تین کوس خود بادشاہ نے استقبال کیا بڑی آؤبھگت سے لیا اکثر بندگان خدا شیخ کے ذریعہ سے فیضیاب حضور سلطانی ہوئے اور خلق اللہ کو بہت فائدہ پہنچا تا دم حیات سلطان شیخ کے ساتھ دمساز و ہمراز و ہم صحبت و ہمزبان رہا ہے۔ ذیقعدہ ۲۳ سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ء روز یکشنبہ اٹھائیس ۲۸ برس پانچ مہینہ سلطنت کرکے سلطان سکندر نے انتقال کیا یہہ بادشاہ ہندوستان کے بادشاہون مین نہایت نیک سیرت نورانی طلعت گذرا ہے جو اہل دل اسکے جمال باکمال کو دیکھتا بے اختیار محو صنعت خالق ذوالجلال ہوکر دل ہاتھ سے کھو بیٹھتا۔ شیخ حسن رح جو برگزیدہ اولیاء کبار تھے سلطان کے عاشق جان نثار تھے۔ بادشاہ کے خوارق عجیبہ اور خصوصیات غریبہ کا بیان ذکر کرنا مخل مقصود اور موجب طوالت کلام ہے۔ البعض عجائب و غرائب واقعات جو اوسکے وقت مین گذرے ہین شیخ کے حالات کے آخر مین ہم ذکر کرینگے۔

شیخ نے بعد وفات سلطان کے بہت دلسوز اور پُر درد قصاید و ترجیع بند اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین مدت دراز اہل فضل و کمال اس دلگداز نظم کو پڑھکر اشک خونی آنکھون سے بہاتے رہے یہہ جانکوب اشعار شیخ کے دیوان مین موجود ہین۔

بعد ختم ہوجانے دور حکومت لودیون کے بابر[1] و ہمایون[2] بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام سے شیخ کو اپنی مصاحبت مین لیا۔ یہہ دونون بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا شیخ کی کلبہ درویشانہ پر گئے ہین۔ بابر و ہمایون کے نام پر بھی اوسنے قصاید غرا لکھے ہین۔ بابر کے نام کے قصیدہ کی ایک بیت

---

[1] ظہیر الدین بابر بادشاہ ۶ محرم سنہ ۸۸۸ ہجری مین پیدا ہوا مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین ؎ چون در شش محرم زاد آن شہ کرم تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم سنہ ۹۳۲ ہجری مین بعزم تسخیر ہند آیا اور بمقام پانی پت بعد جنگ عظیم سلطان ابراہیم لودی مارا گیا بابر سلطان دہلی ہوا تاریخ یہ ہے ؎ کشت در پانی پت ابراہیم را ۔ شاہ عادل بابر عالی نسب ۔ روز و ماہ و سال و وقت آن ظفر صبح بود و جمعہ و ہفتم رجب سنہ ۹۳۷ ہجری مین قضا کی فرد تاریخ وفات شاہ بابر۔ در نہصد و سی و ہفت بودہ ۱۲ تاریخ نوصفحہ

[2] نصیر الدین ہمایون ابن بابر بادشاہ سنہ ۹۱۳ ہجری مین پیدا ہوا ۲۴ برس کی عمر مین سنہ ۹۳۷ ہجری مین تخت نشین ہوا خیر الملوک تاریخ ہے سنہ ۹۶۳ ہجری مین انتقال کیا مصرعہ ہمایون بادشاہ از بام افتاد۔ تاریخ وفات ہے ۱۲ تاریخ نوصفحہ ۲

یه ہے ؎

شاہ دشمن کش ظہیر الدین محمد بابر آنکہ	لشکر بنگالہ از ایلغار کابل بشکند

وفات شیخ

جگہ دل لگانے کی دنیا نہین ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے

شیخ نے عمر و اقبال اور کمالات لازوال سے بہرہ وافی پاکر بعد تماشائے نیرنگی ہائے قدرت بعہد سلطنت ہمایون بادشاہ دسوین ذیقعدہ ۹۴۲ھ نو سو بیالیس ہجری رحمت حق مین جگہ لی کہتے ہین کہ جب ہمایون گجرات کو گیا شیخ اوسکی ہمراہ تہا اسی سفر مین شیخ کا انتقال ہوا۔ اور دہلی مین قریب لاڈو سرائے بمقام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز متصل روضہ مولانا مجد الدین حاجی مدفون ہوئے۔ جس جگہ شیخ کا مدفن ہے عالم حیات مین بھی اوسکا مسکن تہا اپنی زندگی مین قبر کی جگہ بنادی تھی پہلے یہان دہلی کی گھسان آبادی تھی آج سنسان چٹیل میدان ہے لیکن عجب دلچسپ جنگل ہے (خسرو ہند بودہ) تاریخ وفات ہے اور صاحب خزینۃ الاصفیا نے یہ قطعہ لکہا ہے **قطعہ وفات**

مقتدار دین جمال دوجہان	جامع عزّو کمال معرفت	شد چو در جنت ز ہاتف شد ندا
طالب اہل جمال معرفت	**ایضاً**	محو ذات خدا اجمالی بود
عاشق ذات لاابالی بود	شعر رنگین و تازہ اش بجہان	ہست عبرت فزائے پیر و جوان
دہلوی بود آن خدا آگاہ	خلد اللہ فے الجنان مثواہ	نقش را یدان بصدق و یقین
بود بے اشتباہ قمر الدین	سال نقلش بعزت و تمکین	رفعت ماہ خلد برین

عمارت مقبرہ شیخ کا مقبرہ دہلی کی قدیم و نفیس عمارتون مین شمار اور ہنوز اپنے زمانہ کی عمدہ وضع کا یادگار ہے بندہ ناچیز مسعود احمد اق ہذا نے ذالحجہ ۱۳۱۷ھ و اپریل ۱۹۰۰ء مین اوسکی زیارت کی ہے پتھر اور چونہ کی عمارت ہے اوپر کاشانی چینی اور منبت کاری کا بہت خوبصورت و خوشنما کام کیا گیا ہے بیل و بوٹہ ایسے نظر فریب و دلنشین بنائے ہین کہ نگاہ اوس سے جدا ہونا نہین چاہتی

شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم | کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا این جاست

سیکڑون برس گذر گئے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آبھی کاریگر اوٹھکر گئے ہین تبہ کاران قوم نے دیگر آثار سلف کی طرح اسکے نقش و نگار مٹانے مین بھی کوتاہی نہین کی جہانتک ہاتھ پہونچ سکا ہے اوسکو بگاڑا ہے بہلا ہو گورنمنٹ کا کہ اوسنے عمارات قدیم کی حفظ و نگہداشت کی طرف توجہ فرمائی مرمت تو اوس قسم کی نہین کرائی لیکن اوس موقع پر یہ سنا کہ گورنمنٹ نے خدام سابق کو جو برباد کنندہ تھے سزا دیکر علیحدہ کر دیا اور اپنی جانب سے چوکیدار تنخواہ دار مقرر فرما دئے ہین اور جبسے بخوبی حفاظت رہتی ہے مقبرہ کے بیرونی احاطہ مین شیخ کے خاندان و اہل و عیال کی قبرین ہین اور اوس سے ملحق ایک عالیشان سنگین مسجد ہے جسکی محرابون پر ابہرے ہوئے حرفون مین آیات قرآنی کندہ ہین یہ مسجد انکے فرزند رشید شیخ گدای کی بنائی ہوئی ہے مقبرہ کے اندر شیخ کی تصنیف عالیہ سے یہ اشعار آبدار اوسیطرح کے منبت کاری مین منقوش ہین۔

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کارئے ما
کہ شب قرار ندارد بآہ و زارئے ما
بخاک کوئے تو در چشم مردمان خواریم
ولیک شستہ نشد داغ شرمسارئے ما
جمالیا بدر یار التجائے آر
زحد گذشت بعشق تو بیقراری ما
اگر زروئے نمودے گناہگارئے ما
بعزت جبروت و بحرمت ملکوت
فرشتہ را نسزد جائے پردہ دارئے ما

بود بعفو تو چشم امیدوارئے ما
اگر بپردۂ راز تو محرمے یابم
یہ نزد اہل نظر عزت است خوارئے ما
بروز ہجر تو در بیکسی و تنہائی
کہ ہست بر در دلدار رستگارئے ما
امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما
اگرچہ در خور قہریم از گنہگاری
رسیم گر بفرازی بخاکسارئے ما
زیک ترشح ابر کرم فرو شوئی

بآستان تو شرمندۂ سگان توایم
فقیر یہ فخر نباید یہ پردہ دارئے ما
زا بر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
بجز نمنت ز بہد کس غمگسارئے ما

ایضاً

جمال عفو تو کے آمدے برون ز نقاب
بود بلطف تو چشم امیدوارئے ما
اگر بپردۂ راز تو پردہ دار شویم
غبار جرم ز رخسار شرمسارئے ما

نظر بسوے جمالی فگن نہ سوی عطا | مبین بجانب سستی و خامکاری ما

قطعه

اے رحمت تو از غضبت بردہ گرو | دے قہر ترا الفت تیغ فرمود برو
جای کہ شد از خرمن عفو تو سخن | آنجا گُنہ خلق بنجید بہ جو

یہان شیخ کا تہوڑا سا کلام تذکرون اور تواریخ سے انتخاب کرکے مذاق اہل سخن کے واسطے نقل کیا جاتا ہے -

یادِ لبِ تو در دلِ غمگین بود مرا | جان کندن از فراقِ تو شیرین بود مرا
آن جفا کار دل آرا ز جگر خوار جہان | گرچہ کافر نتوان گفت مسلمان ہم نیست
میکنم فکرے کہ آن زلفِ دراز آید بدست | دست کوتہ دارم امّا میکنم فکرے دراز
زلفِ نگار و توبۂ ما دو سرِ رقیب | این ہر سہ را کہ نام بگفتی شکستہ بہ
ہر کس کہ بیند آن لبِ مانند قند او | چون نیشکر شکستہ شود بند بندِ او
گویند زندہ میشود اندر نماز دل | محرابِ ابروے تو مرا در نماز کُشت
بگفتمش کہ بہ عشاق رحم کن نہ جفا | بخندہ گفت لکُم دینکم ولی دینی
عشق را طئے لسانی است کہ بے صدا سخن | دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید
چون غنچہ کند پیش دہان تو تبسم | خاکش ز کفِ بادِ صبا در دہن افتد

وعدہ قتلم کنی ہر شب کہ فردا میکشم
تا بفرداے دگر در انتظارم میکشی

میکشی از تیغِ جورم میکنی دلشاد ہم | خونِ من ریزے و میگوئی مبارکباد ہم
عید قربانست لطفے بر من درویش کن | یعنی این درویش را قربانِ روی خویش کن
شد مرغ دلم ز آتشِ عشقِ تو کباب | بر وی زدم از دیدۂ گریان نمک آب
منکہ از چشمِ تو بیمار شدم از لبِ لعل | چہ شود گر بدہی شربتِ عناب مرا
چو زندگی ہمہ شرمندگی بود بے یار | بیا اجل مکن از یار شرمسار مرا

ز تیغت سینه ام صد چاک شد ایوای خنجر زنم	مبادا درد تو بیرون فتد از سینهٔ چاکم
اے از جمالت اینہمہ شور و غوغا برای کیست	چون جملہ حُسن تست تماشا برای چیست
مرا از تیرہائے او پُر از پر گشت ہر پہلو	کنون پروا نخواہم کرد سوی آن کمان ابرو

ایک غزل انکی جسکے دو شعر ذیل مین نقل کئے جاتے ہین جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین بہت مشہور تھے لوگ نہایت شوق سے گاتے تھے اوُنھون نے خود ہندوستانی راگ مین اوسکی لے رکھی تھی۔

طال شوقی اے ممتاز لکم	اَیُّہا الغائبون عن نظری
روز و شب مونسم خیال شماست	فاسئلوا عن خیالکم خبری

نقل ایک مرتبہ مولانا شاہ غلام علی دہلوی نقشبندیؒ کی مجلس مین ترک و تجرید کا ذکر ہوا شاہ صاحب نے مولانا جمالی کے وہ اشعار پڑہے جو اونھون نے مولانا جامی کو اول ملاقات کے وقت سنائے تھے اور اوپر مذکور ہوئے اور فرمایا معاش اس طرح کرنے چاہیئے۔

تصانیف مولانا کی تصنیفات کی تعداد کا پورا پتہ نہین چلا اسقدر معلوم ہے کہ ایک دیوان فارسی آٹھ نو ہزار شعر کا چہوڑا جو اقسام سخن سے مملو ہے۔ کتاب سیر العارفین بعض مشایخ ہندو اکابر طریقت کے حالات مین لکھی ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیریؒ کے حال سے آغاز اور حضرت مخدوم شیخ سماء الدین سہروردی اپنے پیر روشن ضمیر کے ذکر پر ختم کیا ہے ہمایون بادشاہ کے عہد مبارک عہد مین اس کتاب کی ترتیب ہوئی (مرآۃ المعانی) اور مثنوی (مہر و ماہ) بھی اونکی تصنیفات سے ہے کہتے ہین کہ اور کتابین بھی انکی تصنیف کردہ ہین پر زمانہ کی اولٹ پھیر سے نہ اونکا نشان ملا نہ نام سُنا۔

شیخ کے حالات زندگی صاف بتا رہے ہین کہ اوسنے قریب قریب تمام اون دور و دراز ملکون کو بپائے سیاحت طے کیا تہا جہان مسلمانون کا مسکن و مدفن ہے اور بڑے بڑے اکابر صوفیہ و مشایخ افاضل کے ساتھ اوسکی صحبت رہی اب سے چارسو برس پہلے ایسا سفر کرنا بالکل جان پر کھیلنا

تھا اس سے شیخ کی بے انتہا اولوالعزمی اعلیٰ درجہ کی فراخ حوصلگی آزادی وعالی ہمتی کا کامل ثبوت ملتا ہے لیکن آج کی حالت دیکھتے ہوئے ہمکو افسوس آتا ہے کہ شیخ نے اپنا سفرنامہ نہین لکھا کاش وہ اپنی سیر وسیاحت اور زندگی کے حالات تفصیلی طور پر لکھتا تو آیندہ نسلون کے لئے بہت مفید ودلچسپ ذخیرہ ہوتا جب وہ سفر سے واپس آیا اوسکے احباب نے حالات سفر قلمبند کرنے کی درخواست کی تھی پر اوسنے یہہ کہکر اونکو راضی کر دیا کہ اس قصہ دراز کیلئے فرصت چاہئے مین چاہتا ہون کہ افعال واقوال عارفان باکمال جو ہندوستان مین گذرے ہین معتبر طریق پر لکھدون اور اسی بنا پر اوس نے کتاب سیر العارفین لکھدی۔ بات یہہ ہے کہ اوسوقت مسلمان آزادی پسند تھے اونمین نمایش ونمود نہ تھی اگرچہ وہ بزم شعرا مین شیوا بیان شاعر اور بادشاہون کے دربار مین معزز ہمدم ومقدس ندیم تھا پر قدرتی طور سے اوسکی طبیعت پر لذت فقر غالب تھی وہ اپنے درویشانہ حالت مین مست اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اکابر طریقت کے ساتھ اوسکو خاص تعلق تہا لہذا سفرنامہ لکھنے کی طرف اوسنے توجہ نہین کی **اولاد** مولانا کو خدا نے مثل مہر وماہ دو روشندل فرزند عطا فرمائے تھے جنکے چمکدار نامون سے صفحات تواریخ روشن ہین (شیخ عبد الحی) اور (عبد الصمد عرف شیخ گدائی) شیخ عبد الحی کا تذکرہ ہم اسی شعرا کی انجمن مین لکھین گے۔ اور شیخ گدائی کا فروغ بزم امرا مین دکھایا گیا ہے **واقعات عجیب** اب ہم بعض حیرت انگیز واقعات عہد سلطان سکندر لودی جسکو شیخ کے زمانہ کے وقایع کہنا بیجا نہین دلچسپی ناظرین وخبرت سامعین کی غرض سے ذکر کرتے ہین۔ **نقل** بالائے حوض شمسی کسی مردہ کے دفن کرنیکو قبر کھودی گئی کھودتے کھودتے ایک پتھر کی چٹان نکلی دیکھتے کیا ہین کہ اوسکے نیچے ایک مرد کملی پوش قرآن مجید رحل پر رکھے ہوئے تلاوت کر رہا ہے اوس نے پوچھا کیا قیامت قایم ہوگئی میت کے ساتھ کے لوگ یہہ امر عجیب دیکھکر حیران رہگئے فوراً اوسکو بند کر دیا پھر دیر تک کان لگا کر آوازہ تلاوت سنتے رہے سوداوراق عرض کرتا ہے وہ بزرگ صاحب تلاوت اولیاء اللہ مین سے

ہونگے جنکی شان مین فرمایا گیا ہے - اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ - مقبولان بارگاہ صمدیت کی موت انتقال جسدی ہے جو حبیب کو حبیب سے ملادیتی ہے درحقیقت وہ زندہ جاوید ہین ؎ ہر کہ در یاد خدا دائم بود * تا خدا قایم بود قایم بود * اور جبکہ یہہ معلوم ہے کہ حوض شمسی پر صدہا اولیاء کرام مدفون ہوئے ہین تب اس امر کے باور کرنے مین ذرا شک نہین رہتا - **ایضاً** ایک شخص نے شکار خرگوش ذبح کیا شکاری کے ہاتھ مین چاندی کی انگوٹھی تھی خرگوش کا خون لگ کر سونے کی ہوگئی بادشاہ نے دیکھا اور تعجب کیا **ایضاً** خدا کی قدرت دیکھئے ایکبار بادشاہ سفر مین تہا شریف الملک نے جنگل مین پیچ آک سے مسواک کی اونکی سفید داڑہی بالکل سیاہ ہوگئی بادشاہ اور تمام خلقت دیکھکر متعجب رہ گئے -

چراغ طلسم ایک شخص مکان کی نیو کہود رہا تہا زمین کے اندر سے ایک چومکہا چراغ برآمد ہوا اوس شخص نے جلانے کے لایق سمجہکر رکھ لیا رات کو تھوڑا تیل ڈالکر روشن کیا جلاتے ہی دو شخص پیدا ہوئے مالک خانہ نے پوچہا تم کون ہو کہا ہم اس چراغ کے موکل ہین جو حکم ہو بجالائین وہ شخص سوداگر کی لڑکی پر عاشق تہا اور مواصلت ناممکن تھی تجربہ کی غرض سے اپنا مطلب بیان کیا موکل لڑکی کو معہ چارپائی جسپر وہ سو رہی تھی اوٹہا لائے بعد فراغ عیش و کامرانی آخر شب اوس شخص نے حکم دیا جہان سے لائے ہو وہین پہونچا آو موکلون نے تعمیل کی پھر تو ہر شب یہی معمول ہوگیا لڑکی یہ واقعہ عجیب دیکھکر حیران و پریشان تھی رفتہ رفتہ خوف زدہ ہوکر بیمار ہوگئی چہرہ پر زردی چھاگئی ناچار لڑکی نے اپنی ماں سے اور ماں نے لڑکی کے باپ سے سارا قصہ کہا سوداگر نے وسایل بہم پہونچا کر بادشاہ کی خدمت مین حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے کوتوال کو تجسس کا حکم دیا کوتوال نے ہرچند جستجو کی سراغ نچلا بادشاہ نے اپنے وزیر (مہابت خان؟)

ؔ ترجمہ سن رکھو جو لوگ اللہ کی طرف ہین وہ مرتے نہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے گئے ہین نہ ڈر ہے اون پر نہ وہ غم کہاوین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین ۱۲-

سے جو بڑا مدبر اور دانشمند تہا اس معاملہ کی سراغرسانی و انکشاف کی تاکید بلیغ کی میان بہوا نے
سوداگر سے کہا لڑکی کو سمجہا دیجئے کہ وہ گلاب کا شیشہ اور زعفران اپنے ساتھ لیتی جائے اور
جوان کے کپڑون و بستر و خوابگاہ پر رنگ کر آئے لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ صبح دیکھکر جوان کو خیال
ہوا کہ آج یہہ نئی بات کیا ہے۔ اوسنے موکلون کو خبر کی اور تدبیر پوچھی۔ موکلون نے زعفران لاکر
بادشاہ اور ملازمان شاہی اور تمام مردمان شہر کے کپڑون پر اوسیطرح چھڑک کر نشان کردئے۔
بادشاہ متحیر ہوا۔ میان بہوا نے عرض کیا یہہ کڑی گرہ ذرا نرمی سے کہلے گی۔ اور یہ قسم کلام اللہ
سارے شہر مین منادی کرادی کہ جس شخص کا یہہ فعل ہے وہ حاضر ہوکر صاف کہدے اوسکی جو مراد
ہوگی پوری کیجائے گی آخر جوان نے خیال کیا ~ نتیجہ کار بدکا کار بد ہے * سو دن چور
کے تو ایک دن ساہ کا ضرور ہوتا ہے۔ چراغ لیکر خدمت سلطانی مین حاضر ہوا حقیقت
حال بے کم و کاست راست راست عرض کردی۔ بادشاہ نے لڑکی کا نکاح جوان کے ساتھ کرادیا
اور چراغ لے لیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کو رازہائے نہفتہ پر جو خبر ہوجایا کرتی تھی اور کشف
اسرار نہانی اوسکو حاصل تہا اوسی چراغ کی بدولت تہا۔ اور بعض اہل خبر بادشاہ کی خوارق
کے قایل ہین اس بادشاہ کے وقت مین اسلام و علم نے بہت رواج پایا ہندو اسی کے
زمانہ مین فارسی لکھنے پڑہنے کی طرف متوجہ ہوئے اوس سے پہلے ہندؤن مین تحصیل فارسی کا معمول
نہ تہا دہلی مین (موٹھ کی مسجد) انہین میان بہوا وزیر کی بنائی ہوئی ہے جسکا قصہ مشہور ہے۔

شیخ عبد الحی خلف الصدق اولین شیخ جمالی دہلوی فضایل علمی و شعری
سے آراستہ اور شیر شاہ و سلیم شاہ کے خاص الخاص ندیم و مصاحب تھے **حیالی** تخلص تہا۔
باپ بہت چاہتے تھے گویا عشق تہا۔ اونھون نے عجیب و غریب طبیعت پائی تھی۔ ہردلعزیز
جگت آشنا تھے۔ اپنے کمال ہنرمندی قابلیت۔ وسعت اخلاق۔ اور بے انتہا دادودہش سے
ایک زمانہ کو مسخر کرلیا تہا۔ علما۔ فقرا۔ مشایخ۔ ملان۔ شعرا۔ طلبا۔ غربا۔ اغنیا۔ ظریف۔ ادیب
خواص سے لیکر عامۂ ناس تک سب کے ساتھ نہایت حسن سلوک و سادگی سے ملتے تھے خاطر

تواضع دلجوئی خلق اللہ ان کا مقصد اعلی تہا ہمیشہ سبکے دلون کو مٹھی مین لئے رہتے گویا
اس پر پورا عمل تہا

شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کلفت و ملال کو انکے مزاج مین ذرا دخل نہ تہا۔ ولایت سے جس فن کا آدمی آتا انکا
گہر اوسکے لئے وقف تہا اوسکے ساتھ ہر طرح کی رعایت وخدمت کرتے۔ دولت کثیر جو ترکہ پدری
سے پائی تھی سب صرف اوقات یاران معاش کردی۔ اور باوجود بے انتہا عزت وبزرگی کے
جو خدا نے اونکو دی تھی نہایت بے تعلقی و بے تکلفی کے ساتھ زندگی بسر کی غایت بے تکلفی
سے خاص درجہ قبولیت حاصل کرلیا تہا۔ باوصف صحبت سلاطین و ذوق وشوق وسیر وتماشا
وحظوظ دنیوی اور امنگ بہری ہوئی طبیعت کے فقر وفنا اور دردمندی کا جو سرمایہ سعادت
ابدی ہے پورا مذاق رکہتے تھے سرور باطنی کا کامل حصہ پایا تہا۔ شعر مین بدیہہ گو اور بسیار گو تھے
جو قوت و قدرت شعر گوئی مین انکو حاصل تھی کاش اوسکے ساتھ فکر اور دقت نظر بھی
ہوتی تو آثار غریبہ اوس سے ظہور مین آتے۔ خلاصہ یہہ کہ جیسی اوسکو کلام پر قدرت تھی
بوجہ عدم تفکر تدرت نہ تھی شیر شاہ بادشاہ کو شیخ کے ساتھ لطف خاص تہا اکثر سفر و حضر مین
اپنے ساتھ رکھتا اور ہرگز جدائی گوارا نکرتا تہا۔

نقل ملو قادر شاہ خاندان شاہان مالوہ (مندو) کے غلامون مین امیر کبیر تہا سلطان
بہادر شاہ بادشاہ مالوہ کی قتل کے بعد ملک پر قابض ہو کر قادر شاہ اپنا نام رکہا جن دنون
شیر شاہ ہمایون کے ساتھ لڑ رہا تہا شیر شاہ نے قادر شاہ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ
جب مغلیہ سپاہ بنگالہ مین آوے تم خود آگرہ پہونچکر یا اپنی فوج بھیجکر خلل انداز ہونا۔ قادر شاہ
فرمان پڑہ کر نوودولتی کے غرور مین ایسا ناراض ہوا کہ جواب مین شیر شاہ کے نام فرمان لکہا
اور پیشانی پر مہر کرکے روانہ کیا سیف خان اوسکے ندیم نے سمجہایا کہ شیر شاہ اسوقت جونپور کا
بادشاہ ہے اور شوکت اوسکی اس درجہ بڑہ گئی ہے کہ دہلی کے بادشاہ سے مقابلہ کر رہا ہے اوسکا

تیرے نام فرمان لکہتا اور اوسپر مہر لگاتا حق بجانب ہے - قادر شاہ نے جوابدیا وہ جونپور و بنگالہ کا بادشاہ ہے تو مین مالوہ کا بادشاہ ہون مین کیون دبکر بات کرون - جب یہہ فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا اوسکو طیش آیا اور نشان مہر علیحدہ کرکے بطور یادداشت غلاف تحریر مین رکہہ لیا اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ حاضری کے وقت اس گستاخی کا سبب پوچہا جائے گا - جب شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا ۹۳۹ سنہ تو سو او نتالیس ہجری مین بعزم تسخیر مالوہ حوالی سارنگپور مین پہنچا قادر شاہ کے چہکے چہوٹ گئے ہراسان ہوکر بصلاح سیف خان یلغار حاضر آیا - شیر شاہ نے پوچہا ڈیرہ کہان ہے عرض کیا حضرت کے قدمون مین شیر شاہ کو یہہ بات پسند آئی - خلعت و پلنگ خاص معہ جامہای خواب و اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور سرکار لکہنوتی عطا کرکے حکم دیا اہل و عیال کو وہان پہونچاکر خود حاضر خدمت رہو ناچار قبول کرنا پڑا - ایکدن قادر شاہ دربار کو جاتا تہا دیکہا کہ مغل جو اسیری مین آئے تہے بیلداری و گل کاری کا کام کر رہے ہین اور لشکر کے گرد خندق کہودتے ہین - ایک مغل نے اسکی طرف مخاطب ہوکر یہہ مصرعہ پڑہا **مصرعہ** مرا ہے بین بدین احوال و فکر خویشتن میکن قادر شاہ ڈرا اور موقع پاکر دو تین شخصون مفرور ہوگیا شیر شاہ نے اوسکے بہاگ جانے کی خبر سنکر کہا **مصرعہ** باما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ٭ شیخ عبدالحی موجود تہے اونہون نے فے البدیہہ جوابدیا **مصرعہ** قولیست مصطفیٰ را الاخیر فی عبیدی ٭ جوقت شیر شاہ نے کوہستان پر فتح پائی شیخ نے مبارکباد مین کہا **مصرعہ** مبارک بادشاہا کوہستان ٭ شیر شاہ[1] نے مہربانی سے جوابدیا **مصرعہ** توہم اے شیخ یک لکہ تنکہ بستان ٭ اور لاکہہ تنکہ شیخ کو مرحمت فرمائے - تنکہ ایک سکہ تہا چاندی مین کچہہ تانبا ملاکر بناتے تہے اوسکی قیمت بقدر نصف روپیہ اکبری کے ہوتی تہی اکبری روپیہ اور گورنمنٹ انگریزی کا روپیہ قریب برابر ہے لہذا ایک تنکہ آٹہہ آنہ بہر سمجہنا چاہیئے -

---

[1] شیر شاہ ہندوستان کے نہایت عمدہ بادشاہون سے تہا بنگالہ سے پنجاب رہتاس تک بمسافت ڈیڑہ ہزار کوس پر مہمان سرائے آباد کرنا اومین مسجدین بنانا ہندو مسلمان مسافرون کو بیک چشم زدن تمام سراؤن مین خشک و تر کہانا تقسیم کرانا ذریعہ ڈاک چوکی دو تین دنمین بنگالہ سے رہتاس تک خبر پہونچانا آسایش مسافرون کے لئے سڑکون پر میوہ دار درخت لگوانا گہوڑے کے داغ کا رواج دینا تنکہ کی جگہ روپیہ ایجاد کرنا اسکے صدہا کارنامے ہین رویاء صادقہ جب ماں کے پیٹ مین تہا اسکی ماں نے خواب مین دیکہا کہ چاند آسمان سے اوترکر میری گود مین آگیا ہے حسن خان اپنے شوہر سے ذکر کیا پٹہان تو بہی جہالت اونکے لئے دلیل اصالت تہی غرض چند کوشے سے پہلکار دسکے نیکبختی کی پرواہ کرکر پوچہا میرا گناہ کیا تہا جسکی یہ تعزیر دی گئی اوسنے کہا یہ تو خواب مژدہ ہے ایک فرزند

شیر شاہ کے انتقال کے بعد سلیم[ا] شاہ کے دربار مین بھی شیخ کا اوسیطرح طوطی بولتا رہا سلیم شاہ نہایت قدر و منزلت کرتا تھا شیخ نے اوسکی تعریف مین بہت قصیدے لکھے ہین

شیخ کی وفات

دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین
ہر گل ہے اس چمن سے گریزان برنگ بو	سرو چمن ہے کون جو سرو روان نہین

شیخ ابھی عالم شباب مین تہا جوانی کی پوری بہار نہ دیکھ پائی تھی کہ پیغام اجل آپہونچا ۹۳۲ھ سنہ ہجری اوسکی پیدایش کا زمانہ ہے ۹۵۹ھ ہجری مین بعمر چھتیس ۳۶ برس رہ نورد ملک بقا ہوا دہلی مین مزار پدر کے پاس صفہ بیرونی مین راحت پائی سید شاہ میرک[۲] متوطن آگرہ نے جو شیخ کا شاگرد تہا تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکہا ہے قطعہ وفات

تتمہ صفحہ ماسبق قوی طالع پیدا ہونے کا ارباب تجربہ کا قول ہے اچھے خواب دیکھکر آنکھ کھول جائے تو باقیماندہ شب سونا نچاہیئے تا کہ نتیجہ زایل ہونے ناخوشی سے تمکو دکھ نہین دیا غرض یہی کہ اس روسے بقیہ شب تمکو نیند نہ آئے۔ بشارت ایکدن چار برس کی عمر مین شیر شاہ جیسا کہ لڑکون کی عادت ہے رو رو کر اپنے باپ سے ایکدرم مانگتا تہا ایکدرویش جسکا حال جا رہی تھی ہنس کر فرمانے لگے سبحان اللہ ہند کا بادشاہ ایکدرم کے لئے رو رہا ہے حسن خان خوش ہوا اور بالاخر خواب بشارت کے موافق ظہور مین آیا۔ عدل ایکدن شاہزادہ عادل خان بڑا بیٹا بادشاہ کا فیل سوار آگرہ کے کوچہ مین گذرا ایک بقال کی عورت اپنے گھر مین برہنہ نہا رہی تہی مکان کی دیوارین نیچی تہین شاہزادہ نے اوس جمیلہ کو برہنہ دیکھکر بیڑہ پان اوسکی طرف پہینکدیا عورت تھی پاکدامن شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی اسی اثنا مین شوہر آگیا اوسنے سمجہا بوجہا کر ہلاکت سے باز رکہا اور بیڑہ پان لئے ہوئے جرگہ فریاد ہوکر بادشاہ سے عرض حال کیا بادشاہ نے افسوس کیا اور بمقتضاے انصاف حکم دیا کہ اسیطرح بقال کو ہاتھی پر سوار ہوکر عادل خان کی عورت کو اوسکے سامنے کیا جاوے تا کہ وہ اوسکی طرف بیڑہ پان پہینکے اور وزرا کی الحاح و عرض و معروض پر بھی التفات نکیا اور فرمایا امیر و وزیر فرزند رعیت عدل مین میری نزدیک سب برابر ہین ہرگز روا نہین کہ میری فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کرین آخر بقال نے خود راضی نامہ دیا تب بادشاہ نے سکوت کیا دیگر افغانان سور جو ہمقوم شاہ تھے متدعی ہوئے کہ اپنی قوم کی زیادہ رعایت کرنی چاہیئے تا کہ دوسری قومون مین اونکی عزت ہو ذرا تامل کرکے جوابدیا اگر مین ایسا کرون تو قوم ہی کا بادشاہ کہاؤنگا اور جب سب پر عاطفت شاہانہ برابر ہوگی تب ساری قوم افغان کا بادشاہ مانا جاؤن گا رحلت شاہ ۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ ہجری کو جبکہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ کئے ہوئے تہا بارون مین آگ لگ جانے سے جلکر مرا لیکن تا دم واپسین قلعہ فتح کرنے کے تاکید کرتا رہا بالاخر قلعہ تو ہاتھ آگیا پر اسکی جان ایسی گئی کہ پہر نہ آسکی شعر امید بستہ بر آید و سے چہ فائدہ زانکہ * امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید * قطعہ وفات یہ ہے شیر شاہ آنکہ از صلابت او * شیر و بز آب را بہم مے خورد * چون برفت از جہان بدار بقا * گشت تاریخ او ز آتش مرد * ۹۵۲ -

[ا] سلیم شاہ جسے اسلام شاہ بھی کہتے ہین بعد پدر آٹھ برس چند مہینہ بادشاہی کرکے ۹۶۱ھ ہجری مین مرگیا۔

[۲] سید شاہ میرک سید عالی نسب میر سید شریف جرجانی کی اولاد سے جزئیات فنون اور نوادر امور مین بے نظیر و قت تہا

نادر العصر شیخ عبد الحی کہ بوصفش مرا زبان نبود
وقت نزعش بسر رسیدم من گفتم ای چون تو در جہان نبود
سال تاریخ خویش خود فرما کہ چو او در دیر زبان نبود
گفت تاریخ من بود نامم بندہ وقتی کہ در میان نبود

شیخ عبد الحی مین سے لفظ عبد دور کردیا شیخ الحی رہا اوسمین سن وفات نکلتے ہین۔

شیخ محمد دہلوی۔ دہلی کے اکابر علما اور اماجد شرفا مین تھے۔ صاحب منتخب نے بضمن شعرار عہد اکبری انکا ترجمہ یون لکھا ہے۔ علو حسب و نسب و فضایل مکتسبی و موروثی مین یگانہ زمانہ تھے بعد آشنائی غریبانہ چند سال کے جس سال شاہی لشکر تسخیر قلعہ چتوڑ کے واسطے جا رہا تھا اتفاقاً قصبہ (باری) کے نواح مین میری انسے ملاقات ہوگئی وقت بہت تنگ تھا ایک ساعت بھی یکجائی و ہمکلامی کا موقعہ نملا ؎ بلگئے راہ مین مگر نملے ؛ وہ اودہر ہم ادہر چلے آئے ؛
اگرچہ نظر بہ عظم شان و جامعیت فضایل ذیل شعرا مین اونکا ذکر کرنا موزون نہ تھا الا گاہ گاہ نظم فرماتے تھے لہذا یہ مطلع اونکا بطور یادگار لکھا گیا **مطلع**

اگر بروز غمت صبر اختیار کنم چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم

اوسی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ مین ذکر کیا ہے مُلّا نور الدین محمد ترخان نوری تخلص کو تاتار خان حاکم دہلی کے ساتھ ناخوشی تھی مُلّا نے اوسکی ہجو مین اٹھارہ سو بیت کا قصیدہ لکھا ہے اور بزرگان دہلی کے ساتھ گستاخیان کی ہین یہ بیتین اوسی قصیدے کے ہین ؎

آہ زد ہلئے و هزار آنتہ در زخرابئے عمارا تھ
مفتی دہلی است میان جان جال اُمّت بداد است فتاد اتھ
حاکم شہر است تر تاتار خان خادم او چہرہ حمار اتھ
شیخ حسن چاک نہ بر تہی چاک چک بسیار و چکا جاتھ
وقت صلواۃ است طہار اتھ مقری برآمد بمنار اتھ
شہر گشتی و شہر گشی شہر گشی لاک لک بسیار و لکا لاتھ

شیخ محمد کنبوہ نے جو فضلائے دہلی سے تھے تمام قصیدہ کا جواب دو بیت مین دیا ہے **قطعہ**

نور دین لادہ پدر او از ین تر ادہ چنین لادہ ترا دا تہ
جبکہ دہ آن آیلہ بیہودہ گو بس جواب لغز افا تہ

اوسی زمانہ ۹۸۹ ہجری مین جبکہ شہنشاہ اکبر نے حکیم مرزا پر لشکر کشی کی تھی شاعر ہجو گو براہ خیرہ سری و خلاف ورزی پنجاب سے اپنی جاگیر کو لوٹ گیا بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اوس سفر سے مراجعت

کرنے کے بعد فتحپور پہونچکر چند سال معرض عتاب اور کشاکش حساب کتاب مین رکہا شاعر بذیان بیہرا نے بہت ذلت و تکلیف اوٹہائی کہتے ہین کہ اوسی گستاخی و بے ادبی کے سبب جو اوس نے بزرگون کے ساتھ کی تھی یہہ خواری اوسکو نصیب ہوئی۔

بہادر شاہ باپ کا نام محمد حیات تہا (مارہرہ) کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ نسب نو واسطون سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی تک پہونچتا ہے۔ اور چودہ واسطون سے شیخ عبد اللطیف مجاہد کے ساتھ ملتا ہے شاعر نامدار خوش فکر بدیہہ گو بلاغت شعار تہے عربی مین مصباح تک تحصیل کی تھی فارسی مین تبحر حاصل تھا۔ انکے دقیقہ سنج طبیعت نشتر زن عروق معانی اشکالات۔ اور قوۃ حافظہ پر یہانتہ فراوان معلومات تھی۔ حدت ذہن وجودت طبع سے مسایل علمی مستحضر۔ اور حکایات لطیفہ و صدہا اشعار و قصاید و مثنویات طولانی ازبر تہین۔ محمد جعفر اصفہانی و دیگر ماہران سخن کے ساتھ ہمصحبت رہی۔ پہلے مہر شاہ تخلص کیا وضع نہایت سیدہی سادی تھی مزاج مین مطلق تکلف نہ تہا گذشتگی و شکستگی شعار خاکساری و فروتنی عادت تھی معاصرین استاد مانتے اور عزت کرتے تھے سے بہادر شاہ سلطان معانی و مہر سپہر علم را صاحبقرانی و غزل۔ قصیدہ۔ تاریخ۔ معما۔ پہیلی۔ ہر قسم کلام پر قادر تھے بسبب وسعت حوصلہ کبھی کلام فراہم کرنے کا خیال نکیا یہی سبب ہے کہ بہت سا کلام انکا دست برد فنا ہوگیا بعض عزیزون نے کچھ جمع کرلیا تہا کہ بصورت دیوان اس ہیچمدان کے پاس موجود ہے اوسمین سے تھوڑا سا شادابی خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کیا جاتا ہے وھو ہذا

قطرۂ خوے زرخش (یعنی پسینہ) ریخت فرو گل گردید
نالہ از دل من سر زد و بلبل گردید

داغ آغشت بخون لالۂ حمرا گل کرد
آہ پیچید بخود طرۂ سنبل گردید

دوش از عکس رخ یار و نگاہ مستش
جام مُل گل شد و گل در کف او مُل گردید

ہمچو مرغ ز قفس جستہ کہ در دام افتد
دل ز خط جستہ گرفتار بہ کاکل گردید

نیست مطلوب کلام دگر استاد اورا
شاہ تا معتقد طالب آمل گردید

ایضاً

طلبِ دردکن وخاطرِ مسرور گذار — پنبه بردار نمک برسرِ ناصور گذار
شاه طوفِ دلِ خودکن که شفا گفت — حلقه زن بردرِ دل کعبه به جمهور گذار

ایضاً

گه زیبِ حرم باشی گه شمع کلیسائی — تاچند کنی جلوه درپردهٔ رعنائی
هرکس که نظر آید زنار ببر دارد — کافرشده یک عالم زان زلفِ چلیپائی
بردار زرخ پرده یک لحظه تماشا کن — ای برسرِ راهِ تو خلقی است تماشائی
دربزم چو بنشیند صد فتنه بپاسازد — برخاستنش باشد یک آفت بالائی

ایضاً

ازتیغ آن ستمگر درهرگذار و کوئی — غلطان سری بطرفی رقصان تنی بسوئی
آمد شبی بخوابم سرمست نازنینی — کاکل بپا فگنده نازک میان چو موئی
زلفِ سیه چه زلفی ازمشک ناب چوگان — سیب ذقن چه سیبی ازسیم ساده گوئی
ای شاه گر توانی حرفی بزن که حیف است — مهرِ سکوت برلب مثل تو تازه گوئی

ایضاً

نشانیدی بخاکم قد بنازافراختی رفتی — قیامت برسرِ این خسته برپاساختی رفتی
کشادی زلف را دود از نهادِ دل برآوردی — نمودی روی خود آتش بجان انداختی رفتی
زبیدادِ تو در پیش که نالم ای شه خوبان — سپاهِ غمزه براقلیمِ جانم تاختی رفتی
زدی لاف از تحمل شاه در پیش نگاه او — بیک دیدن دل ودین صبر وطاقت باختی رفتی

ایضاً

بلبل نکند یاد ز گل گر بدن اینست — یک غنچه نخندد بچمن گر دهن اینست
گل چاک زند جیب اگر پیرهن اینست — روشن نشود شمع دگر گر بدن اینست
رضوان به ثمرهای بهشتی نکند ناز — گر در چمنِ حسن تو سیبِ ذقن اینست

بویش همراه باد که جیبِ مهه کنعان — گردد چو کتان پاره اگر پیرهن انیست

ای شاه ز اوصافِ کلامت چه توان گفت — گوهر بصدف آب شود گر سخن انیست

با این قد و قامت بقیامت چو در آئی — آید چه قیامت ز تو بر جانِ قیامت

حشرے دگر از بهرِ شهیدانِ تو سازند — تنگست بعشاقِ تو میدانِ قیامت

ز همرہانش یکے گفت کائے وفا دشمن — ز درد دورئے تو مرگ شاه در پیش است

بخنده گفت خمش باش این چه جائے غم است — بهر کدام همین شاهراه در پیش است

دی شب بکه برخوردئے و مهمان که بودی — اے کانِ ملاحت نمکِ خوانِ که بودی

بیمار تو از حسرتِ دیدارِ تو جان داد — بیدرد بگو در پئے درمانِ که بودی

در گوشهٔ چشم تو بود نقطهٔ خالے — یا نافهٔ مشک است که افگنده غزالے

گفتمش قتل من خسته چسان میخواهی — گفت گاہے بتغافل به نگاہے گاہے

چو زخم از خنده خون گریم ز حالِ من چه می‌پرسی — نشاطِ من باین رنگ است ملالِ من چه می‌پرسی

بر لعلِ تو سبزه رنگ بسته — یا چشمهٔ خضر زنگ بسته

ز سبزه پشت لبش نوبهار پیدا کرد — که در نواحِ یمن سبزوار پیدا کرد

من دو دشتی که جای گل دلِ صد چاک می‌روید — اگر از نخل پرسی آهِ آتش ناک می‌روید

زمین میکده دارد عجب خاصیت ای زاهد — که گر مسواک بنشانی بجایش تاک می‌روید

چو افشانم سرشک از دیده انجم از زمین خیزد — چو دود از دل کشم نیلوفر از افلاک می‌روید

آمد فروز اسپ و به قتلم شتاب کرد — سر بر گرفت از تن و پا در رکاب کرد

ساقی بگیر جام که من بے خبر شدم — کیفیتِ نگاهِ تو کارِ شراب کرد

از سرو سهی بار و گل از بید بر آید — امانه امید از تو که امید بر آید

شهر است همه منتظر از گوشهٔ ابرو — یک عشوه بفرما که مه عید بر آید

برداشت ملک سوئے فلک این غزل شاه — تا نغمه زه از لبِ ناهید بر آید

طرفه بیدادی ز من تران جنبش ابرو گذشت
کار جان از تاب و تاب اندر دل از پهلو گذشت

کو مسیحا تا کند بیمارئ دل را علاج
صبر از غم زور دو درد از دارو گذشت

شاه ایام جوانی رفت و پیری در رسید
خواهش از دل و از قوت قوت از بازو گذشت

از بهاران نکشم منت تکلیف جنون
خضر دیوانگیم سبزه نوخیز کسی است

ناصحا پند تو تلخ است به پیشم که دلم
چاشنی گیر کلامم شکر آمیز کسی است

خال که جا بر لب جانان گرفت
مور وطن در شکرستان گرفت

خوردن خون گشت نصیب دلم
بوسه ز لعل لب تو پان گرفت

بی رخ آن سرو گل اندام شاه
خاطرم از سیر گلستان گرفت

دل چاک شد از تیغ نگاه تو جگر هم
باقی است هنوزم هوس زخم دگر هم

گردید میان دو عدم هستئ ما گم
تنها نه دهانش زده ره بلکه کمر هم

دشنام دهی گاه و گهی بوسه کنی لطف
زهر است نهان در لب لعل تو شکر هم

با آتش می نشاند لاله را روئی که او دارد
ز سنبل می برآرد دود گیسوئی که او دارد

فریبد حور و غلمان را نکو روئی که او دارد
برد از راه جنت را سر کوئی که او دارد

نماید شمع را پامال حسرت سان نقش
دل آئینه سازد آب زانوئی که او دارد

سپر می افگند خورشید پیش روی تابانش
بماه نو کشد شمشیر ابروئی که او دارد

صفای عارضش صبح وطن را زنده می سازد
خبر از شام غربت میدهد موئی که او دارد

خدا را شاه از تندی طبع شوخ بی پروا
بجان برق آتش می زند خوئی که او دارد

بفریب وعده تا کی ره انتظار گیرد
بقرار خود وفا کن که دلم قرار گیرد

چو زباده رخ فروزد به فرنگ هردم نازد
چو ز طره چین کشاید ختن و تتار گیرد

بچمن خرام یکره که خزان ز یاد در آید
لب خود ز خنده واکن که جهان بهار گیرد

پس مرگ شاه خواهد که بحشر مثل باقر
چو سر از کفن برآرد ره کوی یار گیرد

نه باب مسجدم نے لایق دیر
حسن شد زنده جاوید بفیض نگهم
داده ام شاه دل خویش بطفلیکه برش
بیمار ترا چاره ز عیسی شدنے نیست
حسن را پرواز شهرت مے دهد بازوی عشق
همچو شمع کشته از کم التفاتی هاش شاه
نظر بر حال کن در درسگاه دهر ای نادان
مثل آن شمع که مے میرد و بازش سوزند
باطن ز درد پر بود ارباب فیض را
پوشیده ماند جوهرم از دست مفلسی
بوترابی است مشربم اے شاه
شاها فروتنی نکند کسر شان تو
لبش جان بخشد و چشمش بکشتن میل مے دارد
رخش گل چشم نرگس سرو قد زلف سنبل
چون سیل اشک نیست صدائے زپا بلند
یکدم آسوده نباشم چون نفس
عمر بگذشت بکنج قفسم
دلا با خاکساری ساز کو سامان ترا باید
چشم انعام ز درد شمن گهران دارکه ماه
سختے دوران کند هموار جای سخت را

کس از گبر و مسلمانم ندانست
چشمهٔ آب بقا و نظر پاک یکی است
سیر گلزار و تماشا ر دل چاک یکی است
باشد زیست به شدن اما شدنی نیست
شور شیرین در جهان از کوهکن برخاست است
داغ بر دل آه بر لب تا انجمن برخاست است
که چندان اعتبار نیست استقبال و ماضی را
داغ نو بر سر داغ دگر افتاده مرا
بنگر که گریه از ته دل هست چاه را
چون تیغ زنگبار نه بشناخت کس مرا
بے سبب نیست خاکسارے ما
قدر از تنزل کم نشد جبرئیل را
مخالف دیده ام در دین عیسی این فرنگی را
بحسن اتفاق این تازه باغی کرده ام پیدا
باشد روان بغیر جرس کاروان ما
زندگانی است طپیدن ما را
شد فراموش پریدن ما را
که دانه چون بخاک آمیخت برگ و بر شود پیدا
فیض از پرتو خورشید رباید هر شب
نرم آخر میکند سوهان کمان سخت را

رباعیات

ازباغ جہان لالہ عذاران ہمہ رفتند	وزبزم طرب بادہ گساران ہمہ رفتند
مجنون بہ بیابان شدوفرہاد بہ کہسار	مایاکہ نشینیم کہ یاران ہمہ رفتند
برمسند اقبال نشستی داری	غفلت تاچند ہمچو مستی داری
بیدستان راید ستگری دریاب	فرصت مدہ ازدست کہ دستے داری
حجام پسرہست حرامی پرفن	نایدزپئے حجامت ہرگز سوئے من
چون شانہ دلم چاک بود از کف او	چون آئینہ حیرانم ازان گندہ دہن

تاریخ تولد فرزند

چو امدادِ حسن راخلعتِ ہستی ببرآمد	بحمداللہ کہ نخلِ آرزدیم راثمر آمد
پئے تاریخ میلادش رقم زد خامہ ام مصرعہ	سرورِ سینہ نورِدیدہ پوندجگر آمد

عیدی

عید قربانست بدخواہِ تو قربانِ تو باد	خالقِ اجسام وجانہا حافظِ جان تو باد
بخت سعد وطالع فیروز دایم یاورت	دولت واقبال وعزت زیبِ ایمانِ تو باد

پہیلی پلنگ

ایک پورکھ دہ سیس کہاوے	چار پانون اور چلانہ جاوے
شاہا اسکو بوجھے کو	سرکاٹے سے لنگڑا ہو

پہیلی شطرنج

دو لشکر ہم دیکھے بہائی	بن ہتیارون کرین لڑائی
گہرتے نکل کرین نہسین کام	گھرہی مین ہو سب کا سنگرام

چپراس

اُلٹا سیدہا واکا نانون		جسکے دیکھے ہاے گانون
نیکے لگے موہے وہ جہنکار	چوراسی	جس کا ارت اسّی اور چار

فی الجملہ شاہ نے سب کچھ لکھ سنکر بالآخر ۱۲۸۵ ہجری مین ہمیشہ کے لئے کنج خموشی مین جگہ لی افسوس

شعر

آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند — آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

دو فرزند ذی علم متقی و متشرع چھوڑے۔ محمد حسن پسر خرد نے ہند سے بیت اللہ کو ہجرت کر کے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین مدینہ طیبہ مین انتقال کیا اوسی بقعہ متبرکہ مین مدفون ہوئے انکی نسل باقی نہین۔ امداد حسن پسر اکبر بھی زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو آئے تھے جس سال باپ کا انتقال ہوا اوسی سن کے آخر مین بمقام باغپت ضلع میرٹھ رحلت کی وہین دفن کیے گئے۔ اونکے بیٹے منشی امیر حمزہ ہنرمند فارسی مین کامل الاستعداد سیاق مین ماہر تھے۔ اونکے بیٹے محمد حمزہ پولس مین سب انسپکٹر ہین شاہ کے مرگ کی بہت سی پُر اثر تاریخین لکھی گئے ہین ہم بخوف اطناب چند قطعات پر اقتصار کرتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از منشی کریم حسن کنبو مارہروی

شاہ فردوس خوابگاہ کہ بود — نکتہ سنج یگانہ رفت افسوس — آنکہ میر تخت اندرے قلمش — غزل عاشقانہ رفت افسوس

قمری خوش نوا نماند ایوا ئی — بلبل خوش ترانہ رفت افسوس — آنکہ با اہل علم و دانش داشت — صحبت جاودانہ رفت افسوس

آنکہ در عرصہ سخن تیرش — آمدی بر نشانہ رفت افسوس — آنکہ بودہ است شہرہ اش در ہند — از کران تا کرانہ رفت افسوس

آنکہ دایم لطاعت حق داشت — فرق بر آستانہ رفت افسوس — آنکہ نادیدہ عالمش بودہ — مخلص غائبانہ رفت افسوس

بادل چاک گفت اغیب زار — الوری زمانہ رفت افسوس

۱۲ ھ

ایضاً نتیجہ قلم معجز رقم حضرت مولانا شاہ صاحب عالم مارہروی

خاقانی عہد چون ز دنیا بگذشت — زین درد بگفت پیر و برنا افسوس — تاریخ وفات او خرد گفت ز درد — شاہ شعرا نماند ایوا افسوس

ایضاً

سخن سنج کہن شیرین کلامی — کہ بود او طوطئے ہندوستان آہ — شکر ریزی اشعارش ہمیداد — عجب لذت بگوش سامعان آہ

افادات وکمالات وصفاتش ‌ نگنجد در ہزاران داستان آہ

بہر وادی کہ دریا بیش بودہ ‌ وحید عصر ویکتای زمان آہ

ازین دار فنا آن عازم خلد ‌ چو بست رخت ہستی ناگہان آہ

قلم تاریخ سال رحلت او ‌ نوشت آن شاعر شیرین بیان آہ

۱۲ ھ ۵۸

ولہ

حیف مردہ آنکہ ز ہجر آتش رفت ‌ تا فلک نالہ وآہ شعرا

روز روشن ز فراق رخ او ‌ تیرہ شب شد بنگاہ شعرا

سر برہنہ بفراقش شد اند ‌ از سر افتاد کلاہ شعرا

آہ صد آہ کہ از رحلت او ‌ ماند بے شاہ سپاہ شعرا

بردی او را ونکردی ای چرخ ‌ رحم بر حال تباہ شعرا

چہ دہم شرح کہ چون میگذرد ‌ در غمش شام وپگاہ شعرا

گشت بزم شعرا بے لذت ‌ ایزد پاک گواہ شعرا

شعرا چون نہ سراسیمہ شوند ‌ کہ شد آن پشت وپناہ شعرا

یارب اکنون کہ شود رہبرشان ‌ شد نہان خضر ز راہ شعرا

مضطرب چون نہ شوند آہ کہ رفت ‌ مایہ حشمت وجاہ شعرا

بنظرہا شدہ عالم تاریک ‌ در خسوف آمدہ ماہ شعرا

کردہ بر شعرا بیداد سپہ ‌ ای فلک چیست گناہ شعرا

گر کسے سال وصالش پرسد ‌ گو ز دنیا شد شاہ شعرا

۱۲ ھ ۵۸

عالم شاہ متخلص بہ والا ابن محمد پناہ متوطن قصبہ طیبہ مارہرہ

سلسلہ نسب چار واسطون سے محمد امین کے ساتھ ملتا ہے جو عہد محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی کے امرا مین سے تھے۔ شیفتہ مشرب وارستہ طبع نازک مزاج عالی دماغ سخن مین بدیہہ گو خوش گفتار شیرین مقال نازک خیال تھے امرا وقت عزت واحترام کرتے رہے سن بارہ سو بیس ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا مصرعہ بہر او در وازہ جنت شود ۔ تاریخ وفات ہے (۱۲ ھ ۲۰) زمین سخن مین انکی گلکاریان ملاحظہ کیجئے۔ ولہ

مرگ است منت خضر از بہر زندگی
نتوان فریفتن بہمین رنگ وبو مرا
گر ہمہ توبہ نصوح است شکستن بہتر
موقوف بر بہار نباشد جنون ما
مشتاق تو زندہ بامید خبر ہستے

خوشتر بود ز آب حیات آبرو مرا
مگو با سخن ای واعظ از ہنگامہ محشر
ساقیا گر دو سہ جامی کنی امداد مرا
گر چنین جلوہ دہی بسم خود آرائی را
جان بر لب وچشمش برہ نامہ رسیتے

دیوانۂ گلیم کہ بوئے وفا دہد
تماشا کردہ قد قیامت وقد گاہش را
ہر شام میزند چو شفق جوش خون ما
تاب نظارہ کجا چشم تماشائی را
صیاد ندارد خبر از حال اسیران

افتاده بکنج قفسے مشت پری هست
چو یار دیر و کعبه ره دو رسے روند
میرد بحسرتے که چرا بسمل تو نیست
آرے چه عذابست بران مرغ گرفتار
نه از اعجاز می آید نه از سحر و فسون آید
سپندم شعله ام برقم شرارم
گل داغم بهار لاله زارم
برنگ نخل شمعم شعله باشد برگ و ساز من
هنوز از خاک این وادی مرا بوی جنون آید

امروز دهندش بسر خود همه کس جا
ورنه کدام دل که در و منزل تو نیست
شمعے بخلوت دل من به ز داغ نیست
بسمل نه پسندند و طپیدن نگذارند
شهید آن کف دست حنا رنگم عجب نبود
بهر رنگی که هستم بیقرارم
دل شیدا ندانم محو دیدار که شد یارا
چو خار خشک دارد آب از آتش بهار من
نه آه هست اینکه از جان تا بلب پیچیده می آید

والا بکف آنکه چو گل مشت زر بست
ذوق شهید ناز تو یابد اگر مسیح
محتاج خانه ام بفروغ چراغ نیست
لب جان بخش و چشمش انچه با ما می کند والا
ز خاکم جای سبزه بجه مژگان بر دن آید
ندانم رنگ و بوئے عافیت را
که چون آئینه از سر تا قدم یکچشم حیرانم
بصحرا الفتے باقی است شاید روح مجنون را
نهال غم مگر روئیده و بالیده می آید

مرا گذار ز کویش چه مشکل افتاد است
بسکه تن صاف ترا از آب زلال است ترا
تو کے در زندگی روزی نشستی در کنار من
فزون تر میشود از گریه من سوز داغ من
بکویت بود غوغائے ز جور چشم و گیسویت
فلک شد کاغذ آتش زده از شعله آهت

بهر طرف که نگه میکنم دل افتاد است
میتوان دید که در دل چه خیال است ترا
که بعد از مردنم باشی نشے شمع مزار من
کند آب سرشکم کار روغن با چراغ من
نشد معلوم اے ظالم کر اکشتی کرا بستی
قیامت کرده والا طلسمی بر بهار هستی

فصل بهار میرود ساقیے گلعذار کو
جان بلب رسیده را طاقت انتظار کو
بوده سائیده سنگ جفا منظور خوش چشمان
مگر از آتش گل بود شمع بزم مار دست
مگر کحل الجواهر بود خاک پائے شاه حمزه
غمزه بود از چشم جادوئے کسے

رنج خمار میکشد باده خوشگوار کو
پذیر رونق از اهل کرم بزم تهیدستان
صراحیئ باریک شد از تو بیار روشن
ازان چاه زنخدان سواد خط تقسیم شد
کرد والا مرا میگشت چشم مدعا روشن
سرور را دیدم چو والا در چمن

قاصد اگرچه می رود و عده وصل بهار
فروغ مهر بیاز و چراغ ماه را روشن
نوای شور بلبل داشت شور بال پروانه
که در ظلمات باشد چشمه آب بقا روشن
معجز عیسیٰ و سحر سامری
یاد مرا آمد فدا دلجوئے کسے

بمہر تقضی بیستم بس خشاش وبشاشے — محبتش بجان مخلص بدشمن گرم پرخاشے — سرت گردم چہ خواہد شد اگر یار نجہ فرمای
براہت آبپاشی کردہ ام از چشم خونپاشے

رباعی

زیباست اگر جان جہانت خوانم
چون جملہ توئی تن و روانت خوانم
بآنکہ ز قید این وآن آزادی
لیکن بمثال این ہمہ آنت خوانم
نزدیک بدل ز دیدہ دوری
قرب معنی است بعد صوری
بردیم ز ہجر رہ بوصلت
دایم بخیال در حضوری

محمد شفیع حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے علوم وفنون خصوصًا بہاکا ہندی مین یادگار اکابر پیشین سمجھے جاتے تھے راجہ ہردے سہاے پسر راجہ ستر سال مسند نشین حکومت بوندیلکھنڈ کو انکے ساتھ دلی اُنس تہا ایک ساعت کے لئے علیحدگی گوارا نہ تھی بڑے ثقہ ومہذب تھے قدرۃ العارفین سید شاہ برکات مارہروی کی تاریخ وفات مین یہہ قطعہ ہندی انکا مشہور ہے۔ **قطعہ**۔ جو نون رہے تھے یا کلکال نبی جگ دین کے بیل بئے
یار عاسور اکون ساہ برکات بیکنٹھ جائے سمادہ لئے۔
سن گیارہ سے بیالس جو ہتے گنتی جو سوچان گنائی دئے
سب دیکہو بچار کے آج ہے اب جوت مین جوت سمائی گئے

عطا حسین متخلص بہ عطا حکیم نجف علی مارہروی کے بیٹے نہایت خوش مزاج نیک خو بذلہ سنج لطیف گو تھے فارسی کی عمدہ استعداد تھی ہر شخص کے ساتھ خلوص نیاز اور دلسوزی سے ملتے قلب رقیق تہا عزیز و آشنا کی تکلیف دیکہکر دل بہر آتا تہا آبدیدہ ہوجاتے تھے عمر معلم گری مین بسر کی شعر وسخن کا چسکہ رہا مثنوی (شکایت سعایت) اُردو زبان مین انکی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی بغرض اصلاح نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی کے پاس بہیجی گئی تہی حضرت غالب نے چندہی جگہ خفیف ترمیم کی ہے۔ اور جو عبارت اوسکی نسبت تحریر فرمائی ہے ہم بجنسہ اوسکو یہان نقل کرتے ہین **غالب** صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہوگئی ہے ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا کیا

کہاؤ پڑے ہوتگے تب یہہ تراوش خونناپہ ظہور مین آئی ہوگی مزہ یہہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب انہین کے معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کا رہیری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجہپر مجہول ہے اس واسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کچہہ نہین سمجہا حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرمالین یعنے بحسب دستور اپنے ہر جگہ منشار اصلاح لکہدیا ہے ـ میرا شیخ صاحب سے سلام کہئے گا اور کہئے گا کہ کیا کرون دور رہون معذور ہون مدد نہین کر سکتا اعانت کے مراسم تقدیم کو نہین پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام ۱۲ مثنوی کا آغاز اس قطعہ سے ہے

چندے غم دل بدل درون پروردم
اعداد وقوع چون موافق افتاد

از خوف جنون کنون برون آوردم
ہمنام شکایت سعایت کردم

اے سخن آفرین مارہرہ — نکس ایگین مارہرہ
خلل انداز بزم یکجہتی — تفرقہ ساز بزم یکجہتی

نمک خوان تفرقہ سازی — شورش انداز فتنہ پردازی
ناوک سینۂ نیاز درون — کاہش خاطر دل محزون

زلف سر دادۂ پریشانی — آئینہ دار روئے حیرانی
سرمۂ دیدۂ سخن چینی — خال رخسار زیب خود بینی

کاوش سینۂ نیاز قرین — خارش دیدۂ نثار آئین
عالم نکتہ ہائے غمازی — واقف رمز افترا سازی

کینہ توز دل محبت کیش — سینہ سوز سر وفا اندیش
رونق مسند سخن چینی — آبروئے نگاہ خود بینی

باعث سردی وفا و وداد — سبب گرمئے عناد و فساد
تو ہے کون اور کیا ہے تیرا دین — اہل دین کے تو یہ نہین آئین

مین تو دلدادۂ محبت ہون — اور گرفتار دام الفت ہون
ہر کسی سے نیاز رکہتا ہون — سوز کے ساتہہ ساز رکہتا ہون

گل ہون مین گلستان الفت کا — سرو ہون گلشن مروت کا
رنگ بوئے گل وفا ہون مین — مست بوئے گل وفا ہون مین

بلبل گلستان یاری ہون — قمری سرو جان نثاری ہون
نہ سہی خوبیون مین افسانہ — اچہی باتون کا ہون تو دیوانہ

بے حقیقت ہون چون شکستہ سفال — با حقیقت وہ لیے صف لعال
مستمند و غریب و بیچارہ — دشت ادبار مین ہون اوارہ

دل شکستہ ہون اور غمزدہ ہون — خستہ تن اور مین ستمزدہ ہون
دردمند جگر گداختہ ہون — ایک غم سی مین سرہ باختہ ہون

تاب طاقت رہی نہ وحشت سے — خواب آرام وقف حسرت ہی
نہ چمن ہون نہ باغبان چمن — مرغ گم گشتہ آشیان چمن

کیا کہون کیسا ہے نصیب نہین — ہون وطن مین ولی غریب ہون مین
ماجرا اپنا گر سناؤن کبہو — چشم خورشید سے گرین آنسو

ابر کا سینہ چاک ہو جاوی	برق بہی جلکے خاک ہو جاوی	اشک سے میری رشک جیحون کو	آہ کی تاب کب ہی گردون کو
غنچہ گر بیکلی میری دیکہے	نام کو بہی ہنسی کا نام نہ لے	لالہ سان گریہ دیکہے داغ دلی	چشم نرگس سے کہلی کی کہلی
گل میرا حال دیکھ جلتے ہین	کف افسوس برگ ملتے ہین	لیک ای کینہ جو صفا دشمن	اس قدر میری ساتھ سو ظن

اسیطرح بہت سی تمہید و بیان کے بعد داستان حال پُر ملال بر سبیل اجمال یون لکہتے ہین۔

دیکھکر حال خرج دون پرور	کی معلم گری مین عمر بسر	اگرچہ کچھ اس قدر نہ تہی پروا	مقتضای زمانہ پر یون تہا
ایکمدت برنگ فصل بہار	رہی مکتب کی گرمیٔ بازار	پہر کچھ اوسمین کسا و آنے لگا	آخر آخر فساد آنے لگا
گو متاع سخن تہی بالا دست	تہا ہر اک مشتری کا حوصلہ پست	نادہندی کو کام فرمایا	اسم دادن بہ لب تلک آیا
اور شاید جو کی طلب تنخواہ	حاصل امر خواستن تہا نخواہ	جب ہوا حال ماضی مطلق	خواستن سے نخواہ کر مشتق
حرف مطلب پہ رکھکے پینے لب	متحرک کیا کہا مَطلَب	خوب مصدر سے اشتقاق کیا	متعدی کو لازمی جانا
فعل مجہول سیئے وہ قول و قرار	تہا بداون قریب استمرار	نانگتے مین سمجھ کے رسوائی	نہوا اوس کا مین تمنائی
ولکو اسپر بہی جب سکون نہوا	پہر بہی مکتب مین تفرقہ ڈالا	کرکے اثبات علت و معلول	فعل معروف کر دیا مجہول
	ہوگیا خط کے آنے جانے پہ	اودتیان تمام زیر و زبر	

ہمدمان ستیزہ خیز کے ساتھ اسطرح خطاب نصیحت امیز کرتے ہین۔

ہمدمو کس لئے یہ کاوش ہے	کو نسے بغض کی تراوش ہے	جرم ٹہیرا کے دو سزا اوسکی	حرکت دیکھو یہ نہین اچھی
مین تو تعظیم مین بہ ہون سرگرم	تمکو اسکی بہی کچھ نہ آوی شرم	جرم کارون کو یون ستا لانا	رحم کی جا یہ غیض فرمانا
پئے ازار یہ کمر بندی	اللہ اللہ رے خردمندی	عیوض خدمت زن اطفال	خون میرا تمکو کیون ہوا ہی حلال
ای سر سرداران دولتمند	کون کرتا ہی یہ طریق پسند	اوٹھ کے کیون آئی ہو لڑائی کو	دیکھنے خرد سے بڑائی کو
کہہ سے چڑہ آنا طرفہ تہا مضمون	مانیا فطرت اور تہا یہ جنون	ورنہ کیا وقور دانش تہا	یہ تو صاحب قصور دانش تہا
	کہو کیا عقل تہی یہ فرماو	اپنے دلمین ذرا تو شرماو	

غرض یہ مثنوی نہایت پر سوز و گداز ہے۔ ایک قطعہ اسی پیرایہ مین انہون نے لکہا ہے جسکے مختلف جگہ کے یہ اشعار اپنی یاد پر لکہتا ہون۔

کاوش اہل وطن ہے یہ جی کی حاجت	کہ مشبک ہی جگر خانہ زنبور صفت	جیتے جی ہی یہ ارادہ کہ اتارین ٹوپی
بعد مردن ہے مگر اخذ کفن کی نیت	ای عزیز دل استاد فلان سلمہ	تا بکے در جگر این نشتر کین و نقمت
ایک غزل کے یہ اشعار ہین	کہین جو شیشہ مے ساقیا ذرا ٹوٹا	تو جانو کہ میرا دل ہزار جا ٹوٹا
مصاحب آئینہ ٹہرا ہی اوس خود آرا کا	اب اپنی دید کا ہی اوس کا آسرا ٹوٹا	کسی کا بال بھی ٹوٹے تو سانس لیتا ہی
یہ ہیرا شیشہ دل تہا کبھی صدا ٹوٹا	میری شکستہ دلی کی دلیل ہے یہ خط	کہ ہو ردیف غزل مین بھی جا بجا ٹوٹا

بالآخر جوان ہونہار اکلوتا بیٹا جو عصائے پیری تہا اوسکی بیوقت موت نے کمر توڑ دی باقیماندہ عمر تلخی سے کاٹکر ۷- ذوالحجہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین سفر اخرت اختیار کیا۔

ذکر اطبا

محمد مرشد المخاطب بہ حکیم قوام الدین خان انکے باپ اعظم الدین خان محمد معظم بہادر شاہ کے زمانہ کے علما و امرا مین تہے سلسلہ نسب نوین پشت مین امام العارفین مخدوم شیخ سعار الدین سے ملتا ہے علوم عقلی و نقلی مین اپنے پدر بزرگوار کے شاگرد تہے۔ معتمد الملوک[1] حکیم علوی خان سے مطب

[1] سید محمد ہاشم علوی خان ابن سید عبد الہادی محمد شاہ کے وقت مین ایران سے وارد ہند ہوکر زمرہ اطبائے پایۂ تخت شاہی مین داخل ہوا معتمد الملوک محمد شفائی خان خطاب پایا طب مین بے نظیر وقت تہا نقل ہے کہ جب نادرشاہ بعد غارت گری دہلی کاملین فن کو انتخاب کرکے اپنے ساتھ ایران لے چلا منزل پر پہونچکر علوی خان کو بلایا اور کہا مین مریض ہون تم علاج کرو بشرطیکہ نبض و قارورہ ندکہاؤنگا حال نکہونگا دوانہ پیونگا مثل ضمادات وغیرہ خارجی تدبیر نکرونگا یا ایسہ مابدولت کو صحت ہوجاوے ورنہ تدارک مناسب کیا جائے گا حکیم صاحب کو پہلے تو سناٹا ہوگیا پہر ذرا سنبہل و سوچکر بادشاہ کے چہرہ پر نظر ڈالی دیکہا آنکہین سرخ ہین چہرہ پر یبوست و بدمزاجی پیدا ہے اوس روز گرمی کی شدت اور آفتاب مین حدت تہی سمجہا کہ درد سر لاحق ہے عرض کیا جاکر تجویز کرتا ہون اور نماز ظہر پڑہ کر حاضر ہوتا ہون وہان سے آکر نماز پڑہی خدمت گار کو حکم دیا کہ سدا گلاب کا پنکہا بناؤ عطر صندل و عطر خس مین بسا ؤ خادم نے تعمیل کی علوی خان پنکہ اپنے ہاتھ مین لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا علاج کی فکر کر رہا ہون پنکہا جھلوا چاہتا ہون آتا ہی حکم ہو تو خدمت سلطانی بجالاؤن اجازت پاکر پنکہ جہلنے لگا پہولون کی خوشبو دماغ مین پہونچی قطرات عطر چہرہ و پیشانی پر پڑی روح و قلب نے تفریح پائی غنودگی شروع ہوئی اور غافل سوگیا علوی خان اپنے خیمہ مین چلا آیا قریب دوپہر سوکر جب خواب استراحت سے اوٹہا درد کا مطلق اثر نہ تہا علوی خان کو بلاکر اوسکی دانائی کی تعریف کی اور کہا جو چاہے مانگ لے اوسنے ایفاء وعدہ کی شرط لیکر مراجعت دہلی کی اجازت چاہی بادشاہ نے کہا افسوس تجہ جیسا لائق طبیب اس حیلہ سے جدا ہوتا ہے اور بعزت واپسی کا حکم دیا حکیم صاحب نے اوس ظالم کے پنجہ سے چہٹ کر دہلی مین دم لیا سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین رحلت کی فرد- چو سال رحلت علوی بہ جستم ، بگفت ہاتف طبابت از جہان رفت ۱۲ یہ بھی نقل ہے کہ ایک مقام پر بحالت سرور

کیاتہا۔ شاہی طبیبون مین منتخب اور دارالشفاء دہلی کے مہتمم تہے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ دارالشفا کا خرچ معین تہا۔ سنہ ۲۳ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات پر سرفرازی پائی دہلی مین انتقال کیا۔ مقبرہ مولانا شیخ سمار الدین مین مدفون ہوئے۔ انکے والد نے مذہب امامیہ اختیار کرلیاتہا یہ بھی اوسیکے متبع تہے اور اوس زمانہ سے ابتک اونکی اولاد جو قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد محلہ سدو مین آباد ہے اسی مذہب پر قایم ہے۔ انھون نے دو فرزند نامور چھوڑے حکیم امام الدین خان و حکیم رضی الدین خان **حکیم امام الدین خان مخاطب بہ حکیم الملک** اطبار نامدار و مرجع امرار روزگار سے تھے علوم معقول و منقول خوب جانتے تھے تصوف سے بھی شوق تہا فصوص الحکم و مثنوی معنوی مولانا روم کا درس ہوتا تھا نہایت خوشرو قوی بازو و شجیع جوان تہے سنہ ۲ جلوس احمد شاہ (سنہ ۱۱۶۲ ہجری) مین پانصدی ذات کا منصب تہا۔ اعز الدین محمد عالمگیر ثانی[1] نے حکیم الملک کا خطاب دیا اور ایکہزار پانصدی منصب مقرر کیا ذوالفقار الدولہ امیر الامرا نواب نجف خان بہادر وزیر سے برابر کی ملاقات رہی۔ نخبتہ التواریخ مین مذکور ہے کہ یہ عہد شاہ عالم شاہ عالمگیر[2] ضعف سلطنت کی وجہ سے سکونت دہلی ترک کرکے امروہہ مین توطن کیا اونکے بہائی حکیم رضی الدین خان انکے ساتھ ہی دہلی سے اوٹھ آئے شاہجہان آباد مین انتقال کیا مقبرہ مولانا سمار الدین مین مدفون ہوئے اونکے دو بیٹے تھے حکیم رمضان علیخان و حکیم غلام علیخان

تتمہ صفحہ گذشتہ۔ نادرشاہ نے محمد شاہ کے گاین سے جسے اپنے ساتھ لے گیا تہا اور گانے مین سرآمد وقت تہے کچھ گانے کی فرمایش کی اوسنے یہ غزل گائی اور ایسی گائی کہ سماں بندہ گیا ؎ باز ہوائی چمنم آرزوست ٭ جلوہ سرو سمنم آرزوست نکہت گل را چکنم اے صبا ٭ بوئے آزان پیرہنم آرزوست ٭ بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر فرمایا مانگ کیا مانگتے ہی اوسنے قول لیکر دست بستہ دہلی جانے کی درخواست کی بادشاہ نے اوسکو بہی تاسف کے ساتھ اجازت دیدی ۱۲۔

[1] اعز الدین بن احمد شاہ غرہ محرم سنہ ۱۰۹۹ھ مین پیدا و ۱۰۔ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ تخت نشین ہوا و ۲۰۔ ربیع الاخر سنہ ۱۱۷۳ھ باشارہ نواب غازی الدین خان مہدی علیخان کشمیری نے دہوکہ سے ایک مکان مین لیجاکر بیرحمی سے کام اوس کا تمام کیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تہا۔ شعر مرا بظلم بکشتی طریق داد این بود ٭ زبادشاہی حسن تو ام مراد این بود

[2] شاہ عالم سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین پیدا و سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تخت نشین ہوا سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین انتقال کیا سنہ ۱۲۰۲ ہجری و سنہ ۱۷۸۸ء مین غلام قادر خان نے اندہا کردیا تہا سنہ ۱۸۰۳ء تک مرہٹہ کی عملداری رہی پہر انگریزی آگئی ۱۲۔

حکیم احمد رضا عرف حکیم رمضان علیخان سنہ ۲۳ جلوس شاہ عالم عالی گھر یعنی سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین برسالہ مرزا نجف خان ہزاری ذات اور دو سو سوار کا منصب اور خطاب خانی انکو عطا ہوا اونکے بیٹے مشتاق علیخان تھے اونکی اولاد نے لکھنو کی سکونت اختیار کی۔ آغا علیخان و الطاف حسین خان کو گورنمنٹ انگریزی سے خطاب خان بہادری کا عطا ہوا اور کانپور کے انریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے شہر مین نہایت معزز و مقتدر تھے۔ ہاشم علیخان برادر آغا علیخان راج جرکہاری مین ناظم اور اونکے چچا **حکیم بندہ حسن** سرکار چودہری صاحب رئیس سندیلہ مین بعہدہ طبابت ملازم ہین۔ اسی خاندان کے بزرگ **شیخ اکرام الدین خان** آصف الدولہ کے عہد فرمانروائی مین مقام (رہڑدا) ضلع بجنور کے چکلہ دار تھے اور بعد آجانے عملداری سرکار انگریزی کے شیخ علی بخش اونکے داماد یعنی حکیم بندہ حسن کے دادا ٹہاکردوارہ کاشی پور کے تحصیلدار تھے۔

حکیم غلام علیخان حکیم امام الدین خان کے دوسرے بیٹے شاہجہان آباد مین پیدا ہوئے علم عربی و فارسی و طب اپنے باپ سے پڑہا امراض عسر البرء کو باتون مین اچھا کرتے تھے سنہ ۱۱ جلوس محمد شاہ بادشاہ (سنہ ۱۱۴۲ ہجری) مین برسالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات و نو سوار کا تہا حسین علی خان خطاب ملا اور شاہ عالم عالی گہر کے وقت مین پانصدی ذات و پانسو سوار کا منصب عطا ہوا ۲۶۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۴ ہجری انتقال کیا امروہہ مین مدفون ہوئے انھون نے دو فرزند چہوڑے حکیم بو علیخان و حکیم عظیم علیخان۔

حکیم بو علیخان ۸۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۲ ہجری بمقام شاہجہان آباد پیدا ہوئے چار برس کی عمر مین اپنے والدین کے ساتھ امروہہ آئے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق فقہ حدیث مولوی سید محمد حیات متوطن امروہہ محلہ شفاعت پوتہ شاگرد سید دلدار علی نصیر آبادی سے حاصل کئے۔ حکمت طب ریاضی مین اپنے حقیقی نانا حکیم رضی الدین سے مستفیض ہوئے۔ بعد تحصیل علوم کسب معاش کی طرف توجہ کی ۲۳۔ برس کے سن مین بتقریب نوکری بمقام (باندہ) گئے وہان ایک برس کوتوال اور ۶ مہینہ نائب تحصیلدار و ساڑہے تین برس تحصیلدار رہے پہر مستعفی ہو کر

برفاقت اسکاٹ صاحب جج میرٹھ پہونچے اور آخر عمر تک عدالت دیوانی ججی میرٹھ کے وکیل رہے ۲۱۔ صفر سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو رحلت کی امروہہ مین مدفون ہوئے ایام قیام میرٹھ مین بوجہ شوق علمی مفتی سید محمد قلی خان امامیہ متوطن کنتور ملک اودہ شاگرد سید دلدار علی صاحب مجتہد مذہب امامیہ سے جو اوسوقت میرٹھ مین صدر الصدور تہے تلمذ حاصل کیا بالجملہ فن طب مین فکر دقیق اور نظر غایر پای تہی ہر گونہ معزز و معتمد علیہ ابنار زمانہ تھے علم کلام و طب مین اکثر رسالہ تالیف و تصنیف کئے کتاب طب اکبر پر حاشیہ مسمی بہ تعلیقات اکبر لکہا ایک رسالہ موسوم بہ فواید حسنیہ تحریر کیا اسمین ہندی دواؤن کے مزاج و افعال و خواص نفع نقصان و نسخہ ہاے مجربہ و سوال و جواب متفرقہ متعلقہ فن طب کا بیان کیا ہے۔ **حکیم امجد علی خان** انکے بیٹے ہین ۲۲۔ ذوالحجہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری بمقام امروہہ پیدا ہوئے صرف و نحو و طب از موجز تا قانون شیخ الرئیس اپنے والد سے پڑہا دیگر علوم منطق حکمت ریاضی سید سراج الدین ابن مفتی محمد قلی خان سے پڑہی طب مین علماً و عملاً اچہی استعداد ہے عہدہ ہاے تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز رہے اب بعزت و امتیاز خانہ نشین و پنشن خوار سرکار دولتمدار ہین مجکو ان حضرت سے ملاقات صوری کا اتفاق نہین ہوا البتہ اس مختصر کی ترتیب کے وقت بضرورت تلاش ایک کتاب کے باہمی مراسلت ہوی کتاب تو نملی پر حسب خلق و عنایت و مہر و محبت سے انھون نے جوابات تحریر فرمائی اوس کا اثر میرے دل پر ہے انکے بیٹے **حامد علیخان بیرسٹر** ۱۴۔ دسمبر سنہ ۱۸۶۴ء بمقام بانس بریلی پیدا ہوے فارسی صرف و نحو شرح تہذیب عبد اللہ یزدی تک منطق انٹرنس تک انگریزی ہندوستان مین پڑہکر ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء واسطے تحصیل علوم عقلیہ کے یورپ گئے اور انگلستان سے سند بیرسٹری حاصل کر کے ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء اپنے وطن واپس آئے اپنی قوم مین یہ پہلے شخص ہین جنھون نے لندن جاکر بیرسٹری کی سند پائی بوجہ بیرسٹری کے لکہنؤ رہتے ہین قومی کامون مین سرگرم اور معروف شخص ہین۔ **حکیم عظیم علیخان** حکیم غلام علی خان کے دوسرے بیٹے اور اونکے اخلاف حکیم صادق علی خان و حکیم جواد علی خان سب معزز خوش اخلاق و صاحب علم ہوئے ہین الانجبۃ التواریخ و تاریخ اصغری

سے مستنبط ہوتا ہے کہ **حکیم صادق علی خان** کا تجربہ وسیع اور مطب بڑہا ہوا ہے اور خلقت
کا اونسے بہت رجوع ہے باقی اصحاب خاندان دیگر تعلقات کی وجہ سے اسطرف کم توجہ رکہتے ہین۔

حکیم رضی الدین خان دوسرے بیٹے حکیم قوام الدین خان کے مثل اخوان و اسلاف
خود با نام و نشان و معزز و محترم ہتے سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہ مین برسالہ فخر الدین خان جین اونکو
پانصدی ذات کا منصب تہا سنہ ۷ جلوس شاہ عالم عالی گہر مین برسالہ صاحب عالم مرزا احمد اکبر شاہ
بہادر انکے فرزند **حکیم فیروز علی خان** کو ملا انکی اولاد پسری نہین ہے **حکیم نیاز علیخان**
پسر شیخ نیاز علیخان برادر حقیقی مولانا تراب علی لکہنوی حکیم فیروز علی خان کے نواسا ہین رسالہ
تدبیر النفیر انکی تالیف سے مطبع علوی علی بخش خان واقعہ لکہنو مین چہپ کر شایع ہو گیا ہے بسبب
کاروبار علاقہ مطب کی طرف کم توجہ ہے۔ خوش اخلاق و پیش حکام وقت معزز و محترم ہین۔
مسٹر ویٹ وی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مرادآباد نے انہین حضرت سے امروہہ کی تاریخ لکہنے
کی فرمایش کی تہی اونہون نے تاریخی حالات جمع کر کے بخدمت سید اصغر حسین نقوی متوطن
امروہہ کو سپرد کی اور سید صاحب نے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین سید التواریخ مشہور بہ تاریخ اصغری اردو
زبان مین مرتب فرمائی۔ بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا نے بزرگان امروہہ کے حالات اس کتاب
اور نیز نخبۃ التواریخ و خلاصہ شمس التواریخ و تلخیص التواریخ سے اخذ و استنباط کئے ہین ~

حکیم منصور علیخان بن حکیم محمد مسعود خان بن حکیم محمد محفوظ خان بن حکیم محمد دایم خان برادر عینی دیوان محمد عاقل خان خاندانی طبیب فقیر دوست خیر متقی پرہیزگار
بزرگ تھے ثروت و اقتدار حاصل تہا راجہ ٹکیت رائے بہادر نائب وزیر دولت نواب آصف الدولہ
والئے اودہ کے ساتھ برابر کی ملاقات تھی۔ راجہ تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ نواب کی سرکار مین راجہ کے
توسل سے بصیغہ طبابت پانچ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی۔ جب سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزی عملداری
روہلکہنڈ مین آئے مواضعات بگوارہ گوپال پورہ کیرت پوری گوبندپور چک نوری عنایت پورہ
خطاپور۔ واقعہ اضلاع بجنور و مرادآباد بعطیہ شاہان سلف انکی جاگیر تھی۔ انکا خاندان ہمیشہ سے

روشناس بارگاہ سلاطین تہا چنانچہ انکے جداعلی حکیم محمد دایم خان اور اونکے بہای محمد عاقل امراء عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے تہے - دہلی قدیمی وطن تہا - غدر نادر شاہی کے بعد جبکہ دہلی تباہ اور سلطنت تیموریہ برباد ہو گئی - ہر ذرہ انا ولا غیری بولنے لگا جس نے چاہا بادشاہ کو مہرہ شطرنج کی طرح اوٹہا لیا جس نے چاہا بٹہا دیا یہہ قوم گزیدہ جو مثل خوشہ پروین دابستہ دامن دولت سلاطین تہے بنات النعش کی طرح منتشر ہو گئے اور دہلی جو انکا پرانا زادو بوم اور دیرینہ وطن تہا اوسے چہوڑکر بلاد غیر مین جا بسے - چنانچہ حکیم صاحب بذات خود دہلی سے امروہہ تشریف لائے اور اس محلہ مین جسکو (شاہی چبوترہ) کہتے ہین بود و باش کی انکی اولاد ہنوز اوسی جگہ آباد ہے انکے بیٹے -

حکیم عنایت رسول طبیب حاذق اور معاصرین پر فایق تہے عربی فارسی مین استعداد کامل تھی پینسٹھ [۶۵] برس کی عمر مین انتقال کیا اونکے بیٹے -

حکیم اشفاق رسول جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول طبیب لاثانی تہے حافظہ اور ذہن بلا کا پایا تہا - موجز سے قانون شیخ الرئیس تک جملہ کتب طبیہ نوک زبان تہین جس مقام کا ذکر آتا ورق کے ورق اور جزو کے جزو از بر پڑہ جاتے - ذکاوت کا یہہ حال تہا کہ استنباط مسایل طبیہ کے لیے اونکو مجتہد فن کہنا بیجا نہین - پر افسوس ہے کہ عمر فانی نے دفا نکی عین شباب یعنی اڑتیس [۳۸] برس دنیا مین رہکر انتقال کیا - نظم

جس سے دنیا نے آشنائی کی	اوس سے آخر کو کج ادائی کی
تجھہ سے ہوے کوئی عبث اے عمر	جس سے کی تو نے بیوفائی کی

انکے بیٹے **حکیم اخلاق رسول** بہی عربی فارسی مین کامل الاستعداد ہین علم اچہا مطب صاف **حکیم فیض رسول** دوسرے بیٹے حکیم منصور علی خان کے نہایت خوبرو وجیہہ لطیف مزاج خوش اخلاق با مروت عربی فارسی مین ذی استعداد اور حاذق طبیب تہے بیوفا عمر نے انکا بہی ساتھہ ندیا پینتیس [۳۵] برس کے سن مین انتقال کیا - قطعہ

مغنی فسردہ ازان داستان ۔۔۔ کہ بودند چون گل درین بوستان
چمن راز دتازہ آراستند ۔۔۔ چو شبنم نشستند و برخاستند

حکیم محمد منیر بن فاخر علی خان انکے دادا دیوان محمد عاقل خان عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد مین صاحب منصب وجاہ تھے جیسا کہ ہمنے بارہا ذکر کیا ہے سلطنت بگڑجانیکی وجہ سے انکے باپ جماعت قوم کے ساتھ دہلی وطن قدیم سے ہجرت کرکے امروہہ چلے آئے وہین اقامت کی۔ حکیم صاحب ذی علم طبیب اور اعلی درجہ کے باوضع وخلیق تھے۔ اونکی اولاد بھی صاحب علم ودانش ہوئے اور ابتک وجاہت ووقار اور عزت واعتبار کے ساتھ اونکی نسل قایم ہے حکیم صاحب کے تین فرزند گرامی تھے۔ منجملہ اونکے۔

حکیم غلام شرف الدین طبیب نامی تھی۔ دوسرے بیٹے انور علی تھے نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ جنکے اوصاف گزیدہ وخصایل حمیدہ سے ہماری کتاب کے ناظرین بخوبی واقف ہونگے اونکے نواسہ ہین۔ تیسرے بیٹے حکیم محمد منیر کے محب اللہ تھے اونکے پوتے مولوی منظہر اللہ گورنمنٹ نظام حیدر آباد دکن مین عہدہ مددگار ہوم سکرٹری پر بمشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار ممتاز ہین عربی فارسی مین دستگاہ کامل حاصل ہے (رسالہ نور العینین فی مشہد الحسین) مصنفہ علامہ اسفراینی جو تیسری صدی کے امام اہل سنت وجماعت ہین اور رسالہ (قرۃ العین فی اخذ ثار الحسین) تصنیف امام ہمام عبد اللہ ابن محمد عربی سے اُردو زبان مین انہین کا ترجمہ کیا ہوا ہے جو (تنویر العینین) اور (تاریخ دو امام) کے نام سے مشہور اور قالب طبع مین آکر معروف نزدیک و دور ہے۔ یہ ترجمہ انکی استعداد علمی وزبان دانی کے لئے ثبوت کافی اور واقعات شہادت کے بیان مین نفیس کتاب ہے۔

حکیم عنایت حسین قصبہ (مارہرہ) ضلع ایٹہ متعلق کمشنری اکبر آباد انکا مولد ومسکن اور مقام (آئین پوری) مدفن ہے اونتیسوین محرم ۱۱۹۲ھ گیارہ سو بانوے ہجری روز شنبہ بعد نماز

۱۱۹۲ھ

صبح جلوہ افروز عالم ناسوت ہوئے لفظ (غلام سبحان) مین سن ولادت نکلتے ہین شیخ فتح اللہ ابن مولوی حافظ محمد نصر اللہ والد کا نام تہا۔ سلسلۂ نسب حضرت مخدوم شیخ اسحاق برادر اکبر و اعیانی مخدوم شیخ سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسوین پشت مین ملتا ہے۔

صغر سنی تربیت تعلیم پیدایش سے پانچ مہینہ بعد سایہ مہر مادری سر سے اوٹھ گیا یعنی مادر مشفقہ نے بقضاء الہی دنیا سے انتقال کیا شفیق باپ نے خود اپنی آغوش شفقت مین لیکر پرورش کیا چونکہ باپ قابل تھے ہونہار بیٹے کی عمدہ طور سے تربیت کی۔ نطق آشنا ہونیکے بعد دستور کے موافق پہلے قرآن شریف پڑہایا گیا جو مسلمانون کا جان و ایمان ہے پہر فارسی کی تعلیم شروع ہوئی اوستادان فن سے اوسکو پڑہا اور استعداد کامل حاصل کی۔ ان کی تصنیفات سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ فارسی عمدہ لکھنے پر قادر تھے۔ اونکی تحریر مین صفائی بیان اور زور قلم عیان ہے۔ بجائے پر شکوہ اور معلق الفاظ کے مطالب کو نہایت صاف شستہ و سلیس و شیرین عبارت مین دل پسند طریقہ سے ادا کرتے ہین۔ چونکہ اوس زمانہ مین تکمیل فارسی اور قابلیت بہم پہونچانے کے لیے عربی کا حاصل کرنا ضروری امر سمجہا جاتا تہا لہذا ایک بزرگ مولوی صدر الدین اترولوی شاگرد مولوی نذر محمد شاہجہان آبادی سے جو مارہرہ مین سکونت پذیر ہو گئے تہے عربی صرف و نحو پڑہی اور بعد ازان مولوی نور محمد دیپنی سے اس علم کی تکمیل کی۔ اگرچہ عربی کے عالم نہ تہے تاہم انکی تصانیف کے دیکہنے سے پایا جاتا ہے کہ عربی صرف و نحو کے علاوہ فقہ حدیث اصول وغیرہ سے بہی ناآشنا نہ تہے لیکن نہ اس درجہ کہ مشاہیر علماء مین شمار ہوتے۔

شاعری طبیعت موزون پائی تہی شعر و سخن کا ذوق تہا عالم شاہ والا و محمد منیر کمبوہ مارہروی دستی [illegible] سے جو اس فن کے ماہر گنے جاتے تہے اصلاح لی تہی انکی مجموعہ نظم تلف ہو گیا۔ نہ ملنے کے سبب اس بات کا پتہ نہ چلا کہ اصناف شاعری مین کس طرف طبیعت زیادہ مائل تہی۔ چند قصاید جو حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچہے صاحب مارہروی

قدس سرہ العزیز کی شان میں لکھے ہیں اعتقر کی نظر سے گذرے ہیں ان میں سے مختصراً یہاں نقل کیا جاتا ہے مرحب افکار ہو۔

معدنِ فیض و محیطِ کرم و ابرِ عطا	کامبخشِ ہمہ آفاق چہ شاہ و چہ گدا
ملک و جن و بشر بر درِ تو سر بسجود	بر زمین زیرِ تو و چرخ برین پشت دوتا
خوشہ چینِ خرمنِ حسنِ رخِ خوبت خورشید	ذرۂ مہرِ تو بخشیدہ بہ مہتاب ضیا
حکمِ تقدیر برضا جوئی رہ آئینہ پاشیدہ	اے [illegible] رضائے مولا
ذاتِ پاکِ تو خود آن مظہرِ ذاتِ احدی	نامِ پاکِ تو بنامِ احمدِ پاک است ہمتا
چون تو نشگفتہ گلے در چمنِ زارِ جہان	ہر سحر تازہ بصد [illegible] تو دم بادِ صبا
مثلِ تو مادرِ ایام نزادہ پسرے	چو تو پیرِ [illegible] از [illegible]
اے کریم ابنِ کریم ابنِ کریم ابنِ کریم	اختر [illegible] نوبت گہے در [illegible]
شدہ مخلوق وجودِ تو پئے رحمتِ حق	بجد ایک نظرِ لطف بحالِ من [illegible]
آمدہ بر درِ تو سائل و محتاج و غریب	با امیدِ نظرِ لطف [illegible]
الغیاث اے شہِ کونین و امام الثقلین	از جفا کاریِ ایام [illegible] کارے را
گر بفریادِ منِ زار نیاری گوشے	پس کرا داد رسا آورم اے دادرسا
نے مرا یاور و یارے نہ حسن عملی	نامِ تو ورد زبان است صبح و مسا
پادشاہا ملکا بندہ نوازا رحمے	بر منِ بندۂ مسکین و پریشان و گدا
سیدی خذ بیدی خذ بیدی خذ بیدی	کہ بگرداب فنا غرق فتادم تا پا

ایضاً

السلام اے مظہرِ ذاتِ خدا	السلام اے جانِ جانِ مصطفیٰ
السلام اے قرۃُ العینِ علیؑ	السلام اے زبدۂ آلِ عبا
السلام اے واقفِ اسرارِ غیب	السلام اے رازدارِ کبریا

السلام اے عالمِ علمِ ازل — السلام اے حاکمِ قدر و قضا
السلام اے مہبطِ صوتِ الست — السلام اے مصدرِ قالو بلیٰ
السلام اے سرِّ سرِّ سرمدی — السلام اے معنیٔ قولِ انا
السلام اے سرورِ دنیا و دین — السلام اے خواجۂ ہر دو سرا
السلام اے مقتدار عارفان — السلام اے کاملانرا پیشوا
السلام اے فخرِ اسلافِ کرام — السلام اے زینتِ فقر و ولا
السلام اے مُحیٔ دینِ احمدی — السلام اے مبدئی ایمانِ ما
آلِ احمد سیدِ عالی جناب — قطبِ برحق شاہ ختم الاولیا
اے کریم ابن الکریم ابن الکریم — کامبخش عالم از شاہ و گدا
وے امام ابن الامام ابن الامام — بارک اللہ علیک المرحبا
ذاتت آمد رحمتِ پروردگار — ذاتت آمد شافع روزِ جزا
ہمسرِ تو جز تو باشد چون کسے — اے مقامت برتر از عرشِ علا
آسمان با اینہمہ قدرِ رفیع — آستانِ عالیت راجبہ سا
از ادب قدوسیان با صد نیاز — خاکروبِ روضہ ات صبح و مسا
کردہ از فیضِ تو حاصل عقلِ کُل — مطلبِ ایجاد و البقاء و فنا
تا چہ گویم وصفت اے والا گہر — پایۂ مدحت کجا و قالِ ما
روئے رحمت از عنایت خود متاب — صدقۂ آنشاہ ختم الاولیا

ولہ

نسیم شو بریاضِ قدم بلند خرام — شمیم زان گُلِ رعنا بدہ بروحِ مشام
کہ باغبانِ قضا از صنایعِ قدرت — بآب و رنگ خودش داد رنگ و بوی تمام

نقل سینے اپنے والد ماجد کی زبانی سنا ہے کہ (بہادر شاہ) کینو مارہروی جو فن شعر و سخن میں

اوستاد اوستاد وقت مانے جاتے تھے اونھون نے جلسہ شب مین کسی اوستاد کے یہہ دو شعر پڑہے

ہر قطرہ خون کہ از دل گرمم براوفتد	دوزخ شود چو قطرہ بکوثر دراوفتد
آہ این شہید کیست کہ خونش زمان زمان	خیزد ز خاک و برقدم خنجر اوفتد

اشعار سنتے ہی حکیم صاحب کی طبیعت گرم ہوگئی اوسیوقت ایک غزل لکھی جسکے چار شعر مجکو یاد ہین اور درج ذیل کئے جاتے ہین۔

سیل سرشک من کہ زچشم تراوفتد	شور از نہاد عنصر بحر و براوفتد
از کوہ و دشت یکنفس آتشین شود	برقے کہ از دخان دل مضطر اوفتد
دیوان عشق خواندہ ام از مکتب جنون	اینجا کتاب عقل و خرد ابتر اوفتد
می آور دز تیشہ سر کوہ کن بیاد	ہر صدمۂ کز عشق تو ام بر سر اوفتد

میرے دوستو اسمین شک نہین کہ اوستاد کے گرمئے سخن نے کوثر کے جگر مین آگ لگا دی ہے۔ پر حکیم صاحب کے نئے قلم کی آتش افشانی اور تراوش خامہ کی طغیانی نے بھی جہان کے جلا دینے اور عالم کے بہا دینے مین کچھ کمی نہین کی **تصوف وغیرہ** حقایق تصوف جفر و تکسیر پر بھی عبور تھا یہ علوم علامہ وقت شاہ عبدالہادی مرید و خلیفہ سلطان المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے حاصل کئے تھے۔ حافظ مراد شاہ باشندہ خوشاب پنجاب جو اوسوقت مین جفر کے بڑے ماہر تھے اون سے بھی جفر مین سلمذ کیا تہا۔ اور حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت سے مرید و مستفیض تھے۔

تاریخ اس فن لطیف سے حکیم صاحب کو خاص دلچسپی تھی چنانچہ نہایت مفید تین کتابین مخصوص اس فن مین آپکی تصنیف کی ہوئی نظر افروز شایقین ہین جنکے دیکھنے سے آپکی وسعت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

طب سب سے زیادہ انکی طبیعت کو جس علم سے لگاؤ تہا اور جسمین خاص قابلیت اور عام شہرت پائی وہ طب ہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے موافق اس فن کا شوق کیا تا نوبت تفسیری ابتدائی کتابین

مولوی محمد عباس باشندہ بردوان صوبہ اوڈیسہ سے پڑہین اوپر کی کتابین انتہا تک (حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب مارہروی) سے ختم کین اور فنون نظری وعملی کی خوب تکمیل کی ایک مدت اوستاد شفیق کے پاس اور نیز حکیم اسد علی کی خدمت مین مطب کیا حکیم اسد علی طبیب حاذق وہمدرس اوستاد تھے۔ بالجملہ انکی تجویز وتشخیص بے خطا تہی اور دست شفا ایزدی عطا تہی۔ ایک زمانہ معتقد تہا۔ عالم وجاہل سب انکے علم وعمل اور تجویز وتشخیص پر بہروسا کرتے تھے امرا واعیان وقت اعزاز وتکریم کے ساتھ پیش آتے فاضل وہمہ دان اوستاد کو انکی حذاقت پر ناز تہا۔ خاص خاص امراض واہم اغراض مین انسے شورے کرتے اور انکی راے کو پسند فرماتے تھے یہ بات بالخصوص مشہور ہے کہ چھوٹے بچون کے علاج مین ماکہ بہتر لاعجا تہا

تصنیف وتالیف کتب بینی کا ہمیشہ شوق رہا اور اوسکے ساتھہی تصنیف وتالیف کا ذوق رہا۔ تین کتابین فن تاریخ مین لکھین ایک (کاشف الاخبار) اسمین ابتدا ر آفرینش عالم وآدم سے بحث کی ہے آثار انبیا اقوال اصفیا وحکما اذکار واشغال اولیا اصول اقسام علوم وفنون وحالات طبقات سلاطین اسلامیہ روے زمین نہایت خوش اسلوب طریقہ سے لکھی ہین یہہ کتاب کم وبیش چار سو اسی صفحہ پر ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین سات انچہ۔

دوسری (آثار احمدی) یہہ کتاب خاندان (برکاتیہ) مارہرویہ کے بزرگون کی نادر تاریخ ہے۔ یہہ حضرات سادات صحیح النسب حسینی زیدی واسطے بلگرامی مارہروی ہین جنکے انوار وبرکات کا غلغلہ ملک سے ملکوت تک پہونچا ہوا ہے۔ اس کتاب مین خاندان مذکور کے بزرگون کے حالات اونکے مریدون کے جذبات آغاز حال سے فیوجام کا رتک باندازدلپذیر تحریر کئے گئے ہین۔

تیسری (سلسلہ عالیہ) اس کتاب مین اون شیوخ قریشی کا بطور سلسلہ نسب مذکور کیا گیا ہے جو بلقب (کنبو) شہرت پذیرا ور چار سو برس سے قصبہ (مارہرہ) مین سکونت گزین ہین اس سے پہلے کوئی کتاب اس جماعت باکرامت کے حالات اور اس طرز خاص کی موجود نہ تہی قابل مصنف نے مردہ قوم کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ایک کتاب فنون نظری وعملی طب مین نہایت جامع ومبسوط لکھی ہے۔ امراض۔ اسباب وعلامات۔ تدبیر وعلاج۔ قرابادین۔ مفردات۔ افعال وخواص ادویہ اوزان واعمال وصناعات ولغات

طبیہ کوئی بات اوٹھا نہین رکھی اسکے ہوتے ہوئے طبیب کو دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہین رہتی۔

ریاض احمد اوسکا نام ہے۔ اس کتاب کی ضخامت دو ہزار اٹھ سٹھ صفحہ ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین پانچ انچھ **نظم**

نوشت است علم و عمل را بہم	بیارا ستہ فی المثل بوستان	بدانند او ریاض حیات
ز اسباب علامت بشرح تمام	فوائد حکمت نمودہ عیان	بہ تشخیص و تدبیر امراضہا
	طبابت نباز د ز تالیف او	علالت گریزد ز تعلیم آن

طبیبانِ دانشور و عالمان
کتابے نباشد دگر مثل آن

بالجملہ حکیم صاحب ایک روشن دماغ عالی خیال علم دوست وجامع الفنون تھے۔

عادات وخصایل نہایت حلیم سلیم نیک مزاج خوش صحبت طیب النفس وسیع الاخلاق ثقہ باوقار عابد متقی شب بیدار ذاکر وشاغل بزرگ تھے۔ ہر خویش وبیگانہ کے ساتھ شفقت ومرحمت سے پیش آتے۔ دل آزاری ایذا رسانی کسی مخالف کی بھی گوارا نہین کی **شعر**

مباش در پے آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

اس پر عمل رہا۔

شادی و اولاد حالات صغیر سنی کے دیکھنے سے ناظرین معلوم کر چکے ہین کہ انکی والدہ ماجدہ نی انکو پانچ مہینہ کا چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا تھا باپ ہی انکی پرداخت وپرورش کے متکفل تھے۔ لہذا شفیق باپ نے دلبستگی کے لحاظ اور خانہ آبادی کی ضرورت سے زیادہ عمر تک شادی کا التوا مناسب نجانکر مرحلہ شباب مین قدم رکھتے ہی شادی کردی۔ شیخ ممتاز علی ابن محمد طالع ابن خیر اللہ جو وزیر محمد خان قانونگوی سے پانچوین اور خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے آٹھوین پشت مین معزز شخص تھے اونکی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد شرعی ہوا۔ اولاد مین ایک فرزند رشید اور ایک دختر سعید ایزدی عطا ہوئی بیٹے کا نام نامی (حکیم امداد حسین) ہے جنکا ذکر ہم آیندہ کرینگے۔ بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا **فیض احمد** انکا پوتا اور انکی دختر نیک اختر کا نواسہ ہے۔

زمانہ نے کیسا ساتھ دیا مکان باغ زرعی املاک ترکہ پدری سے انکو ملی تھین حسب ایمار بیر

روشن ضمیر اونھون نے طبابت کو اپنا ذریعہ معاش قرار دیا تمام عمر اسی پیشہ مین نہایت اعزاز و اعتبار و آسائش و وقار سے بسر کی۔ یہہ ظاہر ہے کہ لیل و نہار کی رفتار ہمیشہ یکسان حالت پر نہین رہتے۔ **شعر**

ڈہنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے		کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے	

ایک مرتبہ شان رب قابض کا ظہور ہوا انسداد ابواب مداخل کیوجہ سے عسرت لاحق حال ہوئی اپنے پیر سے جو عارف باصفا تھے عرض حال کیا کرتے۔ حضرت نے فرمایا سفر کرو اور فلان مقام پر رہو تعمیل حکم کی گئی مگر ابھی جلوۂ شیونات رب باسط نہوا تہا۔ انھون نے بلازمہ بشریت تنگ آکر عرضداشت لکھی اور یہہ شعر درج کیا **شعر**

نشناختہ بودم درے از غیر در تو		مارا بچہ تقصیر فلک دربدر انداخت	

حضرت نے جواب مین تحریر فرمایا **شعر**

آصفے عاقبت کار مرا پیر مغان		دربدر ساخت کہ واقف کند از ہر بابم	

آخر مین بعد تسلی لکھا تہا کہ ہمیراو مت **مصرعہ** مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔ چنانچہ قریب ایک رئیس وارد ہوا اوس کا بیٹا احتباس بول سے جان بلب تہا اطبا ہر وقت ہر طرح کا علاج کرکے عاجز ہو چکے تھے کوئی تدبیر سودمند نہوتی تھی کسی نے انکی اطلاع کی فوراً بلائے گئے اور باندک حیلہ تدبیر مرض رفع ہو گیا اوسنے بہت نقد و جنس نذر کیا اور مدت العمر معتقد رہا اوسکے بعد فتوحات شایستہ ہوتے رہے۔ الغرض اس فن مین معجز نما تھے امیر و غریب عالم جاہل سبکو اعتماد و اعتقاد تہا زمانہ نے انکے ساتھ بیوفائی نہین کی خوشحال و فارغ البال رہے مگر نہ ایسے کہ بڑے دولتمندون مین شمار ہوتا۔

وفات دنیامین آنا جانے کا پیغام ہے **شعر**

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید		زجام دہر مئے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان	

بمقام (مین پوری) جو مارہرہ سے سمت مشرق چھبیس کوس کے فاصلہ پر ہے مولوی محمد حسن خانصاحب صدر الصدور خلف مولوی محمد محسن خانصاحب رئیس شاہجہان پور کے علاج کی غرض سے اقامت گزین تھے۔ قدیم سے عادت تھی کہ طعام شب تناول فرماکر سارے قصبون جھگڑون اور انسانی ضرورتون

سے فارغ ہوکر نمازِ عشا پڑہتے کوچ کی رات وقت مین اتنی مہلت نہ تھی مضمون۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ پورا ہوچکا تہا لہذا طیاری سفر مین عجلت ضرور ہوئی دنیا کے کامون سے طبیعت نفور ہوئی خلاف معمول قبل از فراغ طعام نماز کا تہیہ کیا۔ یاران معاشر نے استعجاباً سبب تعجیل دریافت کیا فرمایا آج جی یون ہی چاہتا ہے۔ مسجد قریب تھی تجدید وضو کرکے دوگانہ تحیۃ الوضو پڑہنے لگے۔ اور سجدہ مین ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹھے۔ سبحان اللہ حافظ شیراز کے شعر کی کیا اچھی تفسیر فرمائی گویا شعر کا مطلب بدیدۂ حال برا العین دکہا دیا۔ **شعر**

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست	روزے رخش بہ بینم و تسلیم او کنم

جب دیر ہوئی اور آستانۂ یار سے سر نہ اوٹہایا رفقا نے دیکہا او رقفس عنصری عنقا ر بلند پرواز روح پُرفتوح سے خالی پاکر شور وشیون کیا۔ اور اوس مرغ ہمایون فال کے ہاتہ سے نکل جانے پر سر دُہنا کفِ افسوس ملا آہ **ع**

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال مے توان بہ تمنّا گریستن

بائیسوین جمادالاول ۱۲۶۵ھ بارہ سو پینسٹھ ہجری وقت عشا یہ حادثہ پیش آیا وہین مدفون ہوئے تہتر برس کی عمر پائی قوی ہر طرح صحیح وتندرست تہے۔

قطعہ تاریخ وفات از حکیم امداد حسین خلف ممدوح

حضرتِ ابوی چو زین دارِ فنا	کرد رحلت داد بر دل کوہِ رنج
شد رقم سالِ وفاتش از دو طور	یکہزار و دو صد و دان شصت و پنج

دیگر از حضرت سید صاحب عالم صاحب امداد حسین طبیب خلف الرشید حکیم عنایت حسین مارہروی۔ نظم

رفتہ بقراط دہر وا ویلاہ

آن طبیبِ لبیب مارہرہ	انتخابِ اماثل واقران	طب مباہی بحسن تشخیص
بہ ادا از او مطب نازان	خوش دل وخوش مزاج وخوش اخلاق	شاد او را تخلصِ شایان
یافت دراسم بامتایش	لفظِ امداد با حسین قران	یارب از جانبِ امام ہمام

یاد امداد او بہر دو جہان

چہٹی رجب دوشنبہ کے دن صبح کیوقت سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری عالم شہود مین آئے۔ انکے والد ماجد نے یہ قطعہ تاریخ ولادت لکہا ہے۔

قطعہ سال ولادت

یا بخت سعید شد تولد چون ماہ	امداد حسین عمرہٗ طال اللّٰہ
از سال تولدش چو جستم نوید	گفتا کہ مبارک ششم شہر اللّٰہ

لفظ ششم شہر اللّٰہ سے سنین ولادت پیدا ہین۔ بڑے نامی گرامی و حاذق طبیب تہے طب علماً و عملاً اپنے قابل باپ سے پڑہی تہی اونہین کے پاس مطب کیا تہا معالجات مین فی المثل احیاء اموات کرتے تہے بڑے بڑے فاضل قانون دان اور قابل طبیبون کو مجمعون مین انکے سامنے بولنے اور بات کرنے کی کم جرارت ہوتی تہی۔ نہایت وجیہ قد آور قوی بازو بارعب و طلیق اللسان تہے جس مجلس مین بیٹھتے سب مین سربلند رہتے اور انہین پر نگاہ پڑتی۔ سیماء نورانی سے شان بزرگی اور فر مشیخت ظاہر ہوتا تہا۔ نظم و نثر خوب لکہتے تہے۔ سخاوت سیرچشمی عالی ہمتی فراخ حوصلگی انتہا کی تہی کبھی روپیہ کو ٹہیکری کی برابر بھی نجانا۔ فنون مکسوبہ و خصایص فطریہ کے ساتھ حسن قبول خدا داد حصہ تہا۔ حضرت قدوۃ العارفین سند الکاملین سید شاہ آل احمد اچہے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفیض بیعت تہے حضرت مرشد کو انکے ساتھ لطف خاص تہا حضرت نے ایک خاص حالت مین اپنے منہ کا اوگال ایک گونگے کی زبان کہلنے کیواسطے اوسکے باپ کو دینا چاہا وہ نہ سمجہے باوصف صغر سنی اونھون نے لیکر فوراً کہا لیا۔ کہتے ہین کہ قدرت سخن سنجی و قوت معانی آفرینی و حسن کلام اوسیکا اثر تہا امرا علما۔ اطبا۔ فقرا۔ مشایخ ہر قسم کی صحبتون اور جلسون مین سربرآوردہ رہے۔ جلالت قدر ایسے تہے کہ رئیس و مرءوس کسیکو انکے خلاف مین یارائے گفتار نہوتا تہا۔ جب کبھی انکے جلسہ مین نواب الحکما علوی خان کا ذکر آتا اوسکی تعریف مین مبالغہ کرتے پر ساتہون ساتھ فرماتے علوی خان تو اب بھی موجود ہین مگر افسوس کہ محمد شاہ نہین۔ یون تو ہمیشہ ہی انکا مطب نمونہ اعجاز تہا سر سے پا تک ہر مرض کے علاج مین دستگاہ کامل ہتی پر تپ کی شناخت و علاج مین خاص ملکہ تہا یہہ بات مشہور تہی کہ اقسام تپ کو پہلے دن معلوم کر لیتے ہین۔ الا بعض بعض علاج عجیب و غریب کئے ہین جو محض متعلق بفراست ہین۔

چنانچہ ایکبار کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو جفاف اللسان عارض ہوا زبان و حلق کی رطوبت بالکل خشک ہوگئی اکثر اطبا علاج کر گذرے کچھ ہوا نہین بالاخر انسے رجوع کیا گیا تدبیر بیسود ہوئی۔ ایک روز حکم دیا کہ من دو من لیمو خرید کئے جائین اور متعدد آدمی مریض کے پاس بیٹھ کر تراشین چوسین چٹخارے بہرین تعمیل کی گئی۔ جب قریب نصف کے لیمو کٹ گئے ایکبارگی مریض کے موہنہ مین پانی بہر آیا اور پچکاری سی چھوٹ گئی انصراف طبیعت سے مریض بہلا چنگا ہوگیا اور بہت خوشی ہوئی **دیگر** ایک مرتبہ ایک سید صاحب کے ہان علاج کیا مریض کو غسل صحت ہوا جایزہ ملنے کی توقع تھی کہ میر صاحب کی بہو یعنی لڑکے کی بیوی جو نہایت شرم والی حیا دار عورت تھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے لگی یہانتک کہ معزز خسر جسکے سامنے حیا و ادب نے معمولی بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی تھی اوسکو روبرو زور زور سے ہنستی اور کسیطرح ہنسی بند ہی نہوتی تھی۔ جن بہوت پری سحر دیوانگی وغیرہ کے گمان ہوئے بجائے شادی گہر ماتم کدہ بنگیا حکیم صاحب کی توقعات پر پانی پہرنے لگا مریض جسنے صحت پائی تھی عورت کا عزیز خاص تہا حکیم صاحب نے ازروئے فراست آثار شادی مرگ پائی۔ عورت کا بہتیجا تہا خردسال اوسکے ساتھ عورت کو محبت بدرجہ عشق تہی حکیم صاحب نے پس جلوں بیساختہ اوس لڑکے کے سٹر سٹر چند قمچیان جمائین کہ بلبلا کر زمین پر لوٹ گیا یہہ دیکھکر عورت بے اختیار ہو کر اوسپر گری چھاتی سے لگا لیا پیار کرنے اور بہلانے لگی۔ خیال دوسری طرف رجوع ہوگیا اوس جان گسل حالت سے نہل گئی۔ اول تو میر صاحب اپنے ان سمجھے سے لڑکے کو بے خطا مارنے پر دل ہی دل مین آزردہ ہوئے حکیم صاحب کا جبروت تہا کہ کچھ کہہ نہ سکے لیکن پہر متنبہ ہو کر بہت ثنا خوان ہوئے اور خدمت شایستہ بجالائے۔ **دیگر** ایک نوجوان آدمی مطب مین آیا بظاہر معمولی زکام اور خفیف حرارت تھی نسخہ لکھدیا وہ چلا گیا۔ حاضرین سے فرمایا یہ شخص تین چار مہینہ بعد دیوانہ ہوجائے گا۔ عرض کیا گیا کہ ابھی سے علاج ہونا چاہئے۔ ہنس کر سرسری طور سے فرما دیا جو زندہ رہیگا کرے گا۔ بات آئی گئی ہوئی خدا کی قدرت ایسا ہی واقعہ ہوا اوس مدت کے بعد اوسکو دیوانگی ہوئی اور زور و شور سے ہوئی اتفاق مشیت یہہ کہ اس اثنا مین حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا تہا بعد بہت علاج معالجہ کے مدت دراز مین وہ شخص اچہا ہوا

آغاز حال مین گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری کی اور تحصیلداری تک کے عہدہ پر سرفرازی پائی پہر بخوشی خود
ترک ملازمت کرکے طبابت کو شعار کیا کچھ ایام نواب جعفری بیگم صاحبہ رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد
دختر نیک اختر نواب فضل علیخان وزیر شاہ اودہ کے ہان اور ایک مدت رانائے اودیپور کی ریاست مین
پشغل طبابت بمواجب تین سو روپیہ ماہوار و تجمل خدم و حشم بسر کی بالآخر وہان سے بھی علیحدگی اختیار
کرکے خانہ نشین ہوئے۔ ہرچند کہ اعیان وقت نے خواہش کی لیکن آزادی پسند طبیعت کسیکی پابند
نہوئی۔ اسی شغل مین تاپایان عمر نہایت وقعت کے ساتھ بسر کی اور اوراد و وظائف کے پابند رہے اور کچھ ایسے
خوش قسمت تہے کہ تمام عمر کوئی صدمہ نہین اوٹھایا ہمیشہ زمانہ موافق رہا۔ کتب بینی کا شوق تہا اوسوقت
چھاپہ خانون کی یہ کثرت نہ تھی جو آج ہے۔ مطب بڑہا ہوا تہا بیشمار مریض آتے اور اوراد و اشغال کی اوقات
منضبط یاران ہمصحبت و جلیسان خاص کے معمولی جلسے باایںہمہ مشاغل ذوق طبیعت و زور قلم
سے جو نئی کتاب سامنے آتی جھٹ نقل کرلیتے۔ تفسیر عزیزی کی مجلدات تحفہ اثنا عشریہ کیمیاء سعادت
مفرح القلوب طب الاکبر ریاض احمدی کی ضخیم جلدین اور دیگر کثیر التعداد کتابین جنہین دیکھکر ہم
جیسے پست حوصلہ لوگون کے ہوش اوڑتے ہین اونکی دستی لکھی ہوئی موجود ہین۔ اسکے ساتھ تالیف و
تصنیف کا بھی مذاق تہا۔ ایک میلاد شریف رسول کریم موسوم بہ (تلخیص الکلام) ایک رسالہ منظومہ
توضیح القرآن جسمین آیات رکوع حروف الفاظ زیر و زبر پیش وغیرہ اعراب قرآنی کی شمار بتائی گئی ہے۔
ایک رسالہ (ورد و وظائف احمدی) جسمین اعمال و اذکار و اشغال خاندانی جمع ہین۔ فن طب مین
کتاب (ریاض احمدی) تالیف پدری سے بوجہ مرگ ناگہانی اونکی ناتمام رہگئی تہی اوسکو پورا کیا
مصرعہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صحبت مین چھوٹے بڑے امیر غریب عالم جاہل ہر قسم کے اشخاص معمولاً
آتے الا باوصف رعب و وقار کے اخلاق و اشفاق اور ادائے کلام سے سب محظوظ اور خوش ہوتے ہرکسی
سے اوسکی مذاق کے موافق کلام کرتے۔

وفات انکی سفر آخرت کے لئے بہی خدا نے ایسی صاف و شستہ سڑک بنادی تہی جو بلا خم و پیچ
سیدہی جنت کو جانیوالی تہی۔ جب وقت رحلت آیا رمضان شریف کی چودہوین اچھے خاصے تنومند

دن کو روزہ رکہا ڈیڑہ پہر رات گئے نماز عشا پڑہنے کو مصلے پر کہڑے ہوئے نیت باندہی قرارت شروع کی خدا جانے اوسی حالت مین مثل لمعہ طور کیا جلوہ دیکھ لیا کہ بحسب خرّ موسیٰ صعقا بے اختیار یک ناگاہ فرش پر گرے اور ایسے گرے کہ پہر نہ اوٹھے (گر پڑا موسیٰ بیہوش ہو کر ۱۲) پانچ روز تک حرکت نبض و نفس تو قایم رہی لیکن نہ اہل دنیا کی طرف چشم وا کی نہ کلام دنیا سے لب آشنا ہوئے۔ حقیقتہً پردہ اثنینیت اوٹھ گیا تہا اور اوسیوقت داخل بحق ہو گئے تہے۔ شمار انفاس مین جو کمی تہی اوسکو پورا کرکے رمضان کی بیسوین تاریخ ایک ساعت دن چڑہے ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری وہ حرکت دم بھی ساکن ہو گئی اور عالم قدس کو سدہارے اللہ اللہ

شعر

حیات جاودان باشد چنین مرگ	اگر میرد کسے بارے باین مرگ

انکے ماتم مین ایک عالم خونچکان اور اشک فشان تہا تمام شہر پر اوداسی چہائی ہوئی تہی امیر و غریب ہندو مسلمان ہر شخص کف افسوس ملتا اور سر دہنتا تہا۔ مارہرہ اپنے اسلاف کے خطیرہ قدیم مین مدفون ہوئے وفات کی بہت سی تاریخین لکہی گئی ہین جن سے سچے اوصاف بلا مبالغہ شاعرانہ ظاہر ہوتے ہین لہذا اونہین سے چند قطعات یہان ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔ ایک عزیز نے حضرت سید شاہ صاحب عالم مارہروی سے عرض کیا آپ زیادہ تاریخین کیون لکہتے ہین ایک دو قطعہ کافی تہا۔ فرمایا میان اس جوہر قابل کے اوٹھ جانے سے جب جی بہر آتا ہے اور سینہ جوش کرتا ہے بے اختیار کچھ زبان و قلم سے نکل جاتا ہے اور حق یہہ ہے کہ جو کچھ لکہتا ہون وہ اوسکے بیکم و کاست صفت ہوتی ہے شاعرانہ تکلف و اغراق کو ذرا دخل نہین ہوتا۔

قطعہ تاریخ وفات از حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ

دریغا ز نیرنگئے آسمان	دریغا ز بیداد دور زمان
دریغا ز تقلیب لیل و نہار	دریغا ازین انقلاب جہان
دریغا کہ جمعیت ما گسیخت	دریغا یکے رفتہ از ہمسنان
دریغا ز گلہائے احباب ما	گلے ریخت بر خاک باد خزان
دریغا یکے از محبان خاص	نہان گشتہ از چشم ما ناگہان

دریغا حکیمے مسیحا نفس | بحکم قضا و قدر داد جان | مرکب کن اعدا درا حسین | سپس نام نامئے او را بخوان

دریغا گذشت آنکه بودی ببزم | نوا سنج چون بلبل بوستان | دریغا نماند آنکه در شهر بود | بگفتار طوطئے شیرین زبان

دریغا که رفت آنکه در دہر بود | بہر سو ز اوصاف او داستان | دریغا بمرد آنکه میکرد زیست | بعز و بہ شان و بنام و نشان

دریغا چه شد آنکه مدحش کنند | چه خرد و کلان و چه پیر و جوان | دریغا کجا آنکه علم و فنش | نگنجد بہ تفصیل و شرح و بیان

طبیبی حبیبی لبیبی ادیب | دریغا سفر کرد ازین خاکدان | دریغا نیارد طبیبی چو او | بصد سال ہم گردش آسمان

دریغا بتدبیر و تشخیص او | پزشکے نبود از کران تا کران | دریغا ز نسخه نگاری که بود | پئے عمر بیمار کلکش ضمان

دریغا عقیلے نموده رحیل | بدانائیش متفق عاقلان | دریغا فہیمی ز دنیا گذشت | ندارد کسے درک و فہمی چنان

دریغا ازان ناثر خوش کلام | دریغا ازان ناظم خوش بیان | دریغا ازان خوش خط خوش قلم | بقرطاس از خامه گوهر فشان

دریغا ازان شخص اخلاقمند | دریغا ازان مرد اداب دان | دریغا ازان خوش سلیقه سفیر | جهات افاق را در میان

دریغا ازان پر فراست دبیر | سخنهار نا گفته پیشش عیان | خجل از سخنهای رنگین او | گل و سنبل و لاله و ارغوان

دل از بزم او بیچنان مے شگفت | که نه شگفتی از تختۂ زعفران | وجاہت ثقاہت نباہت ہمه شان بزرگی | بادراد خلاق کون و مکان

ز بس بود مسعود در طالعش | تو گوئی که سعدین کرده قران | عبادات آن نیک کردار را | توان گوش فرسوده سامعان

فرایض سنن و اجبت نافله | ہمه عمر مانده مواظب بران | باوراد و اشغال و اذکار ہم | سرو کار او بیچنان جاودان

ببزم مشایخ نشستی اگر | مشغفت شده هو از جنبش عیان | هر تنی او را داد و نسخه | نگردد فراہم دگر بیچنان

بفن طبابت کتابے عجیب | که یا شد ریاض احمدی نام آن | ز تالیف ابیا نده بُد نا تمام | تمامش نموده آن بلاغت بیان

نوشته است علم و عمل را بہم | بہار است فی المثل بوستان | بدانند او را ریاض حیات | طبیبان و دانشور و عالمان

ز اسباب علامت بشرح تمام | قوانین حکمت نموده عیان | به تشخیص و تدبیر امراضہا | کتابے نباشد دگر مثل آن

طبابت نیاز و ز تالیف او | علالت گریزد ز تعلیم آن | ہمه حال مرحوم منظوم شد | بجز یک که باقی بود نظم آن

ازوات حال صدق و صوال اشتغال | قلم مے طرازد کنون داستان | که در خاندانی ہی ز چار پشت | سپرده ہمه در نماز اند جان

که می بایدا اینگونه دولت بارش | گر این سعادت بود در جہان | چه خوش طالع اند این فلکان | توان رشک بردن بر احوال شان

شنیده می باجمال این حال را | به تفصیل کن گوش ای نکته دان | که نصر الله ان فرجد امجدش | فضیلت نشان قابلیت قران

برائے ادائے نماز عشا   شد استادہ آن پیر دراستان
ہماندم بگلگشت باغ بہشت   شدہ روح پاکش ز قالب روان

چو فتح اللہ آن جد مغفور او   بعلم و ادب انتخاب زمان
درآمد بتحریمہ فرض فجر   شدہ داخل زمرۂ قدسیان

بگردید فوت ان ہمایون خصال   ہزار و دو صد بی و سہ بیگمان
ازان پس پدر وی عنایت حسین   حکیمے سرافراز با عز و شان

بورد و وظیفہ بصوم و صلوٰۃ   شمارش توانگر داز عابدان
بفن شریف طبابت چو او   ندیدہ نہ بیند کسے در جہان

بہ حسن تدابیر او خلق را   رسوخی بدل اعتقادی بجان
شدی بر طبیبان چو مشکل علاج   کشادی گرہ آن حذاقت نشان

زہفتاد بالا شدہ عمر او   قوایش صحیح و قوی ہمچنان
ز بہر مداوای صدر الصدور   دو منزل زمارہرہ گشتہ روان

بجائے رسیدہ کہ در وزن شعر   نگنجد ز کاواکیش نام آن
در انجا ز انفاس او فیضہا   بصدر الصدور و بدیگر کسان

شبے درمیان نماز عشا   ز مسجد بفردوس شد ناگہان
ز ہجرت ہزار و دو و شصت و پنج   سن رحلتش را بیابے نشان

تصانیف معدود و خوب و لطیف   ازو ماندہ خوش یادگار جہان
چو پور کمالات گنجور او   کزو شد رقم حال صدق اقتران

در آخر بماہ صیام و بصوم   شد آمادۂ کوچ ازین خاکدان
چو فر جد و اب در نماز عشا   بگردید راہی بسوی جنان

چنین فوتہا درمیان نماز   خدا کردہ مخصوص این خاندان
برارواح انجملہ دارد نزول   ز درگاہ حق رحمت جاودان

عنایات او تا بروز جزا   شود شامل اینہمہ دودمان
دریغا صفتہا ربسیار او   نگنجد درین ظرف اندک بیان

دریغا ازین وادی پس دراز   کمیت قلم بازپیچد عنان
دریغا کنون خامہ با درد و غم   نماید رقم حال وابستگان

ضعیفہ نحیفہ عفیفہ زنش   ستودہ ترین زنان جہان
ز مرگ چنین شوہر نامور   فتادش بسر طرفہ کوہ گران

بہ تسلیم و صبر و سکون و رضا   فرو بستہ لب را ز آہ و فغان
ز بعد پدر سایۂ او شواد   شرف بخش اولاد طول زمان

دریغا ز غمہائے ابنا و بنت   نہ حد و حساب است نے حصر آن
ز فریاد و زاری آن الحذر   ز آہ و ز افغانشان الامان

خدایا بدہ صبر آنجملہ را   بیفزای بر صبرشان اجرشان
باناد تا حشر نسل ہمہ   خوش و خرم و شادمان کامران

دعا میکنم بہرشان بر زمین   ملایک بر افلاک آمین کنان
دریغا ز حال قریبان او   الم سفتہ در سینہ شان سنان

کند شرح غمہاے آنہا رقم   قلم را چہ یارا چہ تاب و توان
دریغا ملال و لہم صبا حیا   ز فوت چنین زبدۂ دوستان

کہ مثلش نیارد فلک در وجود   امینی بصدق و صفا تو امان
فغانم بخنجر زند سینہ چرا   بسرشکم نریزد ز دیدہ چسان

دریغا کہ رفت از کف روزگار   چنین گوہرے بے بہا رایگان
کنون تا کہ باقیست ما را حیات   بود یاد او مونس ما بجان

زیاران مارہرہ و بلگرام   روانشد بسوئے عدم کاروان
فراہم کند ما ہمہ را بخلد   رب مستغفات وحق مستعان

قلم سال این یار مارہروی   رقم زد عجب یار خلد آشیان
۱۲   صہ   ۸۲
ز رضوان شنیدیم تاریخ او   گلے نو بیامد بباغ جنان
۱۲   صہ   ۸۲

رفت آنکہ ز لب شکر فشاندے   گفتے شیرین کلام ہر گاہ
تاریخ جز این کسے چہ گوید   شخصے گویا نماند صد آہ

وادریغا شد روان از دار فانی ناگہان   آنکہ در طب بود بروے اعتقاد خاص و عام
سال تاریخ از سراپاس است صوری معنوی   یکہزار و دو صد و ہشتاد و دو ماہ صیام

ایضا از تراوش خامہ چودھری عبدالغفور سرور مارہروی

زبیدا دازحد زیاد فلک   عجب واقعہ داد رو یا نصیب
بہ مارہرہ پیش آمد آن حادثہ   کہ شد غمزدہ ہر قریب و بعید
باندوہ و دردو بہ رنج و غم اند   شریف و رذیل و امیر و غریب
زدار فنا رفت واحسرتا   ہمایون معالج خجستہ طبیب
بہم آور امداد را با حسین   گل نام او تا کند نشر طیب
باخلاق و آداب خوب و خوشش   کجا در زمانہ خلیق و ادیب
بہفتاد و یک سال عمر عزیز   بسے کردہ طے از فراز و نشیب
خردمند عہدے کہ مانند او   نبود و نباشد عقیل و ادیب
بعلم و ہنر ہم بنام و نسب   درامثال و اقران حسیب و نسیب
مسیحا دمے کش توان وصف کرد   کہ او بود نایب مسیحا طبیب
ز قیمت فتادہ پس از مرگ او   چہ مشک و چہ عنبر چہ عود صلیب
جگر خون حنا را ز غم بر زمین   بخون غرقہ بر چرخ کف الخضیب
تام ستارہ ۱۲۵
بہ بستم ز ماہ صیام آنجناب   بعزم سفر کرد پا در رکیب
مہ صوم شد چون مہ فوت او   بفردوس اعلیٰ رود بے حسیب

سرور بہ حزین راز سوزِ غمش — جگر پر شرار است و دل پُر نہیب
بیاد عنایات و الطافِ او — کشد ہر زمان نالہ چون عندلیب
نداند درین درد و غم چارہ را — بلب با شدش النصیب و النصیب
قلم بہر تاریخ چون بر گرفت — رقم زد دریغا طبیبِ لبیب
دعا میکند بہرِ او بر زمین — دعایش اجابت بکن یا مجیب

ولہ

دریغا ازین دار نا پایدار — فلاطون سفر کرد و سقراط رفت
سنہ عیسوی گفت کلکِ سرور — کہ در جنت از دہر بقراط رفت

ولہ

جنابِ قبلۂ امداد حسین آہ — نماند و فخر نا قدر فات گفتم
سن فصلی بتاریخ وفاتش — طبیبے حاذقے ہیہات گفتم

حکیم صاحب نے پانچ فرزند دانشمند چھوڑے سب صاحب اولاد ہین۔ طبابت کا سلسلہ انکے خاندان مین ابتک موجود ہے۔

حکیم ابو صالح انکے پوتے خلف حکیم احمد سعید جوان خوش فہم خوش تقریر روشن ضمیر علم طب مین نکتہ رس مرجع و معتمد علیہ خواص و عوام ہین اور فیض خاندانی انسے جاری ہے۔ مناسبت طبیعت امداد فطرت تہی اپنے قابل ہوشمند دانشور چچون سے تعلیم فن پائی ازل آورد شوق سے مشق مطب بڑہائی۔ ذیعلم معمر تجربہ کار و نامور طبیبون نے مثل حکیم (اعظم خان) رامپوری طبیب ریاست پٹیالہ مولف رموز اعظم و اکسیر اعظم وغیرہ و حکیم (اصغر حسین) فرخ آبادی جو علوم و فنون مین صاحب تالیفات رشیقہ اور ہر قسم کی قابلیت مین مشہور و معروف شخص ہین اس نوجوان ہونہار کی تشخیص و تجویز کو بعد امتحان و تجربہ خوب جانچ کر بنظر اعتبار دیکھا ہے۔ حکیم اصغر حسین تو یہانتک بہروسہ کرنے لگے تہے کہ اپنے ایک عزیز خاص کے معالجہ مین خود انکو بلاکر

انکی رائے و مشورے پسند کر کے اوسکے انمول اور پیاری جان انکے ہاتھ مین دیکر خود دست کش ہو بیٹھے اور اخیر تک انکی تدبیر کے پابند رہے تقدیر نے تدبیر کے ساتھ مساعدت کی اور خدا نے شفا دی۔ حکیم صاحب بعض موقعون پر یکجا ہونے کی وجہ سے انکی طبیعت و فکر کا اندازہ کر چکے تھے۔ حکیم اعظم خان نے اول ہی ملاقات کے ایک معرکہ مین ہر طرح علمی و عملی ٹٹول کے بعد بکمال انصاف پسندی بے اختیار اپنی چھاتی سے لگا لیا نہایت خوش ہو کر اپنی تصنیف کی ایک جلد ہدیہ دی اور بڑا انتہا تپاک ظاہر فرمایا خداوند تعالی اس یادگار سلف کی عمر و علم و اقبال مین برکت دے۔

حکیم الطاف احمدؒ حکیم امداد حسین مارہروی کے پہلے بیٹے عالی ہمت فراخ حوصلہ پر مذاق زندہ دل خوش تحریر خط عربی و نستعلیق مین شیرین رقم طبیب حاذق معتمد روزگار پابند صوم و صلوۃ و ورد و وظایف تھے۔ طب اپنے قابل باپ دادا سے پڑہی تھی۔ ابتداءً نواب جعفری بیگم صاحبہ کی سرکار مین انتظام علاقہ پر مامور رہے۔ پایان عمر مین وہان سے قطع تعلق کر کے طبابت پیشگی مین بعزت بسر کی ماہ ربیع الاول ۱۲۲۳؁ھ ہجری مین پیدا ہوئے **فضل الرسول** اسم تاریخی ہے شب دہم جمادی الاخر روز چہارشنبہ سن تیرہ سو ہجری ۱۳۰۰؁ھ آدہی رات کیوقت بعد ادائے نماز عشا تسبیح پڑہتے ہوئے بعلۂ مرض تپ انتقال کیا۔ **قطعہ تاریخ وفات ریختۂ قلم اندوہ رقم منشی بہادر علی صاحب کنبو مارہروی جو انکے اور اونکے اخوان باصفا کے حالات کا فوٹو ہے** درج کیا جاتا ہے اور وہ یہہ ہے۔

چرا نخون جگر گرددا ز دو دیدہ روان	چرا نشود نہ دل مضطرب بسینہ طپان
چرا تحمل و صبر و توان ز دل نرود	چرا ز بان نکند آہ و نالہ و افغان
چرا ز آتش اندوہ و غم نہ سوزد دل	چرا جگر نشود چون کباب بریان
چرا زغم نشود سوزش جنون پیدا	چرا نہ جیب شود تار تار تا دامان
چرا نہ خاک شود جان زار از تپ دل	چرا ز سینہ نہ برخیزد آہِ شعلہ فشان

که بود آنکه چنین زار و سوگوارم کرد — که بود آنکه مرا داد درد بے درمان
که بود آنکه وفاتش ز سر ربود خرد — که بود آنکه ز تن رحلتش ربود توان
که بود آنکه فراقش نمود زار و حزین — که بود آنکه ز هجرش شکسته گشت روان
شنو که نام بد الطاف احمدش مشهور — رواست اینکه برین نام جان کنم قربان
اجل رسیدش و کرد از جهان سفر افسوس — برفت خرم و خندان روان فردوس بجنان
دریغ رفت مسیحائے دهر از عالم — دریغ عیسی دوران گذشته شد ز جهان
بہ فن طب چو خود در جہان نظیر نداشت — صفات اوست در اینباب خارج از امکان
گرفته بد ز اب وجد خویشتن تعلیم — که بود یکیک ازین هر دو بو علئ زمان
بسا کسان که در امراض مہلکہ بودند — بمثل فالج ولقوه تپ دق و خفقان
بسا مرض که بہ فہم کسے نمے آمد — که بود در رائے اطبا بدرک آن حیران
علاج آن همه کرد آنچنان برائی سلیم — که از مرض بہ تن کس نماند نام و نشان
بلطمہ بازئے امواج بحر پیشۂ طب — گذشت گوہر عمرش بآ سیر وو پیشان
مرا بخدمت او اتحاد صادق بود — هم او بمن نظر مہر داشت از دل و جان
صباح و شام شب و روز همدگر بودیم — بروئے مہر باحوال همدگر پرسان
بہم نشینے و هم صحبتی و همنفسی — بچشم خلق تو گوئی دو قالب یک جان
کنون مگر که منم آه من بہیچ شمار — بمانده ام بہ تن زار با دو لخت روان
بصد مرہ کہ شدم مبتلا ز مردن او — دلم بداند یا من و یا خدائے جہان
بوصفہائے دگر بود متصف بشنو — رقیق قلب گدا دوست واقف عرفان
اگر بہ مجلس وعظ و نصایح بنشستی — بذوق و شوق شنیدے همی شدے نالان
کسے گدا چو بہ پیشش آمدے دریغ نمود — ز کفش پا و ز پوشیدنے ز نقد و زنان
نماز فرض و نوافل مدام کرد ادا — کہے نکرد قضا بود صاحب عرفان

درود و ورد دعا با مدام میخواندے گہے نہ ترک نمودے تلاوتِ قرآن

شب وفات نماز عشا ادا فرمود نمود نام خدا تا اخیر ورد زبان

روا است اینکہ ہمہ عمر ماتمش سازند عزیز و یار و زن و مرد و طفل و پیر و جوان

زحالِ زار شنیدی بکن صفاتش گوش کہ تا شود ہمہ حالش بخاطر تو عیان

بدانکہ پنج برادر بدند نیک صفات بہم چو پنج حواس اندرون جسم و زبان

ہمہ شناور بحر فنونِ دانائی ہمہ سوار ز میدان دانش و برہان

کنم بہ تیغ قلم جوہر جمیع رقم در حقیقت ہر یک کشم بسلک بیان

چہار ازین بسن و ماہ و سال کم بودند مر این خجستہ نفس بود از چہار کلان

چقدر بودند آشتہ ام بہم الفت یکے ز فرط محبت بدیگرے قربان

ضرورتًا چو فتادے یکے بہ مشکلہا شدے شتاب ز امدادِ دیگرے آسان

چنانکہ بود باجماع پنجتن سرور بخویش برد ہمان قدر حسرت و حرمان

کہ پیش او سہ برادر جوان برفتند شگفتہ و تر و تازہ چو گل بباغ جنان

یکے ز پنج کہ بود او علی حسین بنام کلان بہ عمر زیک کہتر از دگر اخوان

بہ فنّ او ز ہمہ پنجتن ربود سبق کہ زد بگوے حیاتش بداخلِ چوگان

دوم کہ کرد وداع اینجہان قانی را ز دو برادر خود بود خرد از دو کلان

بہ احمد و بہ سعید است نام او مشہور تو باد و او ز ہم کن جدا و نامش خوان

سوم کہ رفت ز دارِ فنا بدان نامش حسین آخر او ہست و اولش سلطان

ز ہر چہار دگر بود این خجستہ صفات بسن صغیر و بپئے کار آزمودہ جہان

چہارم اینکہ کنون شد از و جہان خالی پُراست از مئے خونین غمش خم دوران

کنون ز پنج تنِ پاک ماندہ است یکے بفعل ہمچو فلاطون بنطق چون سحبان

فہیم عاقل و دانا ذکی و دور اندیش عدیل نیست مر او را کسے درین دوران

به‌ انتخابِ قوانینِ عهد انگریزی مقابلش وکلا همچو طفلِ بیجدان
بسوئے سهل شود رهنما به‌ نیتِ نیک به‌ مشکلے که صلاحًا ازو شوی پریشان
به‌ فنِ طب مرا این را همیتوان دانست که هست رشکِ ارسطو و ثانئے لقمان
ز واقعاتِ وفاتِ برادرانِ چهار بچار عنصر او راه یافته نقصان
ز فرطِ رنج و الم گشته ناتوان و ضعیف که یادِ جان شدگان هر دم است کاهشِ جان
کفیلِ حاجتِ پس ماندگانِ مرحومین همین ستوده صفت را همی شمر و توان
مرا این ستوده که دلدار احمد است بنام خدائے عز و جل داردش بحفظ و امان
اگرچه صبر محال است اندرین حالت بهیچ نوع نگردد به‌ هر کسے آسان
بمقتضائے خرد لیکن این یگانۂ دهر زبان کشاده بشکر و به‌ بسته لبِ فغان
دلا تو نیز بکن صبر و با قضا مستیز زبان به‌ بند و بآه و فغان مشو گریان
به‌ فاتحه و درود و دعا بکن یادش که مستنیر اد شود بروے رحمتِ یزدان
پس اے بهادرِ غمگین تو بس سالِ وفات ۱۳۰۰ طبیبِ رشکِ مسیحا بحق سپرد روان

حکیم دلدار احمد خلفِ دوم حکیم امداد حسین مارہروی بائیسوین[۲۲] رمضان المبارک ۱۲۳۹ بارہ سو انتالیس ہجری کو عالمِ شہود مین قدم رکہا لفظ (والا اختر) سے اس سال ہمایون کے عدد نکلتے ہین۔ علم و عمل طاعت و ریاضت مین ہم پہلوئے اسلاف ستودہ اوصاف تہے کبہی سخت سے سخت اضطراری حالت، اور حالتِ غسل امراض مین بہی فریضہ قضا نہین کیا۔ مدت العمر تلاوتِ قران و ورد و ظائف و تسبیح وغیرہ ناغہ نہین ہوا۔ فنون نظری و عملی طب مین جو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا تہا طبیب عدیم النظیر اور معالج روشن ضمیر تہے نسخہ بہت کم قیمت کا لکہتے کوڑیون کی دوا سے روپیون کا کام لیتے قابل اوستاد دہہ دان باپ باہمی یکجائی کے زمانہ مین علاج سے دستکش ہو جاتے اور نہایت شفقت سے فرمایا کرتے تہے کہ منجہلے میان کے آجانے سے ہمکو بہت آرام ملتا ہے وہ ہمارا سب بار اوٹہا لیتے ہین۔ خلقت کو بہی ان سے بیش از حد اعتقاد اور اس فن خاص مین انپر نہایت اعتماد

تہا - اسی پر منحصر نہین دینی دنیوی ہر کام مین فکر صائب اور ذہن رسا پایا تہا - قوانین عدالتہائے انگریزی

وربط وضبط معاملات مین اعلیٰ درجہ کی سُوجہ بُوجہ تہی عقلا آپسے صلاح لیتے بحسب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ[1]

ہر شخص کو مشورہ نیک دیتے وبحکم اَلصُّلْحُ خَيْرٌ[2] - وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ[3] - وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا[4] اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ[5] رفع خصومات ودفع مناقشات مین سعی بلیغ

فرماتے تہے - دیانت صداقت سنجیدگی پر لوگونکو ایسا بہروسا تہا کہ فریقین متخاصمین بڑے بڑے پیچیدہ وسنگین

معاملات مین منحصر علیہ حکم قرار دیکر آپکی تجویز وفیصلہ پر بخوشی راضی ہوجاتے تہے اور جو کچھ زبان اعجاز

بیان وکلک معجز سلک سے نکلتا ہر فریق اپنے لئے نسخہ کیمیا سمجہتا تہا ؎

ہوگیا دیپہ نقش جو لکہا ۔۔۔ قلم اوس کا تہا اور اوسکی دوات

انکے بعد کوئی ایسا نیکدل پاک نہاد باثر معاملہ فہم اور مقبول پنچ شہر مین نہین پایا گیا جو گھر بیٹھے ہوئے

آپس کے جہگڑے چُکاکر قوم کو کشمکش عدالت ومصارف بیجا اور مصائب جانفرسا سے بچالے ؎

ملک یکسر ہوا ہے بے آئین ۔۔۔ اک فلاطون نہین جو یونان مین

ختم تہی اک زبان پہ شیرین ۔۔۔ ڈہونڈہتے کیا ہو سیب بستان مین

ہر نزاعی موقعون اور خستہ حالتون مین اس دانشمند مصلح اور مشفق طبیب کی یاد ہوتی ہے شعر

کوئی ویسا نظر نہین آتا ۔۔۔ وہ زمین اور وہ آسمان نرہا

ہم انکی قانونی قابلیت ومعاملہ فہمی کے نسبت کچھ زیادہ لکہنا نہین چاہتے فاضل حکام ہائی کورٹ

کے چند فقرے نقلاً نذر ناظرین کرتے ہین جو ہمارے اثبات دعوی کی دلیل واضح وبرہان ساطع

ہین بابو پیٹی لعل ساہوکار جنکی سرکار مین حکیم صاحب کو مختارانہ تعلق تہا اونکی بیوی (مسماۃ چینی کنور)

کی جانب سے بغرض رفع قضایا رآیندہ دحق رسی مستحقین کی تقسیم وتحفظ جائداد کی ایک دستاویز

تملیک نامہ ۲۱ جون ۱۸۸۱ء کو حکیم صاحب کی رائے وتجویز ودست وقلم سے لکہی گئی کچہ عرصہ کے

---

[1] ترجمہ مشورہ دینے والا امانتدار ہوتا ہے ۱۲ [2] ترجمہ صلح اچہی چیز ہے ۱۲ [3] ترجمہ صلح کرو آپس مین ۱۲ پارہ ۹ سورہ انفال - [4،5] ترجمہ اور اگر دو فرقہ مسلمانون کے آپس مین لڑپڑین تو ان مین ملاپ کرا دو مسلمان باہم بہائی ہین سو ملا دو اپنے بہائیون کو ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات -

بعد ایک فریق کی طرف سے دیوانی مین دستاویز مذکور کی منسوخی کا دعوی دایر ہوکر عدالت العالیہ ہائی کورٹ الہ آباد تک نوبت پہونچی اس مقدمہ مین سہ دان حکام نے نہایت بسیط وطولانی تجویز لکھی ہے لیکن ہم اونہین فقرات کا اقتباس کرتے ہین جس سے ہمارا مقصود ہے اور وہ حسب ذیل ہین

"اب ہم دستاویز مورخہ ۱۲- جولائی ۱۸۸۶ع کا ذکر کرتے ہین جج ماتحت کی اس رائے سے کہ وہ کاغذ وصیت نامہ ہے ہمکو کلیۃً اختلاف ہے یہ دستاویز صریحاً نہایت دانشمندی وقابلیت کے ساتھ طیار کی گئی ہے اوس سے زیادہ عقل وہنر سے یہ دستاویز مرتب کی گئی ہے جیسی کہ معمولاً دستاویزات اضلاع بیرونی اس جزو ہند مین طیار کی جاتی ہین یہ دستاویز اسٹامپ قیمتی ۱۰ پر تحریر کی گئی ہے وصیت نامہ کے لئے کوئی اسٹامپ ضرور نہین[۱]"

ہر چند کہ متاع دنیا سے خداوند تعالی نے بہرہ مندی دی تہی پہر بہی سادگی سلامت روی بے تکلفی آپکا شیوہ تہا دنیا کے عروج کو بڑی بات نہ سمجہتے تہے طلب مال وحُسب جاہ مین کبہی افزون طلبی نکی ہمیشہ قاعدہ کو فائدہ پر مقدم رکہا حفظ وضع وپابندی اوقات کا ہر حال مین خیال تہا کار امروزرا بفردا مگذار پر پورا عمل رہا غربا اور اہل استحقاق کے ساتہ سلوک کرنے مین کشادہ دل تہے اپنے نفس پر تنگی کرتے مگر عزیزون و مستحقون کی کلفت دیکہہ نہ سکتے داد ودہش مین اخفا مدنظر رہتا ہرگز نمایش نہ چاہتے متانت واستقلال ایسا کہ کبہی کسی مشوش حالت پر گہبراتے نہ تہے کوئی بدی کرتا تو بوجہ کمال وقار کے درپے انتقام نہوتے اور مراعات سابقہ بدستور مرعی رکہتے یہانتک کہ وہ خود بخود نادم وخجل ہوجاتا فرمایا کرتے تہے ہرگاہ بد اپنے افعال ذمیمہ سے باز نہین آتے نیکون کو نکوکاری سے کیون درگذر ہو۔ ؎

خیرے کن ای فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
چنان با نیک وبد عرفی بسر کن کز پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

[۱] پتہ مقدمہ بابو گلزاری لعل وداکہا کنور اپیلانٹ بنام مسماۃ جتی کنور وغیرہ رسپانڈنٹ نمبر ۵ ۱۸۸۸ع منفصلہ ۲۷- اپریل ۱۸۹۱ع اجلاس انریبل سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس وانریبل جی ای ناکس صاحب جسٹس۔

نزلہ حار کا دایمی خلش تہا اور کبھی امراض جان گسل اکثر مخل صحت اور عافیت سوز رہے غذا قلیل جسم نحیف کاروبار عدالت کا تعلق مریضون کا ہجوم اہل حاجت کی کثرت باایںہمہ سیر کتب اور تحریر کا شوق تہا کسی حالت مین مطالعہ و تحریر کتب سے معطل نرہتے۔ دست و قلم مین زور تہا بڑی بڑی ضخیم کتابین بہت جلد لکہہ لیتے تہے۔ تالیف کا بہی چسکا تہا۔ چنانچہ گلزار احمدی و گلشن احمدی فن طب مین لکہی۔ عبارت خطوط بہت سلیس و متین قلم برداشتہ بے تامل فارسی مین لکہتے تہے۔ تہوڑے سے رقعہ اس بندہ ناچیز نے یکجا جمع کردیے ہین انشار فیض احمدی اوس مجموعہ کا نام ہے۔ سوائے ایک سرکار کے دوسری جگہ آپکو اتفاق ملازمت نہین ہوا۔ آغاز شعور سے اتمام حیات تک نواب جعفری بیگم صاحبہ بنت نواب فضل علی خان وزیر شاہ اودہ و کدبانوی نواب محمد علی خان عرف نواب دولہ دہلوی جو رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد و مالک علاقہ وسیعہ و صاحب تجارت کثیرہ تہین اونکی سرکار مین تعلق رہا بیگم صاحبہ ممدوحہ اور بابو چہوٹے لعل و بابو بنی لعل مدار المہام و کارپردازان ریاست و سرکار تجارت کی طرف سے مختار عام تہے عدالت العالیہ صدر دیوانی و نظامت ہائی کورٹ کے مقدمات کی پیروی و نگرانی آپکے متعلق تہی۔ اسی غرض سے بلدہ اکبرآباد دار القیام رہا دیگر اضلاع کی عدالتون مین جو بڑے و اہم معاملے دایر ہوتے اور عقدہ ہائی مالاینحل پیش آتے اونکی اصلاح و گرہ کشائی کیواسطے امداد اُجانا ہوتا تہا تمام عمر اعلی درجہ کی عزت و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی آپکی خیرخواہی نیک اندیشی راستی معاملہ شناسی کاردانی حق پسندی کا آقا کے دلون پر سکہ جما ہوا تہا۔ نیز جس شخص کو آپ سے ذرا بھی تعلق ہوا وہ آپکی کمال نیک نیتی اور مجموعی قابلیتون کی وجہ سے آپ پر پورا بہروسا رکہتا تہا۔ آخر عمر مین تعلقات دنیوی سے کراہت بڑہ گئی تہی عبادت و مطالعہ کتب حقایق کی جانب زیادہ اشتغال ہوگیا۔ عزیز بہائیون کے بیوقت مرنے کا الم نیکبخت بیوی کی موت کا صدمہ اعلال جسمانی اضمحلال قوی سوہان روح ہوگئی۔ فلیضحکو قلیلاً و لیبکو کثیراً کا مضمون اثر کرگیا اور موتو قبل انتموتو کی تصویر بن گئی تپ لاحق ہوئے چہ مہینہ علیل رہے مرض روز افزون تہا علاج سودمند نہوا یکم محرم روز جمعہ ۱۳۰۱ تیرہ سو ایک ہجری بعد ادائے نماز صبح تسبیح پڑہتے

اور تمام حق لیتے ہوئے داعی اجل کو لبیک اجابت فرمائی اور واصل بوصال حق ہوئے۔ ان للہ
وان الیہ راجعون۔ ایسا شخص جو ایک زمانہ کا سازگار ہو جسکے غم مین اغیار اشکبار و ماتم دار ہون
اوسکے مرگ اور دائمی مفارقت کا وقت بد نصیب اولاد کے لئے کیسا بلاخیز و قیامت زا وقت ہے
کیا کہون کہ جان حزین پر کیا گذرے **شعر**

بر شمع نرفت از اثر آتش دل سوز	آن دود کہ از سوز جگر بر سر ما رفت

اخیر مین دو خواہشین تہین ایک جمعہ کا دن دوسرے اس بندہ ناچیز کی موجودگی جو بپابندی ملازمت
التزاماً نہو سکتی تہی رحیم مطلق کی رحمت کاملہ سے دونو مرادین حاصل ہو گئین مجھکو آخری وقت
کی خدمات کی سعادت حاصل ہوتی تہی رحلت سے ایک روز قبل حاضری کا اتفاق ہو گیا اور اگلے
دن جمعہ کو انتقال ہوا۔ شدت مرض وضعف ونقاہت سے نشست وبرخاست کی طاقت
نرہی تہی الادم واپسین تک خیالات رفیع اور فکر وسیع بدستور تہی۔ آخری وقت تک تلاوت
قرآن مجید و نماز فریضہ و اوراد معمولی قضا نہوئی آخر مین چارپائی پر لیٹے ہوئے نماز پڑہی تہی۔ نصایح
شرعیہ و مواعظ حکمیہ سے حق شفقت پدری واخوت اسلامی اولاد و عزیزون کے ساتھ ادا کیا اور براہ
مآل اندیشی نظر بحالات زمانہ واسطے رفع قضایا ما بعد باہمی اولاد کے تقسیم ترکہ کرکے وصیت نامہ
لکہدیا اور حسب ضابطہ گورنمنٹ انگریزی رجسٹری سے اوسکی تکمیل کرادی چنانچہ اوسی پر عمل ہوا
ماہ شوال سنہ ۱۳۱۱ تیرہ سو ہجری مین نہر زبیدہ خاتون کی مرمت کے چندہ مین سو روپیہ
مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً کو روانہ فرمائے۔ ایک پختہ کنوان اپنے خطیرہ مین لب سڑک تعمیر کراکر
اپنے مان باپ و بیوی کے نام پر وقف کر دیا۔ جنگ روم و روس کے زمانہ مین سات سو تیرہ
روپیہ چندہ کرکے مجروحان وارامل وایتام ترکیون کی امداد کے واسطے قسطنطنیہ بہجا یہہ چندہ
تمام ہندوستان سے حسب مرضی گورنمنٹ بہجا گیا تہا خود گورنمنٹ انگلشیہ اور یورپ مین لندن
نے امداد مجروحان ترک مین فیاضی و اولوالعزمی ظاہر کی تہی اکثر شریف لیڈیون نے براہ ہمدردی
انسانی زخمیون کی مرہم پٹی کی خدمت بخوشی خود اپنے ذمہ لی تہی۔ غرض حیات مستعار سے حظ

وافر اوٹھایا اور نام نیک صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑا ایک زمانہ آپکا مرثیہ خوان اور یاد کنان ہے اکثر اصحاب روزگار نے تواریخ وفات نظم کی ہین جس سے سچے اوصاف آپکے ظاہر ہوتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از نتایج طبع منشی بہادر علی کیفو مارہروی

دردِ دل باکہ توانگفت کہ دلدار نماند ... آہ صد آہ طبیبِ دلِ بیمار نماند
یعنی از دارِ فنا رفت چو دلدار احمدؐ ... ذرہ ہم کیفیتِ ماندنِ این دار نماند
پاے دل گشت ز خارِ الم و رنج فگار ... بہ سر مہر و محبت گلِ و ستار نماند
حیف و صد حیف رفیقے و شفیقے و انیس ... جان بحق داد کسے یار و مددگار نماند
خاست یکبار ہمہ لطف نشست و برخاست ... مزۂ ہم سخنی لذتِ گفتار نماند
چون نیفتد بجہان غلغلۂ ماتم او ... کہ درین دہر چو او عاقل و ہشیار نماند
از کہ پرسیم کنون رسم و رہ روی صواب ... ہادیٔ راستی و قافلہ سالار نماند
اقربا را کہ از و بہرہ وری حاصل بود ... رفت او بر سر شان حیف کہ غمخوار نماند
بزبان و بقلم سہلِ کُن مشکلہا ... ہمچو او ہیچ کسے حیف کہ زنہار نماند
ماندہ با عزت و شان در ہمہ دربارِ مدام ... از خوش اطواریٔ خود پیش کسے خوار نماند
کردہ حاصل ہمہ اسباب بتائیدِ سپہر ... حاجتش بارِ دگر با زر و دینار نماند
بقوانین و بتقریرِ عدالت جاے ... پیشِ او پرسشِ بارستر و مختار نماند
بود علامۂ دانا و طبیبِ حاذق ... مستتر سرّے از ان ماہرِ اسرار نماند
ہر کرا کرد علاج از نظرِ شفقت و مہر ... در تن او اثرے زحمت و آزار نماند
ناگہان گشت چنان زار کہ سرو قدِ او ... قابلِ خاستن و لایقِ رفتار نماند
شد مرض غالب و گردید طبیعت مغلوب ... زیستن را بر خش ذرۂ آثار نماند
اندرین حال بسے مال بہ محتاجان داد ... باز از جود و کرم دستِ گہر بار نماند
چاہ تعمیر نمودہ بہ سرِ رہ پئے وقف ... تشنہ را راہروی مشکل و دشوار نماند

زر فرستاد پئے نہر زبیدہ خاتون — خیر جاری است مگر زبدۂ اخیار نماند
ورثہ را اینمود از رہ دور اندیشی — آن وصایا کہ بہم خدشۂ تکرار نماند
ہر کرا انچہ بگفت از سر وا تائی گفت — سامعان را پس او حجت و تکرار نماند
ہم نگہداشت درین وقت نماز و اوراد — از خداوند بجز عفو طلبگار نماند
روز آدینہ ادا کرد نماز سحری — شکر ایزد کہ ازین بار گرانبار نماند
تا دم فرقت جان سبحہ بدستش دیدند — یکدم از یاد خدا غافل و بیکار نماند
خاست فریاد بیکایک کہ روان شد سروش — طالب حق بر حق رفت و دریغ ار نماند
ہاتف غیب بگفت از سر افسوس کہ حیف — آہ آن زبدۂ اخیار باین دار نماند

۱۳۰۰ھ

ایضاً از منشی اکرام الدین حسین خان منصف کنبو مارہروی

ہوئی رحلت حکیم با خدا کی — کہ جس سے ہو گیا مارہرہ خالی
بڑے عالی منش اور متقی نے — یکایک کر دیا مارھرہ خالی
ہماری قوم کا ادبار ہے یہہ — کہ نیکون سے ہوا مارہرہ خالی
تاسف ہے کہ خاصان خدا سے — بسی جنت ہوا مارہرہ خالی
ہے بیماری کی کثرت ہائے افسوس — طبیبون نے کیا مارہرہ خالی
ہوئی تاریخ بہی از روئے بیمار — عابد سے ہوا مارھرہ خالی

۱۳۰۱ھ

ایضاً از نبی داد خان متخلص بہ فنا مارہروی

صفائی دیکھ کر خلد برین کی حور و غلمان نے — خدا سے عرض کی یون دست بستہ ہو کے حیرت مین
الٰہی کسکی آمد ہے جو یہہ ہر سو ہے آرایش — مصلے وہ بچھائے ہین جو یکتا ہین [illegible] مین
ندائے غیب یہ آئی پئے تاریخ ہاتف سے — پڑہین گے یہ جمع ولدار احمد آ کے جنت مین

۱۳۰۱ھ

وله

عجب یہ بندۂ خاصانِ حق سے نیک بندہ تھے
ہمیشہ عمر کی اپنی بسر حق کی عبادت مین

نہایت اونکے دلکو شوق دیدارِ خدا کا تہا
زبس بیچین رہتے تھے نبیؐ کی وہ محبت مین

نہ آیا جب قرار اونکو تپ فرقت سے بستر پر
سفر کی کین ہزارون فکر پہر اپنی طبیعت مین

پسند آیا جمعہ اکیسوین ماہِ محرم کی
انہین احسن سمجھہ داخل کیا سامانِ رحلت مین

خدا کی شان پورا حسبِ منشا کے ہوا وعدہ
گئے دارِ فنا سے وہ تہا کر آپ رحمت مین

ہر اک سے یہ پئے تاریخ کہتا تہا فنا اوسدم
۱۳۰۱ ہجری
جمعہ دلدار احمدؐ نے پڑہا لو جا کے جنت مین

بدعات سیئہ اور رسومات ناجایزہ سے جو تقریباتِ حیات و ممات و شادی غمی مین جاہلانہ رایج ہوگئے ہین ہمیشہ طبیعت نفور رہی اور حتی الامکان اوسکا قلع و قمع فرماتے رہے چنانچہ انتقال سے سولہ برس پہلے کسی مرض مین مبتلا ہونے کے وقت آپنے ایک وصیت نامہ لکہا تہا جو صندوقچہ مین رکہا ہوا ملا اوسکی نقل بجنسہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ **وہو ہذا**

ہر شخص کو مرنا ہے اور امر ممنوعہ شرعی کے عدم ارتکاب پر وصیت کرنا ضرور ہے لہذا مین بندہ خدا دلدار احمدؐ اپنے بہائیون حکیم الطاف احمدؐ صاحب و احمدؐ سعید و علی حسین و سلطان حسین و برخوردار فیض احمدؐ خصوصاً احمدؐ سعید و سلطان حسین کو جو اکثر وطن مین موجود رہتے ہین تاکیداً وصیت کرتا ہون کہ بعد فوت میرے جو طریقہ ممنوعہ شرعی اجماع نسوان کا جاری ہے ہرگز ہونے نپاوے اور سر کوبی و سینہ زنی اور منہہ ڈہانپ کر رونا اور بیان کرنا جیساکہ ماتم مین عادت نسوان ہے نہو عورات قریب و بعید سے جو ایکبار رسم تعزیت ادا کر جائے پہر وہ اوس صیغہ مین نہ آسکے اور سوم و نہم بستم چہلم سالیانہ دوشنبہ جمعہ عرفات وغیرہ مین حسب طریقۂ مروجہ اجماع نسوان نہونے پائے غرض کہ جملہ ممنوعات شرعی سے احتراز رہے اور جس کا قصور مجہسے سرزد ہوا ہو للّٰہ معاف کرین اور حتی الوسع دعا و خیرات و کلمہ طیبہ درود و قرآن وغیرہ سے حسبۃً للّٰہ مجہکو مورد ثواب فرمایئن فقط والسلام

بندہ خدا دلدار احمدؐ مرقومہ ۲۵ - رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ شرمندہ جامع اوراق ہذا گذارش کرتا ہے کہ والدین کے انتقال سے جسے ابتک سولہ برس کا عرصہ ہوا کبھی ایکدن کو بھی ہدیہ کلمہ و درود و تلاوت قرآن مجید بین ناغہ نہین کیا بلکہ کل اجداد و جدات مادری و پدری اور جمیع مومنین و مومنات کو اوسمین شامل کرلیتا ہون خداوندتعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے میرے اس ہدیہ محتقر کو اونکے حق مین قبول کرکے اونکے لئے مثمر ثمرات نیک فرماوے واللہ مجکو اس بیان پر ذرا بھی فخر نہین نیک نیتی سے میرا صرف خیال یہہ ہے کہ شاید کوئی سعادتمند بچہ میرا ہو یا غیر کا ہدایت پائے اور ابلاغ تحفہ درود و دعا و خیرات و مبرات سے اپنے بے بس اموات کے امداد کی اوسکو توفیق نصیب ہو۔ بالجملہ حکیم صاحب نے تین لڑکیاں اور دو لڑکے چہوڑے سب صاحب اولاد ہین۔ لڑکون مین ایک ابو سعید احمد دوسرا یہی بندہ ناچیز ہیچمدان **فیض احمد** سراپا عصیان ننگ قوم و خاندان ہے جو اپنے نامہ اعمال کیطرح ان اوراق کے سیاہ کرنے مین دلیری اور اپنے جہل و کم مایگی سے بزم اعزہ مین کسی جگہ بیٹھنے کی قابلیت نہین رکہتا ؎

خجل ز انجمن و شرمسار از چمنم
نہ عندلیب نہ پروانہ کردہ اندمرا

مین اپنی ذات مین کسی قسم کا کمال اور اپنی واقعات حیات مین کوئی مضمون عزیب نہین پاتا جو اس صحیفہ مین قابل نگارش ہو۔ ہان بطور یادداشت عرض کرتا ہون کہ نوین ربیع الاخر دوشنبہ کے دن آدہی رات کیوقت ۱۲۶۲ء بارہ سو باسٹھ ہجری مطابق ۶۔ اپریل ۱۸۴۶ء اٹھارہ سو چھالیس عیسوی نزہتگاہ ارواح سے کدورت کدہ آب و گل یعنی عالم ناسوت مین لایا گیا منشی کریم حسن کنبوہ مارہروی نے تاریخ ولادت کا یہہ قطعہ لکھا ہے جس کے اعداد سے سنہ ہجری نکلتے ہین

قطعہ تاریخ ولادت

بہ بخشید ایزد بجانِ عزیز
بوقتِ تکو طفلکِ خوش سرشت

خرد سال تاریخ آن نیک پئے
زہے نیّرِ اوجِ عشرت نوشت

۱۲ ـــ ۵ ـــ ۶۲

نطق آشنا ہونے کے بعد حسب دستور مکتب نشینی کی رسم ادا ہوئی۔ آپ سے تہوڑی مدت پہلے خصوصًا جبکہ میری مکتب نشینی کا زمانہ تہا ہندوستان کے مسلمان بالعموم انگریزی زبان سیکہنا

پرلے درجہ کا کفر سمجہتے تہے اور ہمارے قصبہ مین تو انگریزی کی ہوا بھی نہو گئی تہی - سوائے ایک پولس کی چوکی کے جسے پہلے تہانہ اور آج اسٹیشن پولس کہتے ہین نہ کوئی عدالت تھی نہ محکمہ نہ کچہری نہ ملکی سڑک نکلی - نہ ڈاک چلی - سب سے الگ تہلگ مثل خم فلاطون ایک گوشۂ عافیت تہا جسمین چند نفوس قدسی باسایش بیٹھے ہوئے تہے - یہہ بھی معلوم نہ تہا کہ انگریزی ہے کیا چیز اوس کا پڑہنا کفر ہے یا مباح - ہرچند کہ سرزمین اب ہی وہی ہے پر آب و ہوا بدل گئی زمانہ کی ضرورتون نے چشم بصیرت کہولکر انگریزی کی حقیقت اور اوسکے فواید سے آگاہ کردیا ہے - لہذا وہی معمولی کتابین جو دیسی مکتبون مین رایج تہین جنہین ہمارے ملکی بہائی خوب جانتے ہین پڑہ لین - نہ ذہن رسا تہا نہ شوق رہبر - مولوی الہی خیر صاحب کو خدا جنّت نصیب کرے اونکے نفس قدسی کا اثر تہا یا جوتیون کا صدقہ کہ رسمی لکہنا پڑہنا آگیا - اور کہنے کے لئے اچہے خاصہ منشی بنگئے - سن شعور تک مکتب کی مصیبتین سہین - جب شباب کا آغاز ہوا ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مین حقیقی پہوپی کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوگئی - مکتب کی قید میعادی تہی اب حبس دوام کا حکم ہوا - چودہری عبد الغفور سرور مارہروی نے اوسکی تاریخ مین یہہ قطعہ نظم کیا ہے -

قطعہ تاریخ عقد

زفرخندہ عقدے عزیزے سعیدے	غبار غم از خاطر خود بُرفتم	چو شدہ جلوہ گر سہرہ بر فرق نوشہ
چمن در چمن ہمچو گل بر شگفتم	اَلَم را زدہ سر بتفتیش سالش	زہے شادی فیض احمد بگفتم ۱۲۸۰ھ

ایضاً

کہ خدا اشد فیض احمدؔ با عروس	ناکح و منکوح ہر دو نیک خو	لیکہ این تقریب شد بہجت فزا
عیش و عشرت گشت کردہ کو بکو	سال تاریخش چو جستم از خرد	گفت ہاتف شادی فرخندہ طوی ۱۲۸۰ھ

۳ - ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ بارہ سو پچانوے ہجری پہلی بی بی نے زچہ خانہ کے تپ مین مبتلا ہو کر حیات مستعار کی بیڑی کاٹ دی اور ہمیشہ کے لئے ساتھ چہوڑ دیا انکی تین اولادون مین سے ایک لڑکی شیر خوارہ مرگئی ایک لڑکا ایک لڑکی زندہ اور جوان ہین آزاد ہوجانے کے بعد پہر مقید ہونے کو جی تو نچاہتا

تہاپرشفیق وغمخوار والدین کے اصرار اور بمضمون ــ۵

حلقۂ ماتم وہنگامۂ شیون صدبار		بہ زبرزمے کہ درو انجمن آرائی نیست

دنیا کی ضرورتون نے مجبور کیا تو ین صفر روز دوشنبہ ۱۲۹۸ بارہ سو اٹھانوین ہجری و۱۰ جنوری ۱۸۸۱ء اٹھارہ سو اکیاسی کو پہوپی کی پوتی کے ساتھ رسم مناکحت ادا ہوئی انکا مادری سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی سے ملتا ہے اونکی مان نواب مبارک علیخان کی حقیقی نواسی ہین انکے بطن سے آٹھ اولادین یعنی پانچ لڑکون تین لڑکیون ہین اب چار باقی ہین تین لڑکے ایک لڑکی یہ سب ابھی خردسال ہین خداوند تعالی بطفیل چار یار کبار سعید وبخشمند اور عمر واقبال سے بہرہ مند فرمائے۔

مکتب چہوڑنے اور شادی ہوجانے کے بعد بائیسوین ۲۲ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ کے محکمہ کسٹم (نادرن انڈیا سالٹ ریبنیو) مین ملازمت کا تعلق ہوگیا حکام سررشتہ نے وقتاً فوقتاً جو چٹھیان عنایت کین اونمین سے چند چٹھیات کا ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا**

مضمون ذیل لکھنے سے مین بہت خوش ہون یعنی یہہ کہ فیض احمد محرر نے میرے ماتحت تین مہینہ تک نہایت خوبی سے کام انجام دیا اور ان ایام تین ماہ مین اونکی کارگذاری سے مین بہت خوش رہا۔ فیض احمد اپنے کام مین بہت ہوشیار اور دیانتدار ہین۔ مختلف وقتون مین چار محرر میرے ماتحت رہے مگر کام اس چوکی کا جیسا اس محرر نے آسانی سے انجام دیا مجھکو یقین ہے کہ کسی محرر سے ایسا نہین ہوسکا فقط

دستخط بروکس صاحب قائمقام پترول مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۶۹ء

فیض احمد نے پترولی بڈہپورہ مین تین برس چہہ مہینہ کارمحرری نہایت اچھا اور لایق اطمینان انجام دیا یہہ شخص کار متعلقہ اپنے کو خوب سمجھتا ہے اور اپنے سررشتہ کو نہایت ترتیب وتہذیب سے رکھتا ہے اور کاغذات ضروری الرجوع کو بہت جلد پیش کرسکتا ہے لہذا یہہ چند کلمہ بطریق سارٹیفکٹ یعنی سند کے عطا کئے گئے فقط ۲۶ اکتوبر ۱۸۷۲ء دستخط مسٹر ویریرس صاحب بہادر پترول بڈہپورہ

فیض احمد بہت برسون سے کلکٹری کسٹم اگرہ مین کارگزار ہے نومبر ۱۸۷۶ء سے مین بھی جانتا ہون کہ وہ نہایت محنتی شخص ہے - مینے اسی لحاظ سے اپنے دفتر کی نائب پیشکاری کے عہدہ پر اوسکو ترقی دی تہی اور اوسنے اپنے کام کے انجام دینے مین مجکو نہایت خوش رکہا اور اب بسبب تبادلہ انٹرل بیرچ کے دفتر کو چہوڑتا ہے -

دستخط مسٹر جی ایچ ہیکی صاحب کلکٹر کسٹم اگرہ ۱۵ - فروری ۱۸۷۹ء

فیض احمد سب انسپکٹر نے میری ماتحتی مین تین ماہ یا قریب تین ماہ کام کیا یہہ شخص عمدہ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہے کیونکہ اسنے چند سال تک بطور محرر کے کام کیا ہے مین یقین کرتا ہون کہ یہہ شخص قابل اطمینان اور سخت محنتی اور بہت با ادب ہے فقط

مسٹر سی بی برون صاحب انسپکٹر پرمٹ شاہی مقام بدایون ۶ - اپریل ۱۸۸۱ء

شیخ فیض احمد نے بطور ہیڈ محرر کے پرمٹ علیگڈہ سرکل مین آٹھ مہینہ من ابتدا ۱۸۸۱ء لغایت اپریل ۱۸۸۲ء کام کیا زمانہ مذکور مین اوسنے کار متعلقہ اپنا بہت اچھی طرح انجام دیا میرے نزدیک وہ ایک محنتی اور ذہین اور فرمان بردار آدمی ہے - درحقیقت وہ انٹرنل برنچ مین ایک اعلیٰ درجہ کا محرر ہے اور مین اوسکو جدا کرتے سے بہت رنجیدہ ہون چونکہ اب وہ اسسٹنٹ کمشنری پرمٹ اگرہ کے دفتر کو بدل گیا اسلئے مین اوسکو یہہ سارٹیفکٹ دیتا ہون ۲۸ - اپریل ۱۸۸۲ء

دستخط مسٹر آر ایف چامرس انسپکٹر پرمٹ علیگڈہ

فیض احمد سب انسپکٹر نے میرے زیر حکم حلقہ اٹاوہ مین قریب دو برس کے کام کیا مینے اونکو ہمیشہ مستعد - جفاکش - محنتی - اور کامل دیانت دار - اور عمدہ کام کے لایق پایا -

اٹاوہ یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء مسٹر جی ڈہی ینگ محکمہ نمک

پہر اوس سے سبکدوشی ہوئی اور راحت پائی ایکمرتبہ بحسب ؎

دانہائے قسمت ما جا بجا پاشیدہ اند	از برائے چیدنش ناچار میگردیم ما

ریاست رامپور مین بطریق تلاش معاش جانیکا اتفاق ہوا عالیجناب نواب حامد علیخان صاحب بہادر رئیس حال کی صاحبزادگی و تعلیم و تربیت اور جنرل اعظم الدین خان مرحوم کی نظامت کا

زمانہ تھا اپنی برات رزق وہان مقدر نہ تھی نوکری نہو ئی پر جنرل صاحب نے بیکاری وزیر باری پر نظر فرما کر براہ شرفا نوازی واولوالعزمی ایک رقم معقول ومعتدبہ سے مدد کرنی چاہیے۔ بندہ ناچیز نے باوصف تعطل وحاجتمندی بلا ثبوت استحقاق ونہونے دست مزد اپنے کے محض احتسابًا ایسی رقم کا لینا اپنے نفس کے واسطے ناجائز سمجھکر صاف انکار کر دیا۔ ریاست مین بڑے بڑے عبا قبا شملہ ٹکہ والے چکنے چپڑے ہاتھ پہلائے ہوئے چلے آتے تھے یہ صدائے غیر مانوس حیرت کے کانون سے سُنی گئی۔ جنرل صاحب نے ایک جلسہ مین مذکور کیا اور فرمایا شکر ہے کہ مسلمانون مین اب بھی ایسے غیور ہمت والے موجود ہین بعض ارباب نے یحسب المریقیس علی قلبہ (آدمی اپنے دل پر قیاس کرتا ہی) دوسرے طور پر معنی لگائے جسکی جنرل صاحب نے تکذیب وتردید فرمائی۔ اور میرے نام اپنے خاص دست وقلم سے جو عبارت لکھی ہے بجنسہ نقل کیجاتی ہے۔ **وہو ہذا**

مشفقا آپکی ہمت بلاشک لایق تحسین ہے۔ اور مین ہمیشہ اسے یاد رکھونگا۔ یہ آپکی فراخ حوصلگی اور علو ہمت کی پوری دلیل ہے۔ مین اسقدر آپسے بلا خوف کہہ سکتا ہون۔ کہ جب اس ریاست مین آپکی خدمات کی ضرورت ہوگی۔ مین آپکو فراموش نکرونگا۔ اور وقتًا فوقتًا آپ یاد دہانی مجھے کرین۔ اور جو زحمت آپکو اس سفر مین ہوئی وہ سب میرے نامۂ اعمال مین قایم فرما کے مجھے معاف کرین۔ اعظم الدین خان ۹۔ جنوری سنہ۱۸۹۰ء

واللہ باللہ قلب سلیم کو اس حکایت کے لکھنے مین ذرا بھی نمایش وستایش مقصود نہین بلکہ اس مجموعہ کی ترتیب سے مطلب یہ ہے کہ آیندہ نسلین اپنی قوم کے حالات دیکھکر اوس سے زیادہ موثر ہون۔ مخصوص یہ نقل محض بغرض عبرت اپنی اولاد کے لکھی ہے تاکہ وہ دون ہمتی وپست فطرتی کے عادی نہون اور اپنے قوۃ بازو سے قوۃ لایموت حاصل کرکے آبرو کو قایم رکھنے کی کوشش کرین جو آدمی اسکے خلاف ناجایز وغیر مطبوع دوسرے طریقہ سے شکم پری کرتے ہین وہ ہرگز سچی عزت کے مستحق نہین ہوتے

پرو شیر و زندہ باش اے دغل		منید از خود را چو روباہ شل	

بچنگ آر و با دیگران نوش کن	نہ بر فضلۂ دیگران گوش کن

بہرحال وہان سے مراجعت کے بعد ہی دوسری جگہ بسبیل جایز حیلہ رزق پیدا ہو گیا اور بفضلہ تعالےٰ اب بہی ہے۔
اسوقت کہ مین یہہ مختصر سرگذشت لکہہ رہا ہون ۱۹۔ جمادالثانی ۱۳۱۵ ہجری اور ۱۵۔ نومبر ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ ہے ۹۔ ربیع الاخر ۱۲۶۲ ہجری یہی دوشنبہ میری پیدایش کا دن تہا قمری حساب سے دنیا مین آئے ۵۳ برس دو مہینہ گیارہ دن گذرے۔ پنجاہ کے پنجہ سے چہٹکر شصت کی شست مین آگیا جسکی نسبت کوئی کم شکستہ کہہ گیا ہے مصرعہ جو شصت آمد نشست آمد بدیوارہ ہرچند کہ اس مدت زندگی مین غیر ملکون کا کوئی دورودراز سفر پیش نہین آیا پہر بہی صغرسنی وطفولیت کے بعد جو بیفکری اور فی المثل سچی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک جگہ نچلا بیٹھنا نصیب نہین ہوا۔ قسام ازل نے جہان جہان دانہا رزق مقدری بکہیر دئے تہے اونکے چننے کو دور ونزدیک آباد و ویران شہر و بیابان جہان کی خوب خاک چہانی آب (میرٹھ) دارالقرار ہے۔ اور ہزاران حسرت و ناکامی ایک بڑے سفر کا انتظار ہے غرض باغ عالم کی بہار و خزان سب دیکھ لی۔ فراق و وصال کے مزے چکھ لئے ہ

وصل بہی دیکہا جدائی دیکھ لی	حق نے جو قدرت دکہائی دیکھ لی

رباعی

چندے بہوا ر گلعذاران بگزشت	لختے در بند روزگاران بگزشت
برنامدہ کام دل شباب آخر شد	نشگفتہ گلی و نوبہاران بگزشت

دنیاوی زندگی مین ماں باپ سے زیادہ عزیز۔ بیوی سے زیادہ محبوب۔ بچون سے زیادہ پیارا کون ہو سکتا ہے۔ ان سبکے نغمۂ مسرت۔ زمزمہ شادی۔ ہنگامہ شیون۔ نوحۂ ماتم سن لئے۔ اب تلخئ مرگ چہکنی باقی ہے۔ شعر

ہو چکین غالب بلائین سب تمام	ایک مرگ ناگہانی اور ہے

اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے	آغوش گل کشودہ برائے وداع ہے

والدین کا بدل تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا الا خدائے رحیم کی بندہ نوازیون کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے ناچیز کو اپنے فضل عمیم سے باقی اور نعمتون کا ہمیشہ نعم البدل دیا ہے اور تنگئے رزق جسکو الفقر سواد الوجہ فی الدارین[1] کہا ہے اوسکی سخت امتحان سے اپنی حفظ و امان مین رکھا ہے۔ آیندہ بھی اوسکے فضل پر بھروسہ ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار[2] رباعی

سرمایۂ ناکسی ببار آمدہ ایم	یارب کرمیکہ شرمسار آمدہ ایم
دریاب کہ پر امید وار آمدہ ایم	شایستۂ دوزخیم و جویای بہشت

حکیم نجم الدین بن غلام معین الدین قاضی محمد یسین دہولپوری کی اولاد مین چوتھی پشت تھی انکے والد نے غلبہ حکومت روہیلون کے زمانہ مین قصبہ (آنولہ) ضلع بدایون کی سکونت اختیار کرلی تھی انھون نے مارہرہ مین اپنی شادی کی اور یہی وہان کی بود و باش کا سبب ہوا۔ فن علمی طب مین مہارت نہی۔ علاج اچھا کرتے تھے۔

حکیم قمر الدین و حکیم شمس الدین حکیم نجم الدین کے بیٹے بلند حوصلہ زندہ دل خوش مزاج ظریف طبع عیش پسند اور متاع دنیا سے بخشمند تھے ایک وقت راجہ اودہ کی سرکار مین اونکا اقتدار تھا اونکی اولاد قصبہ مارہرہ مین آباد ہے **محمد راضی** حکیم قمر الدین کے پوتے عدالت مال ضلع اٹاوہ مین مختار سند یافتہ سرکار ہین شعر و سخن کا مذاق ہے چند تاریخین انکی طبعزاد اپنے اپنے محل پر اس مختصر میں بھی کو درج و مرقوم ہین

حکیم لطف الدین مفتی محمد اکرم عالمگیری کی اولاد مین نہایت خوش صحبت قیافہ شناس اداب دان اور بالا دست طبیب تھے۔ دہلی سے۔ مارہرہ آکر قیام کیا۔ کریم الدین محمد جو ایک ذی رتبہ رئیس اور ہمقوم تھے اونکی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی انکی نسل باقی نہین رہی پیدائش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن کریم الدین محمد انکے خسر نے سنہ ۱۱۹۶ھ

---

[1] ترجمہ محتاجی منہ کی سیاہی ہے دونون جہان مین ۱۲ [2] ترجمہ۔ اے رب ہمارے بخش گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیان اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ ۱۲ پارہ ۴ سورہ ال عمران رکوع ۲۰-

گیارہ سو چہانوے ہجری مین انتقال کیا ہے اس سے جان سکتے ہین کہ یہہ قایل شخص بارہ سوصدی ہجری کے آغاز تک بقید حیات ہوگا۔

حکیم نجف علی ابن اشرف علی باشندہ مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے نوین پشت مزاج مین خلق و مروت کوٹ کوٹ کر بہرا تہا طب اور سیاق اچہا جانتے تہے علاج شفقت سے کرتے تہے پینتالیس چہالیس برس انکے انتقال کو گذرے ہونگے۔

حکیم بندہ علیخان احسان علیخان وقایع نگار کشمیر کے بیٹے اور محمد مسیح الملقب نواب خیر اندیش خان ثانی کے پوتے تہے طبیب ماہر اور معززین عصر سے تہے روہیلکنڈ بریلی مین سکونت پذیر رہے۔

حکیم طالب علیخان رئیس بانس بریلی عمایدِ زمانہ سے تہے علماً و عملاً طب مین دستگاہ کامل تہی اور عمل ید یعنی دستکاری جراحی چیڑ پہاڑ مین جو طب عملی کا شعبہ ہے دست اعجاز تہا اونکے فرزند رشید **حکیم غالب علیخان** بہی معزز روزگار اور طبیب تجربہ کار تہے۔

حکیم امان علیخان اور اونکے بیٹے **حکیم اکبر علیخان** بریلی مین نامور اور بانام و نشان طبیب گذرے ہین ان سب حضرات بریلی کا جدی سلسلہ نواب خیر اندیش خان میر بخشی کے ساتھ ملتا ہے الطاف علیخان حکیم غالب علیخان کے پرپوتے بریلی مین اسوقت بہی نامی گرامی رئیس ہین جنکی سالانہ آمدنی زمینداری کی قریب اسی ہزار روپیہ کے ہوگی۔

حکیم سلامت علیخان المخاطب بہ حکیم حذاقت خان طبیب کامل و علوم عقلی و نقلی مین فاضل اور شاہی طبیبون مین شامل تہے امرا و سلاطین کے دربارون مین امتیاز و اعتبار تہا بوجہہ کاملیت فن شاہ عالم بادشاہ کے دربار سے حکیم حذاقت خان کا خطاب پایا اصل فرمان عطار خطاب جو ہماری نگاہ سے گذرا ہے اوسکی عبارت مین نقل کیا جاتا ہے پیشانی فرمان پر بخط طغرا مطلا یہہ الفاظ لکہے ہین (باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ) اور نیز یہہ عبارت طغرا مطلا زیب نا صیہ فرمان ہے۔

(فرمان ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی)
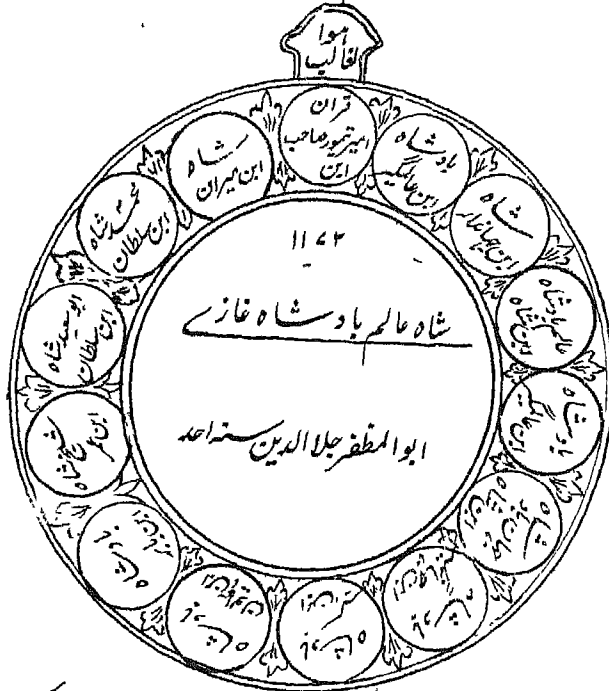
دریں وقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الطاعت والاذعان صادر شد کہ بمقتضائے وفور مراحم خاقانی و فرط تفضلات خسروانی کہ نمونۂ افضال یزدانی است حذاقت انتباہ حکیم سلامت علیخان را بخطاب حذاقت خان بین الاعیان والارکان وفی الامثال والاقران سرفراز و ممتاز فرمودیم باید کہ فرزندان کامگار والاتبار و وزرائے ذوی الاقتدار و امرائے عالیمقدار و جمیع ارکان دربار جہان مدار و حکام ممالک حذاقت انتباہ مذکور را از جناب فیضمآب بادشاہی بشمول این خطاب برگزیدہ و القاب پسندیدہ معزز و مباہی دانستہ انظار عنایت مابدولت نسبت باحوال فرخندہ مآل خان مذکور یوماً فیوماً متزاید و منہایت تصور نمایند تاریخ پانزدہم شہر جمادالاول سال سی و ہفتم از جلوس ابدمانوس والا مرقوم شد۔

بعد تباہی خاندان شاہی دہلی وطن آبائی سے ہجرت کی بنارس آئے۔ انگریزی عملداری شروع ہوگئی تھی۔ بوجہ تبحر علمی وہاں کورٹ اپیل کے قاضی و مفتی ہوگئے۔ حکام انگریزی نہایت

عزت کرتے تھے - طبابت و فضیلت و حکومت کے سبب شہر مین اول درجہ کا اعزاز تھا - کہتے ہین
کہ ایک مرتبہ بمقام بنارس ہندو و مسلمانون مین کسی امر پر نزاع ہو گیا - جہالت سے ایک دوسرے
کے مذہبی امور مین دست انداز ہو کر اونکے معابد کو منہدم کرنے لگا - نئی عملداری تھی کمپنی کو
تشویش ہوئی - حکیم صاحب ہی شہر مین ایک ایسے با اثر شخص تھے جنکی بات ہر طبقہ اور گروہ
کے آدمیون مین مانی جاتی تھی اور یہی دونون فریقون مین باہم صلح و موافقت کے باعث
ہوئے حکام نے غنیمت سمجھا اور قدر افزائی کی بالاخر پنشن پاکر خانہ نشین ہوئے -
آنکے پسری اولاد نہ تھی - دختری اولاد مین محمد اسحاق منشی ہادی علی لکھنوی مارہروی کے
بیٹے (مارہرہ) مین آباد ہین -

خاتمہ کتاب

سر شکم رفتہ رفتہ سبیل در باشد تماشا کن	بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

امید نہ تھی کہ یہ مرقعہ دلنشین و صحیفہ نگارین اس وسعت و تزئین کے ساتھ مجھ جیسے نشفت الحال
پریشان احوال شکستہ قلم کج مج رقم کے ہاتھون قابل سیر ناظرین با تمکین مرتب ہو جائے گا -
قومی کتاب لکھنا آسان نہین یہہ کام تہا ایک جماعت کے کرنے کا سب ملکر تعاونوا علی البر
پر عمل کرتے ہوے - لیکن قوم کو اپنے مشاغل سے چھٹکارا کہان اور فرصت کب کہ توجہ کرتی -
مین بھی نکما نہ تھا - مصرعہ فکر معاش و ذکر بتان یاد رفتگان - وہ کونسی مشوش کن و عافیت
سوز بات تھی کہ نہ تھی - مگر کیسا ہی امر اہم ہو ممکن نہین کہ انسان چاہے اور کر نسکے - ہان
شوق طلب دامنگیر ہو پائے تنزلزل و تلون مین ہمت و استقلال کی زنجیر ہو سے

بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

خدا کے بھروسہ پر شروع کر دیا تھا اوس کا شکر ہے کہ اوسیکی عنایت سے بلا اعانت دیگرے
تمام ہو گیا اور محنت ٹھکانے لگی - شعر

لہ ترجمہ آپس مین مدد کرو نیک کام پر ۱۲ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا | بر منتہای ہمت خود کامران شدم

میرا نہ پہلے خیال تہا نہ اب دعوے ہے کہ قوم کی پسند کے قابل مین لکھ سکون گا یا لکھ لیا - بلکہ حق یہہ ہے کہ میری خواہش و طبیعت کے موافق سرمایہ مہیا اور سامان دستیاب نہونے سے مین خود اپنی تمنا پوری کرنے مین قاصر و معذور رہا - مین جیسا آغاز مین جانتا تہا اب بہی سمجہتا ہون کہ جو کچھ قوم کے سامنے پیشکش کیا گیا ہے اپنے بے بضاعت بساط کے موافق ہے نہ ہنر مندان قوم کے موافق - امید ہے کہ بزرگان قوم میرے عذر نادانستگی کو بشکرانہ دانائی خود پذیرا فرما کر فروگذاشت کو معاف فرماینگے - پر ظاہر ہے کہ جتنا اور جیسا لکھہ گیا ہے آج اس طرز و انداز کا دوسرا مجموعہ قوم کے ہاتھہ مین نہین ہے - گو کلہ اس سے بہتر ہو جائے - اور [illegible]

میرے پیارے بہائیو نام و نمود کے لیے یا ستایش کی تمنا اور [illegible] کی توقع پر ان اجزا کی ترتیب نہین کی گئی - بلکہ فطرتاً حُبّ قومی کا اثر انسان کی طبیعت مین ودیعت کیا گیا ہے اور کم و بیش ہر سنجیدہ دماغ اور پاک دل مین ہونا چاہیے اور ہوتا ہے وُہی اس تحریر کا باعث ہوا

قطعہ

چو من بخیر کنم یاد رفتگان ارم | امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند
چو شاد میکنم ارواح دیگران شاید | کسان رسند و مرا نیز روح شاد کنند

قوم کے لیے یہہ ایک عمدہ آئینہ خانہ ہے جسمین اونکے مقدس بزرگون کی پاکیزہ صورتین نظر آتی ہین - اونکی نیک سیرتون پر وقوف حاصل ہوتا ہے - آیندہ نسلون مین اگر ذرا بہی صلاحیت تدبیر و قوت تفکر باقی ہو - بالکل مصداق ثُمَّ قَسَتْ[1] نہ بن جائین - اور خَلَفَ مِن بَعْدِہِم خَلْفٌ[2] ذریات قوم کی شمار مین نہ آجائین اور بمضمون فِی قُلُوبِہِم مَّرَضٌ[3] اونکے کمزور دل آزار جہل و غفلت سے مضمحل و مُردہ ہوگئے ہون - تو وہ جان سکین گے کہ اونکے نامور اسلاف شریعت کے

---

[1] ترجمہ - پہر سخت ہوگئے اونکے دل ۱۲ [2] ترجمہ - پہر اونکے پیچہے آئے ناخلف وارث ۱۲ پارہ ۹ سورہ ۱۵ اعراف رکوع ۲۱

[3] ترجمہ - اونکے دلمین آزار ہے ۱۲ پارہ اول رکوع ۲ -

حاکم طریقت کے پیشوا سیف کے مالک قلم پر قادر دولت پر قابض ہر صنعت مین کامل ہر کمال مین اوستاد تہے علم و دولت ہمارا اور نہ تہا سچ ہے۔ شعر

از رہگذر خاک سر کوی شما بود | ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

نظم

کبھی تم ہی موجد تہے علم و ہنر کے
نہ بہوکے تہے تم سیم کے اور زر کے
تمہین مرکز علم دنیا و دین تہے

علم اور قلم اور تیغ و سپر کے
یہ خدام تہے سب تمہاری ہی گہر کے
تمہین مالک ملک و سیف و نگین تہے

اسکے مطالعہ سے بجوش خون حمیت اونکے دل و دماغ مین عمدہ تحریک پیدا ہو سکتی ہے اور اونکی اخلاقی و تمدنی حالت پر اچہا اثر پڑنے کی امید کیجاتی ہے۔ ان اوراق کے فراہم کرنے کی اصلی غرض یہی ہے۔ اللہ اوسمین برکت دے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[۱]

میرا خیال ہے کہ انسان سے جو نیک کام بن سکے زندگانی کو فانی اور فرصت حیات کو غنیمت سمجھکر گذرے۔ شعر

اگر شراب خوری جرعۂ فشان بر خاک | ازان گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

فرجام کار خواب و خموشی کے سوا رکہا کیا ہے۔ خاک کا ڈہیر ہے۔ یا اندوہ ناکامی جاوید کا انبار۔ شعر

چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم | کہ بر خاکم آئے و من مردہ باشم

اور تعطل اعضا کے بعد کوئی کر کیا سکتا ہے۔ شعر

فریاد ازان لحظہ کہ در دل ہم آن شوخ | بر سد زمن و قوت گفتار نباشد

ایسے مین اس مجموعہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون۔ اے میرے مہربان خدا اپنے حبیب پاک حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے صدقہ سے میری قوم اور

[۱] ترجمہ۔ اور یہ مثالین ہم سناتے ہین لوگون کو شاید وہ دہیان کرین ۱۲ پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۳

میرے ساری بہائی مسلمانون مین اتحاد اتفاق وہمدردی عطا فرما - اونہین اون علوم سے بہرہ مند کر جو دنیا و اخرت مین اونکو نفع پہنچائین اور گمراہی سے بچائین - اونکو ایسی دولت دے جو ہم آغوش سعادت ہو - اونکے دلون مین ہمت قوتون مین استقلال - ارادون مین مضبوطی - خیالون مین روشنی بخش - میرے مان باپ اجداد و جدات - اور جمیع مومنین و مومنات کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - میری اولاد کو سعید و نیکنہاد کر مجھے اپنے حبیب پاک کی اطاعت اور اپنی محبت مین لگائے - شعر

الہی سینۂ دہ آتش افروز … دران سینہ دلے وان دل ہمہ سوز

مین نہایت عاجزی سے کہتا ہون - فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝

نظم تاریخی از فکر رسا بندہ خدا انوار احمد متخلص بہ شمر خلف مولف المشاہیر

الہی یہہ پیش نظر آج کیا ہے … کہ جس نے مجھے محو حیرت کیا ہے
نگارش نے اور عنوان نیا ہے … یہہ منظر عجب و دلکش و دلکشا ہے
طبیعت پہ میری جو پرتو پڑا ہے … نکلتا ہر اک قافیہ چلبلا ہے
مضامین کی آمد کا تانتا بندہا ہے … کہ ہر شعر مین ایک نیا چوچلا ہے
کہان مین کہان نظم اللہ میرے … مجھے شوق میرا کدہر لے اوڑا ہے
الہی رہے قوم مین فیض احمد … کہ جسکے سبب آج یہہ دن ہوا ہے
انوکہے ہین جملے نرالی ہے بندش … مورخ کا تزوہ قلم بھی بلا ہے
وہ فقرے لکہے کلک جادو رقم سے … دبیر فلک اسے جن سے چکرا گیا ہے
جو اوسکی زبان کو کہون سہل مشکل … بہت سچ ہے بیشک روا ہے بجا ہے

سلہ ترجمہ - اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے توہی کار ساز کار ہے دنیا و اخرۃ مین موت دے مجکو ایمان کے ادر ملا مجکو نیک بختون مین ۱۲ پارہ ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۱۱

وہ کھنچے ہین اسلاف عالی کے نقشے — پتہ اصل مقصد کا جن سے ملا ہے

کسی صفحہ پر اصفیا جلوہ گر ہین — کسی جا مشایخ کا رنگ آرا ہے

کہین ہے ادیبون کی صحبت کا منظر — فقیہون کا جلسہ کہین جانفزا ہے

کہین ہین حکیمانِ قومی کی بزمین — نیوٹن جنہین دیکھہ سر دُھن رہا ہے

کہین ہے مشاہیر کی شان ایسی — کہ جن سے گبن کا بھی رنگ اُڑ رہا ہے

کہین شعر وہ فرو ہین شاعرون کے — کہ جنکا مزہ چٹکیان لے رہا ہے

عجب ڈھنگ سے قوم کو ہے سنبہالا — مولف کا انداز ہی کچھ جُدا ہے

خبردار ہوجائین تا آنے والے — کہ ہم کیا ہین اور پہلے کیا ہو چکا ہے

سنا کر دبیران قومی کے نکتے — طبیعت کو قابو سے باہر کیا ہے

کسی نے نہ لکہی تہی ایسی سوانح — خیالات نے تیرے ششدر کیا ہے

زمانے نے گو صورتین وہ مٹا دین — پتہ اب بھی کچھ کچھ مگر مل رہا ہے

بسی ہے جو نظرون ہین قومی وجاہت — ان آنکھون ہین کیا کیا سمان چہا رہا ہے

یہہ جاری ہے قانون قدرت کا قوی — بگاڑا انہین ہینے جو گھر بنا ہے

مٹایا مذاقِ سخن قوم تو نے — جسے (قرطبہ) آجتک رو رہا ہے

گیا شوق علمی لگاوٹ کا تجہسے — ممالک ہین یورپ کے جا کر بسا ہے

کبھی بخت یاور تہا اے قوم تیرا — زمانہ نے اب کیسا پلٹا لیا ہے

مقدر ہین جب عیش تہا اب الم ہے — الہی زمانہ کو کیا ہو گیا ہے

مدارِ مقدر تو سب مانتے ہین — مگر یے سبب بھی کہین کچھ ہوا ہے

ڈرو اور سمجھو وقتِ بد سے عزیزو — مصنف نے ہر طرح سمجہا دیا ہے

جہان تہی اخوت سے علمی مشاغل — اوسی قوم کے ہاتھ پالا رہا ہے

زبانون پہ ابتک ہین اوصاف اونکے — جن اسلاف کا بول بالا رہا ہے

نہ تھی ہسٹری قوم مین کوئی ایسی | کہ جسکی ضرورت نہ ہر اک جانتا ہے
یہہ ہے قوم کی ایک تاریخ نادر | مشاہیر کا حال اسمین لکہا ہے
دکہا کر بزرگانِ ماضی کی حالت | نصیحت کا پیرایہ اچہا لیا ہے
نہ پوچہو جو ہین حالتین آج کل کی | بس اب سے بندہ پرور خموشی کی جا ہے
یہہ افلاس سے قوم کی گت ہوئی ہے | نہ کوڑی ہے پلے نہ پیسا ٹکا ہے
اونہین کے سپوتون کے اوقات اب یہہ | جن اسلاف کا تذکرہ ہو رہا ہے
زیادہ نہ دے طول بس اب دعا کر | کہان تجہہ مین طاقت یہ احمق ہوا ہے
پہلے اور پہولے مری قوم یارب | ترا فضل جیسے سدا سے رہا ہے
وہ دے اسکو عزت کہ حاسد بہی کہدین | خدا دی جسے اوس سے کسنے لیا ہے
ترقی کے ساتھ علم کی روشنی ہو | زمانہ کہے دیکھکر مرحبا ہے
جو تو دینا چاہے تو اک پل مین دیدے | تری ذات کا تو بڑا آسرا ہے
رہین میرے والد مرے سر پہ قایم | کہ سایہ مجہے اونکا ظلِ ہما ہے
ہمیشہ رہین راضی و شاد و خرم | خدایا یہی میری تجہ سے دعا ہے
مجہے دے لیاقت کرون اونکی خدمت | اونہین دی محبت کہ اسمین بہلا ہے
رضامند مجہ سے رہین وہ ہمیشہ | کہ اونکی رضا سے رضائے خدا ہے
اٹاوہ پہونچکر یہہ کچہ جی مین آیا | مشاہیر کا تذکرہ چہپ رہا ہے
اگر نظم تیری بہی ہو اوسمین شامل | تو بہتر ہے موقع بہی اچہا ملا ہے
تقاضہ کیا دلنے تاریخ لکہدے | کہ اسوقت تیری طبیعت رسا ہے
اگرچہ نہ تہی نظم لکہنے کی قدرت | مگر ہوگئے شعر فضلِ خدا ہے

شرر لکہدیا سال ناگاہ مینے
مشاہیر کا ذکر کیا دلکشا ہے
سنہ ١٩١٢ع

قطعہ تاریخ رنجیدہ کلک جواہر سلک منشی محمد راضی صاحب مارہروی متخلص بہ راضی مختار عدالت اٹاوہ

جدا ڈھنگ سب سے ہے اس ہسٹری کا — مورخ کا رنگیں طبیعت نیا ہے
ابھی قوم میں ایسے ہیں لوگ باقی — کہ ہر کان کو جنکی بہاتی صدا ہے
یہ ایک چشمۂ فیض احمد ہے جاری — چمن قوم کا جس سے پھولا پھلا ہے
سدا اور ہے شاد اسے لکھنے والے — کہ تیرا سخن نسخۂ کیمیا ہے
تیری ذات معدن بنی جوہروں کی — سنی اچھے صاحب کی حق نے دعا ہے
لکھا سال تاریخ راضی نے تیری — یہ شاداب گلشن مشاہیر کا ہے

ایضاً

نظر کے سامنے ہے المشاہیر — عجب دلکش ہے فیض احمد کی تحریر
فصاحت گھر کی لونڈی ہو رہی ہے — عمل ایسا پڑا ہے بہر تسخیر
بنی ہے نثر عالی نثر طائر — جہان کی آنکھ میں از روئے توقیر
کشش ہے کہکشان رفون کی اوسکی — دوائر سیکے سب ہیں بدر تنویر
لگا کر گھیرہ بزم سخن میں — مصور نے اوتاری خوب تصویر
اگر شہباز خان اسوقت ہوتا — صلے میں بخشدیتا اسکی جاگیر
تجسس وہ مورخ نے کیا ہے — کہ شہرت جسکی ہے تا روم و کشمیر
اگر اس تذکرہ کو دیکھ لیتا — نہ لکھتا ہسٹری اپنی جہانگیر
پڑھو تم غور سے اسے نوجوانو — یہ بھولے خواب کی اچھی ہے تعبیر
اوٹھو کوشش کرو حالت سنبھالو — بنو مت اپنے ہاتھوں آپ نخچیر
بہت پچتاؤ گے ذی علم اصحاب — خریداری میں کی گر کچھ بھی تاخیر
سن تالیف راضی اب سنا دے — لکھی اچھی یہ تاریخ المشاہیر
۱۸۹۷